مؤلفہ

باھتمام

محمد نعیم اللہ خاں۔ بی۔ ایس۔ سی۔ بی ایڈ۔ ایم اے

ناشر: مکتبہ فیضان اولیاء۔ جامع مسجد عمر روڈ [illegible]

نام کتاب ——— دیوبند کا نیا دین
موضوع ——— دیوبندی بولتے ہیں... مگر سمجھتے نہ
مؤلف ——— علامہ مشتاق احمد نظامی
باہتمام ——— محمد نعیم اللہ خان (بی ایس سی (ی
——— ایم۔اے
پیشکش ——— مکتبہ فیضان اولیاء۔ کاموکے
ضخامت ——— ۲۱۶ صفحات
بار اول ——— جون ۲۰۰۲ء
ہدیہ ——— ۶۰/ روپے

ملنے کے پتے

• ضیاء القرآن پبلیکشنز لاہور • شبیر برادرز لاہور • فرید بک سٹال
• پروگریسو بکس لاہور • مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور • مکتبہ نبویہ لاہ
• مکتبہ اعلیحضرت دربار مارکیٹ لاہور • مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لا
• مکتبہ رضائے مصطفےٰ۔ چوک دارالسلام گوجرانوالہ • مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ
میلادِ مصطفےٰ چوک گوجرانوالہ • مکتبہ مہریہ رضویہ۔ کالج روڈ ڈسکہ۔

مضامین

عنوانات	صفحہ
نذرِ عقیدت	۳
ہدیۂ محبت	۴
پیش لفظ	۵
پہلا باب	
فتنۂ دیوبندیت کا سرسری جائزہ	۱۲
ایک جائزہ	۱۴
دوسرا باب	
ایک گمراہ کن پروپیگنڈے کی برہنہ تصویر	۳۲
شراب کہنہ در جام نو	۳۳
تیسرا باب	
اختلافات کی بنیادی حیثیت	۵۲
چوتھا باب	
علماءِ دیوبند کی دشنام طرازی کے چند	۶۹

عنوانات	ص
پانچواں باب	
شاہ وصی اللہ صاحب کی توقیر العلماء	[illegible]
کا تنقیدی جائزہ	
ایک حقیقت جو جھٹلائی نہ جا سکے	[illegible]
کافر گر یا بازی گر	[illegible]
چھٹا باب	
چند اہم عبارات پر طائرانہ نگاہ	[illegible]
بریلویوں کے پیچھے دیوبندیوں کی	[illegible]
نماز ہو جاتی ہے۔	
وہابی بے ادب کو کہتے ہیں	[illegible]
ساری دنیا کو وہابی بنانے کا پروگرام	[illegible]
صحیح عقائد مدارِ نجات ہیں	[illegible]
کافر کو کافر ہی کہا جائے	[illegible]

عنوان	صفحہ
لانا زکریا محمد اور مولانا منظور نعمانی وہابی ہیں	۱۰۸
ن عبدالوہاب نجدی ظالم و فاسق تھا	۱۱۰
سیلہ درست ہے	۱۱۳
ساتواں باب	
م نہاد دانشوروں کے تخالف و تضاد کا تنقیدی جائزہ	۱۱۵
فظ وہابی کی بحث	۱۱۸
ام کی بحث	۱۱۹
والیجات کی بحث	۱۲۱
رسول اللہ کی بحث	۱۲۲
ور اور حضور کی بحث	۱۲۳
ہ سے بڑھانے کی بحث	۱۲۴
یر اللہ سے مانگنے کی بحث	۱۲۵
ر درود شریف پڑھوانے کی بحث	۱۲۶
ر پر اذان کی بحث	۱۲۷
شرک مسلمان کی بحث	۱۳۰
وا اکھڑ گئی	۱۳۲
ستمداد کی بحث	۱۳۳
اجت روا کی بحث	۱۳۴
ضرت مسیح کو بھی چیلنج	۱۳۵
	[illegible]

عنوان	صفحہ
جہنم کی آگ اور روشنی	۴۸
حفظ الایمان کی بحث	۴۹
کافر کی بحث	۵۱
غیر اللہ سے لینے کی بحث	۵۳
استعانت کی بحث	۵۳
فتوٹی نویسی کا مضحکہ خیز انداز	۵۴
آٹھواں باب	
علماء دیوبند کے خوابوں کا محل	۵۶
نواں باب	
دیوبندیت اپنے آئینے میں	۶۱
دسواں باب	
خلاصۂ گفتگو	۶۳
کچھ اپنی باتیں	۶۴
گیارھواں باب	
دیوبندیت اپنے اصلی روپ میں	۸۲
تبلیغی جماعت سے متعلق ایک سنسنی خیز انکشاف	۹۶
ایک غلط فہمی کا ازالہ	۰۱

نذرِ عقیدت

ایک معصیت کیش، عصیاں کوش!

ملّت کے روحانی تاجدار سلطان الہند خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکار میں اپنی حقیر نذر گذارتے ہوئے مراحم خسروانہ والطاف

کریمانہ کا ملتجی ہے۔ کیا عجب کہ ان کی نگاہِ کرم مری خراب وخستہ زندگی کی کایا

پلٹ دے۔

دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دیدے
کہ مجھے شکوۂ کوتاہیِ داماں ہو جائے

ہجراں نصیب
ایک دُور افتادہ
مشتاق احمد نظامی خادم سنّی تبلیغی جماعت
یکم رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ
مطابق ۱۷ اگست ۱۹۷۷ء

گو میں رہا رہینِ غم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

سچائی، دیانتداری، وضعداری، وفاشعاری، علم دوستی اور علم پروری جس کی رشت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہو، اللہ کے ولیوں سے دوستی، آستانہ جات کی اضری، مدارس کی پرورش، مساجد کی آبادی جس کے ضمیر و خمیر میں ہو جو اپنوں میں سکراتا پھول اور غیروں میں دہکتا انگارہ ہو، مسلک رضویت جس کا اوڑھنا بچھونا ہو، حسان کر کے بھول جانا جس کی فطرت ہو، غربا پروری اور اقربا نوازی جس کے ضمیر کی واز ہو، میں اپنے اسی دینی بھائی جناب الحاج بڈن صاحب جھنڈگیری رضوی ظامی رئیس منڈگو و صدر مدرسہ عربیہ دستگیریہ کی طرف اسے منسوب کرتا ہوں۔ خدا مدیرا انھیں اور پورے خاندان کو صحت و سلامتی سے رکھے۔ تجارت میں برکت عطا فرمائے ور آسیب روزگار سے محفوظ رکھے آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

مشتاق احمد نظامی

مہتمم دار العلوم غریب نواز، الہ آباد۔
و صدر سنی تبلیغی جماعت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ حبیبہ الّذی اصطفیٰ

پیش لفظ

اے جوشِ جنوں بیکار نہ رہ کچھ خاک اڑا دیرانے کی
دیوانہ تو بننا مشکل ہے صورت ہی بنا دیوانے کی

رجبی روڈ کانپور کے سالانہ اجلاس میں میرا تقریری پروگرام تھا رات اور
...م کا تقاضا تھا کہ مسئلہ معراج کو موضوع بنایا جائے لیکن بغیر کسی ارادے و تیاری
...فی البدیہہ "
دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں" کے عنوان پر تقریر ہو گئی فاضل گرامی
...نا حافظ قاری محمد عبد السمیع صاحب قاضی شہر کانپور جو ایک علمی خانوادے
...چشم و چراغ ہیں انہیں کا دولتکدہ مجھ پردیسی کی قیامگاہ ہے عزیز موصوف

دی ہیں وہ ان کا آبائی ورثہ ہے اور خاندانی امانت کو جس حلم و بردباری سے انھوں نے کلیجے سے لگایا یہ ان کی اپنی بہترین صلاحیتوں کا نتیجہ ہے چنانچہ اجلاس ختم ہونے کے بعد جب میں اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو مولانا عبدالسمیع صاحب اور ادیب شہیر حضرت مولانا نسیم صاحب بستوی نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ آج کی تقریر قلمبند کر دی جائے۔

میں نے اپنی علالت اور چند در چند مصروفیات کا عذر پیش کیا مگر خدا سلامت رکھے مولانا نسیم بستوی کو جنکا قلم ہماری جماعت کی آبرو بن چکا ہے اور اُن کی متعدد تصانیف نے جماعتی الزام کا کفارہ ادا کر دیا ہے وہ ایک نہ مانے اور صاف لفظوں میں کہہ دیا میں اس وقت تک رخصت نہ ہونے دوں گا تاوقتیکہ آپ وعدہ نہ کرلیں اُس دن محسوس ہوا کہ اخلاص و محبت کی پیشکش کا احترام کس طرح کیا جاتا ہے۔ اپنا تو یہ حال ہے۔

گشتہ ہوئی دنیا رسمِ رہِ الفت سے
اک مری طبیعت ہے جو باز نہیں آتی

چنانچہ ان کا دل رکھنے کے لئے میں نے دبی زبان سے وعدہ کرلیا ہر چند کہ میں اپنے وعدے سے سبکدوش ہونے کی جتن کرتا رہا مگر وقت کب کسی کا انتظار کرتا ہے وہ اپنی برق رفتاری سے گذرتا رہا اور دن ہفتوں میں ہفتے مہینوں میں اور مہینے برسوں سے بدلتے رہے۔

فکرِ دنیا، فکرِ عقبیٰ، فکرِ حق، فکرِ سخن
چار دن کی زندگی احقر ہے کیا کیا کیجئے

میں قطعی طور پر یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ مذکورہ بالا حضرات سے سچ مچ دستخط لئے گئے ہیں یا ان حضرات کے فرضی دستخط سے مجھ پر اخلاص و محبت کے دباؤ ڈالنے کی نئی راہ نکالی گئی ہے۔

بہر حال یہ کچھ بھی ہو یہ جتنے بھی دستخط ہیں خواہ واقعی ہوں یا فرضی یہ سب کے سب دستخط کنندگان میرے اپنے ہیں جن کی خواہش کے آگے میں اپنا سر تسلیم خم کرتا ہوں بالفرض فرضی دستخط ہی سے خط بھیجا گیا ہو پھر بھی ایک نیک دستحسن جذبے کے تحت یہ اقدام ہے اس لئے کسی کی نیت پر حملہ نہیں کیا جا سکتا اور بے تکلف ماحول میں باہمی اعتماد و بھروسے کی بنیاد پر ایسا ہوتا چلا آیا ہے۔

مجھے خود بھی اس کا احساس ہے کہ یہ کتاب چھپنے سے پہلے بہت شہرت حاصل کر چکی ہے چنانچہ ایک بار میں اپنے بھائی انگائی سیٹھ کی دوکان پر پہنچا عزیزم حافظ لال محمد قادری معتمد دارالعلوم غریب نواز الہ آباد و برادرم حافظ سہراب صاحب امام مسجد گھاٹ کوپر نرائن نگر پہلے سے موجود تھے مجھے دیکھتے ہی انگائی سیٹھ، جن کے مزاج میں ظرافت ہے، چپکے سے کہا دیکھو دیکھو۔ دیوبندی بولتے ہیں مگر مجھتے نہیں، تشریف لا رہے ہیں مگر اسے میں نے سن لیا اور بے ساختہ زبان پر یہ شعر آ گیا۔

دیکھا جو کھا کے تیر کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

فاضل گرامی مولانا حسن رضا خاں ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی پٹنہ جنھیں میں

دنیا رسنیت کے لئے خدا کی ایک عظیم نعمت تصور کرتا ہوں انھوں نے بھی متعدد بار کہا مولوی صاحب اسے چھاپ دیجئے اور عزیز گرامی مولانا جہانگیر حبیب صاحب نے فرمایا ہاں ہاں ضرور چھاپئے۔ اس طرح نہ جانے کتنے تقاضوں کے بوجھ سے میں دبا ہوا تھا خدا کا شکر ہے کہ اب نقطہ، خط، حروف، الفاظ اور جملوں کی شکل میں ذہن کا بوجھ کاغذ کی امانت بنتا جا رہا ہے۔

مگر یہ جان کر آپ کو بھی صدمہ ہوگا کہ اس کتاب کے ساتھ مجھے دُہری محنت کرنی پڑی۔ ہوا یہ کہ حسب زحمت اس کتاب سے متعلق میں گاہے گاہے کچھ لکھتا رہا مگر مجھے کیا خبر تھی کہ کیا ہونے والا ہے؟ آفاق اور مُثنّا یہ دونوں سایہ کی طرح مجھ سے لپٹے رہتے ہیں دس گیارہ برس کی عمر ہے ان کا خیال ہے کہ جب تک کاپی پر کچھ نہ لکھا جائے تو اس کی قیمت ہے اور جب لکھ لیا جائے تو کاپی بیکار ہو گئی گویا سادہ کاغذ کی قیمت ہے مگر جو کچھ لکھا گیا وہ بیکار ہے چنانچہ دھیرے دھیرے یہ دونوں اس کا مسوّدہ ضائع کرتے رہے۔ جب میں نے دریافت کیا کہ آفاق مُثنّا یہ تم نے کیا کیا؟ تو بڑی سادگی سے جواب دیا "لالہ۔ وہ کاپی تو بیکار ہو گئی تھی۔ واللہ کتنی سادگی تھی اس جواب میں۔

تکلّف سے بری ہے حُسن ذاتی
قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

جواب پر مجھے جھنجھلاہٹ بھی آئی اور ہنسی بھی مگر اُن دونوں کے ایک جملے نے میرا کام تمام کر دیا۔

بہرحال اب جو کچھ بھی گوشۂ ذہن میں محفوظ ہے اُسے سپرد قلم کر رہا ہوں اس

فیصلہ تو آپ کو کرنا ہے کہ میں اپنی کوشش میں کہاں تک کامیاب رہا؟ میں تو بس اتنا جانتا ہوں۔

ع کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کر

احوال واقعی!

اس کا یقین کر لیجئے کہ میں اپنی عمر کے جس دور سے گذر رہا ہوں وہ عوام کے واہ واہ کا دور نہیں ہوتا۔ یہ تو ابتدائی دور کے مقررین کی خواہش ہوتی ہے ۱۹۴۵ء سے مری تقریر کا آغاز ہوا اور اب یہ ۱۹۸۳ء ہے خدانخواستہ اگر میں گورنمنٹ سروس میں ہوتا تو ریٹائرڈ ہو کر پنشن کا مستحق ہو گیا ہوتا۔

مگر تقریر و تحریر یہ ایک قومی و ملی خدمت ہے جس میں لگا یا گیا ہوں یا لگا ہوا ہوں خدا کا شکر ہے ایمان و عقیدے کی جو دولت اپنے بزرگوں سے ملی تھی اُسے میں نے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا اور رکھوں گا شاید کہ یہی سرمایہ مرا حاصل زندگی قرار پائے اس لئے اب عوام سے واہ واہ کی طلب نہیں ہے۔

اب تو صرف یہی آرزو ہے کہ جو مرے سر کا سودا ہے وہی دوسرے سروں میں آجائے اور ایمان و عقیدے کی جو امانت اپنے سینے میں ہے اسے قبول کرنے کے لئے عوام اپنے دلوں کا دروازہ کھولدیں۔ بس تقریر و تحریر کا یہی مقصد ہے!

زیر مطالعہ کتاب چند ابواب پر مشتمل ہو گئی ہے ہر باب علیحدہ اپنی ایک حیثیت رکھتا ہے البتہ یہ کتاب جس نام سے منسوب ہے وہ اس کتاب کا آخری باب ہے ہو سکتا ہے یہ ترتیب بعض ذہنوں پر بوجھ بنے مگر ایسا سہواً نہیں بلکہ عمداً ہوا ہے۔

کسی بھی کتاب کا مطالعہ اس وقت زیادہ مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوتا ہے جب حسن ظن سے اسے دیکھا جائے شاید کہ زیر نظر کتاب بھی آپ کو کوئی تعمیری ذہن دے سکے!

چونکہ ماہنامہ پاسبان اور مکتبہ پاسبان کی ڈاک اب مجھ سے متعلق نہیں رہ گئی اس لئے مجھے اس کا علم نہیں رہتا کہ کس کتاب کی کتنی مانگ ہے مگر ابھی مولانا انوار احمد نظامی مینجر مکتبہ پاسبان سے معلوم ہوا کہ "دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں" کا اب تک مکتبہ پاسبان کو ڈھائی ہزار سے زائد کتابوں کا آرڈر مل چکا ہے خدائے قدیر اس کتاب کو شرف قبول سے نوازے اور عوام کی رشد وہدایت کا بہترین ذریعہ بنا دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

جو طلب میں نے کیا مجھ کو عنایت سے دیا
ترے قربان مرے ناز اٹھانے والے

مشتاق احمد نظامی مہتمم دار العلوم غریب نواز الہ آباد
وخادم آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت
یکم رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ
۱۷ اگست ۱۹۷۷ء

پہلا باب

فتنۂ دیوبندیت کا سرسری جائزہ

اور

عصر حاضر کے چند ابھرے ہوئے سوالات کے جوابات

اکیلا ہوں مگر آباد کر دیتا ہوں ویرانہ
بہت روئے گی میرے بعد میری شام تنہائی

ایک جائزہ

میں نے چاہا تو بہت ان کو بھلانا لیکن
بات یہ کوشش ناکام سے آگے نہ بڑھی

دیوبندی عقائد پر تنقید و تبصرہ یا اس کا علمی محاسبہ اس دور کا کوئی نیا رجحان نہیں ہے اور نہ تو عصر حاضر کی کتابیں نقش اول کی حیثیت رکھتی ہیں عہد مغل کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر ہی کے دور میں خانہ ساز شرک و بدعت کے زیر عنوان اسماعیلی فتنہ جنم لے چکا تھا چنانچہ قلعہ معلّٰی کے معمولات و مراسم مثلاً میلاد و قیام نیاز و فاتحہ وغیرہ پر جب شرک و بدعت کے فتاوے سے عمل جراحی کا آغاز ہوا۔ تو شاہ ظفر کا عقیدت کیش مزاج ان طبعزاد فتاوٰی پر مطمئن نہ ہو سکا اور شیخ طریقت تاج الفحول حضرت مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے علم اور فضل کمال کا آفتاب نصف النہار چمک رہا تھا ان کی طرف شاہ ظفر کو رجوع ہونا پڑا۔

بہادر شاہ کا یہ سوال فارسی زبان میں تھا اور موصوف گرامی نے بھی اسی زبان میں جوابات کو قلمبند فرمایا۔ سوال و جواب دونوں کتابی سائز پر مطبوع ہیں اس

کا ایک نسخہ رئیس کلکتہ ڈاکٹر مولانا علیم الدین صاحب کے کتب خانے میں موجود ہے
خون کے آنسو کی ترتیب کے دوران کافی دنوں تک وہ نسخہ میرے پاس بھی تھا جس
کا ایک ذیلی تذکرہ خون کے آنسو میں آچکا ہے۔ اور یہ کتاب مختلف فیہ مسائل کی
ایک اہم کڑی ہے۔ لیکن دھیرے دھیرے مولوی اسماعیل دہلوی کی وہابیت
اور مزاج کا لاابالی پن نیز خاندانی روایات سے الگ تھلگ ایک نئے موڑ
کی طرف ان کا طبعی اور ذہنی جھکاؤ جب نمایاں ہونے لگا تو علماء حق کی طرف سے
ان کی آوارگی قلم کا ترکی بہ ترکی جواب دیا گیا اور جا بجا مباحثہ و مناظرہ کی مجلسیں
گرم ہونے لگیں چنانچہ اس سلسلہ میں علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالے
علیہ اور مولوی اسماعیل دہلوی سے مسئلہ امکان نظیر و امتناع نظیر پر جامع مسجد
دہلی میں عوام اور معاصر علماء کی موجودگی میں مناظرے کا آغاز ہوا۔

جوابات نہ بن پڑنے کی صورت میں مولوی اسماعیل دہلوی بڑبڑاتے
ہوئے رفوچکر ہو گئے اس کے بعد پوری دہلی میں ان کی علمی بے مائگی اور ذلت و
رسوائی کا چرچا ہونے لگا۔ ان کی ہزیمت و شکست کی یہ داستان ہر کس و ناکس کی
زبان پر اتنی عام ہو گئی کہ دہلی کے گلی کوچوں میں انھیں ننگ خاندان کہا جاتا تھا
تقویۃ الایمان جو محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا چربہ ہے اس
کی اشاعت نے پٹرول پر آگ کا کام کیا۔

وہابی فتنے کا آغاز دہلی سے ہوا لیکن سہارن پور، تھانہ بھون گنگوہ، انبیٹھ
کی زمین نجد سے وہابیت کے لائے ہوئے بیج کی کاشت کے لئے بطور آزمائش
استعمال کی گئی۔ اگرچہ ابتدائی دور میں اس کی آبیاری اور کھاد رسانی کا کام دہلی

سے ہوتا رہا لیکن اس فتنے کو بارآور بنانے کے لئے یہ زمین خود اتنی زرخیز ثابت ہوئی کہ تھوڑے دنوں بعد اس نے دہلی کو اپنا مال سپلائی کرنا شروع کر دیا اور اب تو دیوبند اسماعیلی فتنے کا مرکز ہو کر نجد ثانی بن چکا ہے مجھے قارئین کو یہ ذہن دینا ہے کہ وہابیت و دیوبندیت کی وہ علمی خیانتیں جو اسلامی عقائد و معمولات کی صدیوں سے محفوظ امانت کو تتر بتر کر دینا چاہتی تھیں اس کے خلاف زبان و قلم کا یہ جہاد اس عہد کی بدعت حسنہ نہیں ہے بلکہ علامہ فضل حق خیرآبادی و مولانا فضل رسول بدایونی جیسے صاحب فکر و بصیرت کی دور رس نگاہوں نے روز اول ہی اس کی بھیانک تباہ کاریوں کا بھرپور اندازہ کر لیا تھا اور اسماعیلی تخریب کاریوں کے مقابل اس کے استیصال و بیخ کنی کی ایسی نیو ڈال دی کہ آج تک اہل قلم اسی فلک شگاف محل کو جدید نقش و نگار کی گلکاریوں سے دلفریب و دیدہ زیب بنا رہے ہیں اگر قبول حق کے لئے دلوں کا دروازہ کھلا ہو تو اس حقیقت کے اعتراف میں ایک لمحہ کا تامل نہیں ہونا چاہئے کہ یہی حضرات اس فلک بوس عمارت کی اساسی اینٹ ہیں اور جب تک دیوبندیت کے مقابل نشتر زنی کا یہ صالح و صحتمند دستور جاری رہے گا ہر دور کا صاحب قلم اپنے کو انھیں بزرگوں کی عیال تصور کرے گا اور تاریخ کی پیشانی انھیں کے ناموں سے جگمگاتی رہے گی۔

خدا غریق رحمت فرمائے ان بزرگوں کو جنھوں نے وقت کے ایک عظیم فتنہ کے مقابل ایسی ایمان افروز و حیات بخش شمع روشن کی جس کی روشنی سے ہر صاحب بصیرت نے ہر دور میں استفادہ کیا۔

تاریخ وہابیت و نجدیت سے متعلق مولانا فضل رسول بدایونی کی سیف الجبار

نامی شہرہ آفاق کتاب نقشِ اوّل کی حیثیت رکھتی ہے ایسے ہی نزاعی مسائل
کے جوابات میں مولانا عبدالسمیع رام پوری علیہ الرحمۃ کی مقبول عام کتاب انوار
ساطعہ کو ایک کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ جیسے جیسے وقت گذرتا گیا ویسے ویسے
فتنۂ دیوبندیت اپنے نقطۂ آغاز سے انجام کی طرف قدم اٹھاتا رہا حتیٰ کہ سیّدنا
امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کی جڑیں کھوکھلی کرنے
کے لئے کچھ دنوں اسے مرکزِ توجہ بنایا اور ان کے جملہ معتقدات باطلہ پر علیحدہ علیحدہ
کتب ورسائل میں ایسی سیر حاصل گفتگو فرمائی کہ اب اگر مدتوں کچھ نہ لکھا
جائے تو وہی ذخیرہ اتنا کافی ہے کہ حریف کو مدلل ومسکت جوابات کے لئے ہم
اپنی راہ کے کسی گوشے میں تاریکی محسوس نہ کریں گے۔

لیکن ہر دور کے حالات جداگانہ ہوتے ہیں اب اگر اس عہد کے ذہنی
وفکری مزاج کے مطابق مسائل کی تفہیم کا احسن طریقہ اختیار نہ کیا جائے تو عقائد
کی ٹھوس حقیقتیں صفحہ قرطاس پر تو محفوظ ہوں گی لیکن انسانی ذہنوں کی تختی پر اس
کا عکس نہ اتارا جا سکے گا اس لئے ہر دور اپنے مزاج کے مطابق مسائل کی تفہیم کا
مطالبہ کرتا ہے جس کی رعایت نہ کرنا اپنی فکری صلاحیتوں کے ملیا میٹ کر دینے
کے مترادف ہوگا۔

چنانچہ جس وقت میں نے خون کے آنسو کی ترتیب دی جس پر جماعت کے
اکابر واحباب نے اپنی چنچی تلی رائیں روانہ فرمائیں ان میں مخدوم گرامی عالی مرتبت
حضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب بریلوی کی رائے اگر بار خاطر نہ ہو تو ذیل کی
سطروں میں ملاحظہ فرمائیں جس سے اس دعوے کی تصدیق ہو سکے گی۔

السلام علیکم ! مزاج گرامی

"آج میں نے آپ کی کتاب (خون کے آنسو) دیکھی بحد مسرت ہوئی لہٰذا آپ یاد رکھیں کہ عرس کے موقع پر ایک نسخہ "خون کے آنسو" ضرور ساتھ لیتے آئیں میں آپ کی انوکھی تحقیقات دیکھ کر بہت مسرور ہوا ہوں میں اسباب زوال کے دوسرے حصہ میں اس سے بھی مدد لوں گا اس سلسلے میں مجھے اپنے مرحوم مہربان مولینا قاضی غلام سجاد صاحب کی ایک بات یاد آگئی انھوں نے جب "اسباب زوال" کا صحیفہ دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور واپس کرتے وقت کہنے لگے کہ میں اس کتاب کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ رد مبتدعین آپ کے خاندان ہی کا حصہ ہوگیا ہے اعلیحضرت قدس سرہ نے تمام مبتدعین کا رد علمی حیثیت سے کیا اور ایسا کیا کہ قیامت تک کے لئے کافی ہے تم نے اس رد کا دوسرا راستہ اختیار کیا ہے اب مصنفین ادھر آئیں گے یہ کتاب ایک پگڈنڈی ہے جسے اگلے مصنفین شارع عام کردینگے خداوند عالم آپ کو شاد آباد رکھے اور زیادہ سے زیادہ آپ سے ایسی دینی خدمات لے جن سے وہ اور اس کا پیارا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں۔ والسلام۔

دعاگو حسنین رضا ۹/۷ ۶۱

واضح رہے صدیوں گزر جانے کے بعد بھی مسائل کی اصل صورت مسخ نہیں ہوتی۔ الا ماشاء اللہ۔ البتہ ان پر غازہ وسرخی کی تزئین کا طریق کار بدل جاتا ہے یا ان کلیات پر جزئیات کی جو تفریع ہوتی ہے وہ جداگانہ تشریح طلب ہوتے ہیں اور تدریجاً اس کی وضاحت ہوتی رہتی ہے۔ بہرحال جب تک کوئی باطل مذہب زندہ رہتا ہے اور جیسے جیسے وہ اپنے بطلان کی صحت ثابت کرنے کے لئے نئے نئے چور دروازے تلاش کرتا ہے ویسے ویسے اہل حق اس کی بطلان پرستی کا راز فاش کرنے کیلئے قرآن وسنت واقوال سلف کو بوجوہ احسن پیش کرتے رہتے ہیں۔

ماضی میں ایسا ہوا ہے اب ہو رہا ہے اور آئندہ ہوتا رہے گا لیکن اہل قلم کو عصر حاضر کے مقتضیات کی بھرپور رعایت ایک امر ناگزیر ہے اگر ایسا نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ حریف کی تیشہ کاریوں سے عقائد کے آہنی محل میں ایسا شگاف آجائے جس کے بھرنے کیلئے بڑی طاقت کے استعمال کرنے کی ضرورت محسوس کی جائے۔ دانشوری یہی ہے کہ بارش سے پہلے چھپر درست کرلیا جائے۔ میرے اپنے خیال میں یہ جو کچھ بھی ہوتا ہے تحت الشعور یہی جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ عصری مزاج کے مطابق مسائل کو پیش کرنے کی وہ راہ اختیار کی جائے کہ حق کا متلاشی اس کے قبول واتباع میں انبساط وسرور اور متعصب اس کے انکار میں ذہنی وقلبی بوجھ وانقباض محسوس کرے۔

چنانچہ "دیوبندی بولتے رہیں مگر سمجھتے نہیں" نام کی زیر مطالعہ کتاب بھی اسی اصول وضابطہ کی آئینہ دار ہے اس کتاب کا محرک کون ہے اور کیوں لکھی گئی

اسے آپ گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرما چکے لیکن اس وقت ہم عصر حاضر کے ایک ابھرے ہوئے سوال کا جواب دینا ضروری سمجھتے ہیں یہ مقام قارئین کے لئے قابل توجہ ہے!

ایک غلط فہمی کا ازالہ!

آج یہ بات کہی جاتی ہے اور بعض اناڑیوں اور بالخصوص رکابیہ مذہب والوں سے کہلائی بھی جاتی ہے کہ وقت اس کا نہیں رہ گیا کہ ایسے مسائل پر قلم اٹھایا جائے جس سے اختلافات کی خلیج پٹنے کے بجائے اور وسیع ہو جائے۔ لکھنے کیلئے اور بہت سے موضوع ہیں اگر جودت طبع کی آزمائش مقصود ہے یا رشحات قلم سے نقوش کو دائمی زندگی دینی ہے تو اس کے علاوہ بھی نت نئے منتشر عنوانات ہیں جس پر ذہن و فکر کی توانائیاں بروئے کار لائی جا سکتی ہیں ایک فتنۂ دیوبندیت ہی کے خلاف زبان وقلم کا نشتر کیوں استعمال کیا جاتا ہے آج کا ماحول بڑا نازک ہے یہ اخوت و مساوات اور بھائی چارگی کا ایک خوش آئند دور چل رہا ہے لہٰذا راہ وہ اختیار کی جائے کہ ہر کلمہ گو کے درمیان میل ملاپ کی خوشگوار فضا پیدا ہو ماضی میں جو ہو گیا ہے وہی کیا کم ہے اب تو قلم کا رُخ موڑ کر ایک ایسی شاہراہ بنائی جائے جس پر چل کر ہم ماضی کی تلخیوں کو یکسر بھول جائیں وغیرہ ذالک واضح رہے یہ کسی اجنبی ذہن و فکر کا سوال نہیں ہے بلکہ بہ گمان خویش ان دانشوروں کا جو بجائے خود اپنے کو اس دور کا ارسطو اور جالینوس سمجھتے ہیں۔ یقیناً یہ سوال اپنی ظاہری شکل وصورت میں بھرپور معقولیت کا آئینہ دار ہے اور اس کے ظاہری بانکپن میں دلوں

کے موہ لینے کی مقناطیسیت نہ ہوتی تو آج کے بقراط زمانہ اس کے تنکا رہی کیوں ہوتے۔ ؟

ہر چند مندرجہ بالا سوال میں معقولیت، اعتدال، سنجیدگی اور متانت ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اس کا وہ نشیب آنکھوں سے اوجھل ہے جہاں پانی مر رہا ہے۔

دوستو! دنیا کے سارے مسائل عقل اور نظر و فکر ہی کے کل پرزوں سے حل نہیں ہوتے اس کائنات کی چہل پہل، ہما ہمی، رنگا رنگی، دلکشی، و رعنائی میں عقل و شعور اور سائنس ہی کو تنہا دخل نہیں ہے بلکہ ذہن و فکر کی اقلیم میں حضرت دل بھی فرمانروا دکھائی نظر آتے ہیں کسی نے کیا خوب اور اچھا کہا ہے۔

؎ لازم ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

واضح رہے اگر مسائل کے حل کرنے کا واحد طریقہ محض ذہنی موشگافیاں ہوتا اور نظام عالم کا سارا کاروبار اس کے سپرد کر دیا جائے تو یقین کر لیجئے کہ کائنات کی رواں دواں تیزی اک لخت ٹھہر جائے گی اور دنیا کے نہ جانے کتنے ایسے فنون جو انجمنوں کی باغ و بہار ہیں وہ دم توڑ کر پیوند خاک ہو جائینگے۔

مثلاً فن شاعری! کیا آپ کا یہ گمان ہے کہ یہ فن محض ذہن و فکر کی پیداوار ہے نہیں اور ہرگز نہیں یہ تو ایک حقیقت ہے کہ فن شاعری میں ذہن و فکر کی ساری صلاحیتیں استعمال کی جاتی ہیں مگر ذہن نوک زبان کو وہی دولت گرانمایہ دیتا ہے جو اسے دل کے خزانے سے میسر آتی ہے کس قدر اندھیر

ہے کہ تقسیم کرنے والا ہاتھ تو دیکھا جائے مگر یہ ہاتھ جس خزانے سے دولت لے رہا ہے داد و دہش کی شہرت و ناموری کے وقت اس کا نام تک نہ لیا جائے!

یورپ ہو یا ایشیا و افریقہ دنیا کی شاید ہی کوئی ایسی بدنصیب و محروم القسمت قوم ہو گی جس کی زندگی شعر و سخن کی نغمہ سرائیوں اور قلب و جگر کو گرما دینے والے گیتوں، نظموں، رومانی غزلوں، رزمیہ، قصائد، مراثی اور نوحہ وغیرہ کی لازوال دولتوں سے مالا مال نہ ہو۔ واضح رہے ہر ملک کا یہ فنکار "شاعر" جو اپنی زبان و ادب کا محافظ و پاسباں ہے وہ جو کچھ کہتا ہے ذہن و فکر ہی کے تقاضے کی بنیاد ہی پر نہیں بلکہ دل کی دھڑکنیں اس کے سوئے ہوئے فکر و شعور کو بیدار کرتی ہیں اور اشعار آبشار دل کی طرح پھوٹ پڑتے ہیں اور اس وقت تک کے لئے نیند حرام ہو جاتی ہے تاوقتیکہ ہجر کا مارا ہوا یا وصال کے ساگر میں نہایا ہوا دل واردات قلب کو ذہن و فکر کے حوالے نہ کر دے۔ یہی وجہ ہے ایسے اشعار جو محض ذہن کی پیداوار ہیں ان میں دل کی کسک اور قلب و جگر کے چوٹ کی آمیزش نہیں ہوتی ان سے دل متاثر نہیں ہوتا بلکہ عقل اس کا تعاقب کرتی ہے اور وہ اسی کی غور و فکر کا مرجع بنتا ہے مثلاً

مگس کو باغ میں جانے نہ دینا
کہ ناحق خون پروانے کا ہو گا

یعنی شہد کی مکھیاں باغ میں جائیں گی تو شہد کا چھتہ لگائیں گی شہد نکالنے کے

بعد اس میں موم بھی نکلے گا پھر موم سے موم بتی بنے گی اور جب موم بتی جلے گی تو پروانوں کا خون ناحق ہوگا۔ گویا یہ شیطان کی آنت ہے کہ کھینچتے جائیے اور بڑھتی جائے۔ اسے زبان وادب کا شعر کہا جاسکتا ہے مگر دل کی دنیا میں اس سے نہ تلاطم خیز موجیں اٹھتی ہیں اور نہ ہی دل اس سے چوٹ کھاتا ہے۔

اس کے برخلاف ایسے اشعار جو محاکات وجذبات سے لبریز ہوں اُن کے سنتے ہی کائنات دل میں ایک طوفان برپا ہوتا ہے جذبات واحساسات کی اتھاہ موجیں اٹھنے لگتی ہیں۔ جگر کا ایک شعر ملاحظہ کیجئے۔

جان ہی دیدی جگر نے آج پائے ناز پر
عمر بھر کی بیقراری کو قرار آ ہی گیا

جان ہی دیدی، پائے ناز، عمر بھر، بے قراری، قرار، شعر کے الگ الگ ٹکڑوں کا تجزیہ کیجئے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بجائے خود ہر ٹکڑا ایک نشتر ہے جو براہ راست دل کو گھائل اور زخمی کر رہا ہے جگر ہی کا ایک دوسرا شعر ہے جس میں بڑی برجستگی اور بھرپور معنویت ہے۔

میں نے سینے سے لگایا دل نہ اپنا بن سکا
مسکرا کے تم نے دیکھا دل تمہارا ہوگیا

بہت ہی سادہ شعر مگر واردات کی ایک مکمل داستان ہے شہیر عرب وعجم سیدنا امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جان ودل عقل وخرد سب تو مدینہ پہونچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

اللہ اکبر۔ ایک محب صادق بریلی کی مسند علم پر جلوہ پاش وجلوہ بار ہے تصورات کی دنیا میں پوری متاع زندگی کو مدینہ بھیج کر خود اپنے نہ پہونچنے کا تذکرہ کس والہانہ انداز میں کرتا ہے۔

تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

مولانا حسن رضا خاں فرماتے ہیں

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

دل مضطر کا بسمل کی طرح لوٹنا اور تسلی کے لئے کسی دلنواز ہاتھ کا طلبگار ہونا اس سے درد آشنا دل ہی لذت شناس ہو سکتا ہے۔ عارف حق حضرت آسی فرماتے ہیں۔

درد دل کتنا پسند آیا اُسے
میں نے جب کی آہ اس نے واہ کی

خشک اور سادہ شعر مگر شعریت ومعنویت کا ایک ساگر ہے جس میں نہائیے تیرئیے ڈوبئے۔

حسن حقیقی کو حسن مجازی کا لباس دیکر سمجھانے کا تیور ملاحظہ کیجئے سرکار آسی فرماتے ہیں۔

اس کا پتہ نہ پوچھو بس آگے بڑھے چلو
ہوگا کسی گلی میں تو فتنہ اٹھا ہوا

کسی نامعلوم شاعر کا شعر سطح ذہن پر ابھر آیا ملاحظہ فرمائیے

ڈوبتے سورج سے یہ پوچھا ابھرتے چاند نے
کب سے ریگِ گرم پر رکھا ہے رخسارِ حسین

شعر کو سنتے ہی تصورات کی دنیا میں ایک ہیجان پیدا ہوتا ہے گویا اہلبیت کی عقیدت میں ڈوبا ہوا دل فاطمہ کے نورِ نگاہ کی بلائیں لینے لگتا ہے معاً اس دنیا سے ہم کربلا پہونچ جاتے ہیں۔ ریگ گرم، رخسارِ حسین یہ ایسے ٹکڑے ہیں گویا دل پر انی اور برچھی کا کام کرتے ہیں امام عالیمقام کے تصور میں عرفی کا شعر یاد آیا۔

کے کز راہ اولادت بمژگاں خار می چیند
نولیسد باغبانِ روضۂ طوبیٰ گل افشانش

اس کے برخلاف ایسے اشعار جو صرف زبان وادب کے ہوتے ہیں اس سے ذہنی وفکری لذتیں ضرور محسوس ہوتی ہیں مگر براہ راست ان کا دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا مثلاً جگر ہی کا ایک شعر ہے۔

اے محتسب نہ پھینک مرے محتسب نہ پھینک
ظالم شراب ہے ارے ظالم شراب ہے

یہ صرف زبان کا شعر ہے جس میں شاعر نے ظالم شراب ہے ارے ظالم شراب ہے کو تکرار سے اپنے خیال کے مطابق شراب کی اہمیت اور اس سے اپنے طبعی ذوق کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے انداز بیان میں ندرت وبرجستگی ابھرا ہوا تو ہے جس نے شعر کو جان دار بنا دیا ہے

قارئین سے انتہائی معذرت کے ساتھ میں پھر اسی نقطہ آغاز پر آنے کی درخواست کروں گا جہاں سے آپ نے رخت سفر باندھا تھا۔ یعنی کسی نابکار

دریدہ دہن، گستاخ و بے ادب نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کہدیا تو وہ جانے اس کا کام جانے اب اس موضوع پر اس قدر لکھنے کی ضرورت کیا ہے؟

میں نے یہی عرض کیا تھا کہ یہ کھوٹی عقل کی فہمائش ہے مگر کائنات کا یہ سارا نظام عقل و سائنس ہی کے ہاتھ نہیں ہے بلکہ اس اقلیم پر دل کی بھی فرمانروائی چلتی ہے۔

یاد رہے کتنے ایسے مواقع ہیں کہ عقل کہتی ہے اور سمجھاتی ہے مگر بڑے سے بڑا فلسفی و منطقی اس پر عمل نہیں کر پاتا۔ سائنس کی ساری توانائیاں دم توڑ دیتی ہیں عقل و خرد پہ گویا پردے پڑ جاتے ہیں مگر ایک سائنس داں، منطقی، فلسفی دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا ہے اس کی مثال میں شعر العجم کی چند سطروں کو ملاحظہ کیجئے۔

انسانی معاشرہ کی کل فلسفہ یا سائنس سے نہیں بلکہ جذبات سے چل رہی ہے فرض کرو ایک بڈھے شخص کا بیٹا مر گیا ہے اور لاش سامنے پڑی ہے یہ شخص اگر سائنس سے رائے لے تو یہ جواب ملے گا کہ ایسے اسباب جمع ہو گئے جن کی وجہ سے دوران خون یا دل کی حرکت بند ہو گئی اس کا دوسرا نام مرنا ہے یہ ایک مکانک واقع ہے جو ناگزیر وقوع میں آیا اور چونکہ دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی تدبیر نہیں اس لئے رونا دھونا بیکار ہے بلکہ ایک حماقت کا کام ہے لیکن کیا تمام عالم میں

ایک شخص کا بھی اس پر عمل ہے کیا خود سائنس داں اس اصول سے کام لے سکتا ہے بچوں کا پیار، ماں کی مامتا، محبت کا جوش، غم کا ہنگامہ، موت کا رنج ولادت کی خوشی کیا ان چیزوں کو سائنس سے کوئی تعلق ہے۔

لیکن اگر یہ چیزیں مٹ جائیں تو دفعۃً سناٹا چھا جائے گا اور دنیا کا قالب بے جان، شراب بے کیف، گل بے رنگ، گوہر بے آب ہو کر رہ جائے گی دنیا کی چہل پہل رنگین دل آویزیاں دل فریبی سائنس کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ انسانی جذبات کی وجہ سے ہے جو عقل کی حکومت سے قریباً آزاد ہے۔

شعر العجم حصہ چہارم ص۱۷

اگر اس نظریئے سے آپ کو اتفاق ہے اور یہ اصول آپ کی نظر میں کوئی ناقابل انکار حقیقت ہے تو مجھے کہنے دیجئے کہ آقائے کائنات سید المرسلین محبوب کردگار علیہ التحیۃ والثناء کے دامن آبرو سے کھیلنے کی ناپاک سازش کیجائے انھیں لیسین وطہٰ، مزمل، مدثر کہنے کے بجائے گاؤں کا زمیندار اور چودھری لکھا جائے۔ شفیع محشر، ساقی کوثر کے بجائے اپنا جیسا بشر اور بڑے بھائی کا رتبہ دیا جائے ان کا وہ علم پاک جس کے حضور جبرئیل امین اپنا دامن سوال پھیلائے سرخمیدہ ہوں اس حامل وحی الٰہی کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، جانوروں ایسا علم کہا جائے اپنے غرے ہوئے مولویوں کی قصیدہ خوانی کی ترنگ

میں انھیں نورو زندہ لکھا جائے (شیخ الاسلام نمبر ملاحظہ کیجئے)

مگر محبوب کردگار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مر کر مٹی میں ملنے والا لکھا جائے میں اس مقام پر پہونچ کر دنیا سے انصاف کا طلبگار رہوں کہ ایمان وعقیدہ جو عقل کا نہیں بلکہ دل کا سرمایہ حیات ہے اسے مولویت کے لباس میں قزاقوں نے پوری بیدردی سے لوٹا ہے دل کی دنیا میں آگ لگا کر ایمان وعقیدے کی پوری متاع عزیز کو خاکستر بنانے کی منظم سازش کی ہے ہماری نظروں کے سامنے ایمان وعقیدے کے آہنی محل پہ پتھراو کیا جائے اس پر ہم چار آنسو بہانے کے بجائے یہ کہا جائے کہ یہ وقت رونے کا نہیں کچھ کہنے اور لکھنے کا نہیں ہے عقل کا تقاضا ہے کہ میل ملاپ کی فضا پیدا کیجائے سچ سچ بتاؤ کیا ایک جواں سال بیٹے کی میت پہ باپ کو رونے سے روکا جا سکتا ہے اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً ہے تو تقویۃ الایمان ۔ حفظ الایمان براہین قاطعہ ، الشہاب الثاقب ، جیسی کفری وگندہ کتابوں کے مقابل عقل کے اسٹیج پر یہ کیسا ننگا ناچ ہو رہا ہے کہ اس قدر دل آزار اور کفریات سے بھر پور کتابیں چھپتی رہیں لیکن اس کے خلاف منہ سے نہ کوئی بات کہی جائے اور نہ ہی نوک قلم پہ کوئی نقطہ آنے پائے یاد رہے جب تک باطل کیمپ سے چاندماری کا یہ ناپاک سلسلہ جاری رہے گا اس وقت تک حق پرستوں کا دار الافتا ان کے کلیجے کو اپنا نشانہ بنا تا رہے گا یا تو انھیں توبہ کرنی ہے یا پھر ایسے ہی عمر بھر مرغ بسمل کی طرح تڑپنا ہے ملک میں ہزار شور مچایا جائے کہ ہائے ہائے ہمیں کافر بنایا جا رہا ہے مگر دیدہ وروں نے سمجھ لیا کہ تمہیں کافر بنایا

نہیں جارہا ہے بلکہ اپنے جن کفریات کو تم اپنی لمبی داڑھی اور لمبے دامن میں چھپاتے ہو تمہارے چہرے کا نقاب اٹھا کر اصل حقیقت بتائی جارہی ہے کہ کفر بول کر اب تم مسلمان نہیں رہے بلکہ کافر ہو چکے ہو اسے کافر بنانا نہیں کہا جاتا بلکہ کافر بتانا کہا جاتا ہے۔

اس مبسوط اور واضح تمہید کے بعد یہ حقیقت آشکارا ہو گئی کہ یہ مسئلہ عقل کا نہیں بلکہ دل کا ہے۔

جس طرح یہ کہنا کہ شفق اور قوس قزح کی کیا تعریف ہے اسے عقل بتائے گی دل نہیں بتائے گا۔

مثلث کے تینوں زاویے برابر ہیں دو زاویہ قائمہ کے یہ اقلیدس کا ایک ضابطہ ہے اسے عقل حل کرے گی دل تسلیم کرے گا مگر اول مرحلہ میں اس کا دل سے کوئی تعلق نہیں۔

خط مستقیم پر خط مستقیم گرنے سے نوے نوے درجے کے دو زاویہ قائمہ پیدا ہوتے ہیں اس میں عقل کی دوڑ دھوپ کام آئے گی اور اس مسئلہ سے وہی لذت شناس ہو گی اس سے ایک زخمی دل کا مداوائے غم تجویز کرنا محض اپنے کو فریب دینا ہے۔

اجتماع نقیضین محال ہے یعنی دو ضدوں کا ایک ہی ظرف میں ایک ہی وقت میں جمع ہونا محال ہے"

اس طرح "وجود لازم مستلزم ہے وجود ملزوم کو" یعنی لازم کے پائے جانے سے ملزوم کا پایا جانا ضروری ہے مثلاً چاندنی اگر پائی جائے تو چاند کا ہونا

ضروری ہے چونکہ چاندنی لازم ہے اور چاند ملزوم۔ ایسے ہی اس کے برعکس دوسرا قانون ہے "انتفاء لازم مستلزم ہے انتفاء ملزوم کو" یعنی اگر لازم نہیں پایا جائے تو ملزوم بھی نہ پایا جائے گا۔ ایسے ہی "وجود خاص مستلزم ہے وجود عام" کو اور "انتفاء عام مستلزم ہے انتفاء خاص کو" یہ منطقی اصول ہیں انہیں عقل کی کسوٹی پر جانچا پرکھا جائے گا ان مسائل سے دل کو دور سے بھی کوئی رابطہ نہیں ہے

اس طرح فلسفیوں کا کہنا ہے "عناصر میں کون فساد ہوتا ہے" یعنی ایک صورت نوعیہ کو چھوڑ کر دوسری صورت نوعیہ اختیار کر لینا مثلاً لوٹے میں پانی اور برف ڈالا جائے زیادہ ٹھنڈک بڑھنے کے بعد آپ لوٹے کی سطح پر پانی کی بوندیں دیکھیں گے یہ پانی اندر سے نہیں آرہا ہے۔ بلکہ لوٹے کی سطح اتنی ٹھنڈی ہو گئی ہے کہ اس کے قریب کی ہوا اپنی صورت کو چھوڑ کر پانی سے بدل گئی۔ یعنی ہوا نے پانی کا روپ دھار لیا گویا ہوا کا فساد ہوا اور پانی کا کون اسی کو فلسفہ کی اصطلاح میں کون و فساد کہتے ہیں۔

معلوم ہوا یہ منطقی اصول و ضابطے ہیں اس سے عقل کو دلچسپی ہو سکتی ہے مگر ان مسائل سے دل مانوس نہیں ہو سکتا چونکہ یہ اس کا اپنا مسئلہ نہیں ہے بس جس طرح ان عقلی مسائل کو دل کا مسئلہ نہیں کہا جا سکتا ایسے ہی ایمان اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عقیدت و محبت حتیٰ کہ انہیں ماں باپ جان و مال سے زیادہ محبوب رکھنا یہ عقل کے سوچ و بچار کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ دل کے قبول کرنے کا اور اس کی گہرائیوں میں اتر جانے کی

ایک ناقابل انکار حقیقت کا نام ایمان ہے یہاں پہونچکر شریعت اسلامیہ کی دور رس نگاہوں کا صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ ایمان کا معاملہ عقل کے سپرد نہیں کیا گیا بلکہ دل کے حوالے کیا گیا اس لئے کہ مبدء فیاض سے مان لینے کی جو صلاحیت قلب کو ودیعت کی گئی ہے وہ عقل کے حصے میں نہیں آئی عقل کا معاملہ تو یہ ہے کہ دلائل و براہین کے قوت و ضعف کو دیکھ کر رائے میں تبدیلی آجاتی ہے مگر مان لینا جو دل کا کام ہے اس کا عالم تو یہ ہے کہ

ع یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

مان لینے کی فطرت ہی جداگانہ ہوتی ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدائے قدیر ان پر اپنی رحمتوں کے پھول برسائے آمین۔ کفار مکہ نے ان کی چھاتی پر تپتے ہوئے گرم پتھروں کی سلیں رکھیں گرم گرم ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر بیٹھتے رہے عقل تھپکیاں دیتی رہی اور فہمائش کرتی رہی کہ ان جانکاہ آلام و مصائب و شدائد کا مقابلہ اب آسان نہیں ہے بدن کی ہڈیاں چٹخ رہی ہیں رگوں سے پھٹ کر خون رسنے و بہنے لگا آنکھیں ابھر آئیں گلے میں کانٹے پڑ گئے حضرت بلال کے سینے پر ظلم و تشدد بے شرمی و بے حیائی کا ننگ انسانیت کردار اور دل سوز منظاہرہ ہو رہا ہے عرب کے دانشور سمجھاتے رہے عقل ہزار بار کہتی رہی بلال جان ہے تو جہان ہے لیکن بلال کے آہنی عزم، جذبہ خلوص، والہانہ عشق پر عقل کی ترکش کا کوئی تیر پیوست نہ ہو سکا۔

مجھے کوئی بتائے کہ عقل نے بظاہر کیا بگاڑ لیا اس کا ظاہری جسم خم صرف

حسین و دلفریب ہی نہیں بلکہ حقیقت و صداقت کا ایک ناقابل انکار ضابطہ معلوم ہوتا ہے مگر تبلائیے عقل فاتح ہوئی یا دل ؟

عقل حکمران ثابت ہوئی یا دل کا تخت و تاج سلامت رہا حقیقت اتنی سی ہے محبت کی وہ لطیف کیفیت جسے دل نے سرمایۂ حیات اور حاصل زندگی سمجھ رکھا ہے وہ اس خاطر جان تو دے دیگا مگر عشق کی آبرو کو سر بازار نیلام نہیں کر سکتا۔

کوئی سمجھے تو ایک بات کہوں
عشق توفیق ہے گناہ نہیں

بس ہمارا معاملہ دیوبند کے ساتھ کچھ ایسا ہی ہے اس راہ میں ہمیں تیر ملامت کا نشانہ بنائیے یا منہ بھر کر گالیاں دیجئے ہم عشق و محبت کے جس نشے میں ڈوبے ہوئے ہیں اس میں سر مو فرق نہیں آسکتا معاملہ ہمارا نہیں ہے بلکہ محبوب دوجہاں کا ہے جب تک دیوبندی مکتبۂ فکر تقویۃ الایمان حفظ الایمان براہین قاطعہ جیسی گندہ اور توہین نبوت سے بھرپور کتابوں کی اشاعت کرتا رہے گا اس وقت تک ہماری زبان و قلم پر کوئی پہرہ نہیں بٹھا سکتا یہ ہمارا ایک آئینی دستوری حق ہے جسے جبر و استبداد کے ہاتھوں چھینتا ظلم و ناانصافی کے مترادف ہوگا اگر ایسا ہوا تو اس کے خلاف ہمیشہ صدائے احتجاج بلند ہوگی تا وقتیکہ حق بحقدار رسید کی نوبت نہ آجائے۔

واقف تو ہیں اس راز سے یہ دار و رسن بھی
ہر دور میں تکمیل وفا ہم سے ہوئی ہے

دوسرا باب

ایک گمراہ و غلط پروپیگنڈے
کی
برہنہ تصویر

یہ اڑی اڑی سی رنگت یہ کھلے کھلے سے گیسو
تری صبح کہہ رہی ہے تری رات کا فسانہ

شراب کہنہ در جامِ نو

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سُنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سُنا ہوتا

آج دیوبند کی ایک شاطرانہ چال یہ بھی ہے کہ وہ اپنے گمراہ اور غلط پروپیگنڈے کا اس کا یقین دلانا چاہتا ہے کہ دیوبند اور بریلی کا اختلاف محض میلاد، قیام فاتحہ، عرس وغیرہ کا ہے اور اسی کے ساتھ ان اختلافات کو بریلی کے سر تھوپا جاتا ہے بعض کم لکھے پڑھے اور حالات ناآشنا لوگ اس پروپیگنڈے کے شکار بھی ہو جاتے ہیں مقدمہ میں اسی غلط فہمی کا ازالہ مقصود ہے۔

واضح رہے! اختلافات کی ذمہ داری بریلی کے سر نہیں ہے بلکہ دیوبند نے خانہ ساز ایک نئے مذہب کی داغ بیل ڈالی جس کی بنیاد توہین نبوت۔ رسول دشمنی، ولی دشمنی پر ہے۔ چنانچہ ان کی چند کفری وگندہ عبارات کا مفہوم درج کیا جاتا ہے جس سے یہ اندازہ ہو سکے گا کہ پوری تیرہ صدی میں دیوبند کے علاوہ اپنے اسلاف یں متقدمین ومتاخرین میں نہ کسی نے ایسا کہا اور نہ لکھا یہ صرف دیوبند کی جسارت اور ڈھٹائی ہے۔

مثلاً ۱۔ دیوبند کا یہ کہنا ہے کہ جو علم رسول خدا کا ہے اس میں رسول اللہ ہی

کی کیا تخصیص ایسا علم تو ہر پاگل، بچے، مجنون، جانور سبھی کو حاصل ہے معاذ اللہ۔

۲۔ دیوبند کا یہ کہنا کہ بندہ تو جھوٹ بولے اگر خدا جھوٹ بولنے پر قادر نہ ہو تو بندے کی طاقت خدا سے بڑھ جائے گی۔ معاذ اللہ۔

نوٹ :۔ چنانچہ مجدد دین وملت اعلیحضرت سیدنا امام احمد فاضل بریلوی بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فتاوی رضویہ جلد اوّل ص؟؟ پر عقائد کے بیان میں اس گندہ عقیدے پر الزامات پیش کئے ہیں اور سبحٰن السبوح وغیرہ جیسے رسائل میں اس باطل عقیدے کے خلاف دلائل و براہین پیش کرکے اس کے بخیئے ادھیڑ دیئے ہیں لیکن ان کی ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ اپنے گریبان میں منھ ڈال کر سوچ و بچار کرنے کے بجائے خود امام احمد رضا پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اللہ تبارک وتعالٰی کو گالیاں دی ہیں وغیرہ وغیرہ اگر سند یافتہ جاہل کھانڈیا اسٹریٹ بمبئی کے جلسے میں ایسا کہے تو کچھ زیادہ مقام تعجب نہیں مگر بھیونڈی کی وہ نشست جو تاریخ مناظرہ تھی اس میں مولوی ارشاد احمد جیسے دیوبند کے مبلغ وسفیر کا یہ کہنا یقیناً مقام حیرت ہے چنانچہ غنی رحیم اللہ دیوبندی کی بلڈنگ میں میں نے مولوی ارشاد احمد صاحب سے یہی کہا تھا کہ اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو جو کچھ رہے ہیں وہی لکھ کر مجھے دیدیجئے اور حفظ الایمان کی کفری عبارت پر مناظرہ سے پہلے اسی موضوع پر ہمارا اور آپ کا مناظرہ ہو جائے یہ سنتے ہی مولوی ارشاد، مولوی نور محمد ٹانڈوی اور ان کے تمام ساتھیوں کے چہرے

پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔

میں نے تحریر کا ہر چند مطالبہ کیا مگر مولوی ارشاد احمد صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے سر جھکائے بیٹھے رہے میں نے پوری جماعت کو غیرت دلانے کے لئے گرجتی آواز میں کہا کہ مولوی ارشاد احمد صاحب میں آپ کے اکابر کی ان کے اقوال کفریہ کی بنا پر تکفیر کرتا ہوں اور جو لوگ اس کے مؤید ہیں ان سب کی بھی اگر آپ میں جرأت ہو تو حفظ الایمان کی کفری و توہین آمیز عبارت کو بے غبار ثابت کر کے مولانا تھانوی کے سر سے کفر کا بوجھ اٹھا دیجئے۔ مگر اس آواز پر ایسا محسوس ہوا گویا پوری جماعت کو سانپ نے سونگھ لیا ہے اور سب کے سب گونگے اور بہرے ہیں۔

چنانچہ بھیونڈی کے سربرآوردہ دیوبندی جو اس نشست میں موجود تھے۔ علماء دیوبند کی اس بیکسی کو دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہو کر رہ گئے۔ جیسا کہ بعض ذرائع سے ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ مولوی ارشاد احمد صاحب کا ایک مہینے سے زائد کا تبلیغی پروگرام تھا مگر ان کی بیچارگی دیکھنے کے بعد تیسرے ہی روز ان کا بوریہ بستر گول کر دیا اور بھیونڈی کی واپسی میں بمبئی کے دیوبندیوں کو منہ دکھائے بغیر رفو چکر ہو گئے میں ناظرین سے معذرت چاہوں گا کہ یہ باتیں غیر ارادی طور پر نوک قلم پر آگئیں اس کی پوری تفصیل آپ کو قہر آسمانی میں ملے گی میں علماء دیوبند کی کفری و گندہ عبارات کا مفہوم حاضر کر رہا تھا اسے آپ ملاحظہ فرمائیں (حوالہ کے لئے دوسری کتابیں ملاحظہ کیجئے)

۳۔ دیوبند کا یہ کہنا کہ ملک الموت اور شیطان کی وسعت علم نص قرآنی سے

ثابت ہے فخر عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وسعت علم کی قرآن میں کوئی نص نہیں جس کو مان کر شرک ثابت کیا جائے معاذ اللہ۔

۴۔ دیوبند کا یہ کہنا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اپنی اُمت کے ایسے ہی سردار ہیں جیسے کسی گاؤں کا زمیندار یا چودھری معاذ اللہ۔

۵۔ ایسے ہی دیوبند کا کہنا کہ جس کا نام محمد یا علی وہ کسی چیز کا مختار نہیں معاذ اللہ۔

۶۔ دیوبند کا یہ کہنا کوئی بھی چھوٹی بڑی مخلوق ہو وہ اللہ کی شان کے آگے ذرہ ناچیز سے کمتر اور چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ اس میں انبیاء اولیاء بھی شامل ہیں۔ معاذ اللہ۔[1]

غرضیکہ جس طرح دیوانہ کسی کا دامن نوچے معاذ اللہ ایسے ہی دیوبند ناموس مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے برسرپیکار ہو گیا۔ کہیں آقاء کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر یہ الزام لگایا کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں اور کہیں یہ الزام رکھا کہ مجھے جیٹھ پیچھے کی خبر نہیں اور کسی کتاب میں یہ لکھا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو زبان اردو اس وقت آئی جب علماء دیوبند سے معاملہ ہوا معاذ اللہ اور کہیں یہ خواب گڑھ لیا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ان کے پیر و مرشد کے مہمانوں کا کھانا پکانے آئے، گویا آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اپنا باورچی بنایا۔ معاذ اللہ

---

[1] علماء دیوبند کی چند عبارتوں کا مفہوم بطور مثال ذکر کر دیا ہے اگر بطور حوالہ اصل عبارت دیکھنی ہو تو مری کتاب "خون کے آنسو" "انکشافات" دیوبند کی خانہ تلاشی ملاحظہ فرمائیے۔

بہر حال جب رسول دشمنی کا کوڑھ پھوٹا تو اس کے گندہ و زہریلے جراثیم انگلیوں سے بہہ کر نوک قلم پر آئے جس نے پوری مسلم سوسائٹی کو پراگندہ کردیا جب علماء دیوبند کی رسول دشمنی پر علماء اہلسنت نے مواخذہ و محاسبہ کیا تو اولاً انھوں نے اپنی کفریات کی تاویل شروع کی اور وہ بھی بالکل اٹکل پچو لگے تو تیر نہیں تو تُکا۔

حفظ الایمان میں مولانا تھانوی کی کفری عبارت پر کسی نے کہا ایسا تشبیہ کے لئے ہے تو کسی نے یہ کہا معنی میں اتنا کے ہے غرضیکہ طویلے کی بلا بندر کے سر مشہور ہے کہ جمع کر ایک دوسرے کو کافر بناتے رہے اور الزام ہمارے سر ہے کہ ہم مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں معاذ اللہ۔ حالانکہ اس فرق کو وہ بھی سمجھتے ہیں کہ کافر بنانا اور ہے" کافر بتانا اور ہے" اہلسنت وجماعت کسی کو کافر بناتے نہیں بلکہ وہ لوگ جو آقائے دوجہاں روحی فداہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں توہین گستاخی، بے ادبی، دریدہ دہنی بدزبانی کرکے کافر ہو چکے ہیں اس کے باوجود وہ اپنی کفریات پر پردہ ڈال کے لوگوں سے اپنے کو مسلمان کہلوانا چاہتے ہیں بس ایسے ہی موقع پر علماء اہلسنت عوام کو یہ بتا دیتے ہیں کہ اب یہ لوگ توہین نبوت کی وجہ سے مسلمان نہیں رہ گئے بلکہ کافر ہو چکے ہیں اس کو کافر بنانا نہیں بلکہ کافر بتانا کہا جاتا ہے۔

چنانچہ شہیر عرب وعجم سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے علماء دیوبند سے سختی سے مطالبہ کیا اور ان کی کفریات پر انھیں مطلع کرکے اس سے رجوع اور توبہ کا حکم شرعی بتایا تو بجائے احسان ماننے کے

اکھڑ گئے اور اس توبہ میں انھوں نے اپنی ذلت و رسوائی سمجھی گویا یہ گوارہ کرلیا کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہوتی رہے مگر اپنے ناپاک قلم پر کوئی آنچ نہ آئے۔

جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک صدی کے لگ بھگ ہو گئے اور دیوبند کے اسٹیج پر یہی ڈرامہ کھیلا جارہا ہے۔

ایک تاریخی دستاویز! مجدد دین وملت عارف حق عاشق رسول حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اولاً بذریعہ رجسٹری اپنے شرعی مطالبات بھیجے۔ اس مواخذے و محاسبے کے نتیجہ میں کبھی علماء دیوبند نے بیرچیلنج مناظرہ بھی دیا مگر جب مناظرے کا وقت آیا تو اس طرح غائب رہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

جس پر لاہور کا مناظرہ شاہد عدل ہے سیدنا امام احمد رضا کے خلف اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسلسلہ مناظرہ لاہور پہونچ گئے مگر تھانوی صاحب کا کہیں پتہ نہیں۔ علاوہ ازیں میدان کے رنگروٹ کھلاڑیوں نے الگ الگ ان عبارتوں کی تاویل شروع کردی اور اپنی من گھڑت تاویلات وتشریحات کی بنیاد پر خود ایک دوسرے کو کافر بناتے رہے۔

جس کی تفصیل مری کتاب "خون کے آنسو" میں موجود ہے۔ چنانچہ جب پانی سر سے اونچا ہوتا نظر آیا تو انتہائی احتیاط کے تحت امام اہلسنت سیدنا امام احمد رضا نے علماء دیوبند کی ان قابل اعتراض ولائق محاسبہ عبارات کو مکہ

مکرمہ۔ اور مدینہ طیبہ کے علماء و مشائخ کی خدمت میں پیش کر کے فتویٰ طلب کیا علماء دیوبند کی ان گندہ و کفری عبارات کو دیکھنے کے بعد علماء حرمین نے دانت تلے انگلیاں دبائیں مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ کے دار الافتاء اور علمی اداروں میں گویا ماتم برپا ہوگیا انھیں اس کا یقین ہوگیا کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس فرقہ سے متعلق جو پیشینگوئی فرمائی تھی اس کا آغاز ہوگیا۔

چنانچہ! علماء دیوبند کے ان گندہ و کفری عقائد پر مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ کے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی غرضیکہ یمنی، شامی سبھی علماء نے کفر کا فتویٰ دیا اور صاف صاف لکھ دیا کہ ایسے عقیدے والے کافر، مرتد، ملحد، بے دین گمراہ، زندیق وغیرہ وغیرہ ہیں اور اس کے بعد عوام کو دیوبند کی گمراہی سے محفوظ رکھنے کے لئے علماء حرمین کے مجموعہ فتاوی کو **حسام الحرمین** کے نام شائع کردیا گیا اس کے شائع ہوتے ہی ایوان دیوبند میں زلزلہ آگیا اور پورے ملک میں ایک ہنگامہ کھڑا کردیا گیا۔ دیکھو یہ تو لوگوں کو کافر بنا رہے ہیں حالانکہ کافر بنایا نہیں گیا بلکہ جو اپنے کفری اقوال کی بنیاد پر کافر ہوچکا ہے اس کا کافر ہونا بتادیا گیا۔

اس شور و ہنگامے کے بعد اپنے منہ کی کالک دھونے کے لئے **المہند** چھاپا مگر اسے دیکھ کر عوام نے ان کے منہ پر تھوک دیا خود دیوبندی عوام نے المہند میں ان کا دجل و فریب دیکھنے کے بعد اظہار بیزاری کرنا شروع کر دیا جب علماء دیوبند نے یہ دیکھا کہ اب عوام ہمارے ہاتھوں سے نکل جائینگے

اور عرب و عجم ہر جگہ ہماری بدنامی و رسوائی ہو رہی ہے تو ڈرامے کا ایک نیا اسٹیج سجایا کہ علماء اہلسنت سے ہمارا اختلاف میلاد، قیام، عرس اور فاتحہ کا ہے اس آواز کو پھیلانے کے لئے جتنے بھی بند تھے اپنے بندھن کو توڑ کر باہر نکل آئے اور حشرات الارض کی طرح شہر شہر، گاؤں گاؤں پھیل گئے۔ میلاد بدعت ہے۔ قیام شرک ہے۔ فاتحہ ناجائز ہے۔ عرس حرام ہے گویا ایک سمجھی بوجھی اسکیم اور مکمل سازش کے تحت پورا دیوبند گلے کی رگیں پھلا کر چلانے لگا کہ میلاد بدعت ہے قیام ناجائز ہے اس شور و غوغا کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ میلاد و قیام جیسے مسائل میں الجھ جائیں اور اس بہانے ہماری کفریات پر پردہ پڑ جائے چنانچہ اس وقت سے یہی ہوتا چلا آ رہا ہے اور اب تو حد یہ ہو گئی کہ جب بڑے بڑے دیوبندی تھک ہار گئے تو ایک ان پڑھ گویے کو اپنے اسٹیج کا ہیرو بنا دیا اور اس نے بھی موقع غنیمت جان کر بے پر کی اڑانا شروع کر دیا۔

نئے نئے داؤں اور پینترے دکھلاتا ہے جس طرح ایک مداری تماشہ دکھاتا ہے اور ان کے چھوٹے بڑے سبھی اس کا کرتب دیکھنے جاتے ہیں۔ حالانکہ خود اسے اقرار ہے کہ میں پڑھا لکھا کچھ بھی نہیں محض ایک مل مزدور تھا قوالی گاتا تھا ڈاکو خاندان کا ہوں ڈکیتی ہمارا موروثی پیشہ ہے مگر دیوبند کا کہنا یہ ہے کہ تم غلیظ کھاؤ یا حرام۔ پیو مگر ہو تو دیوبندی ہم کو اس سے کچھ بحث نہیں اب ہمیں عالم نہیں بلکہ تم جیسا سند یافتہ جاہل ہی درکار ہے ہمارے بعض علماء تو اپنے منصب کا لحاظ کر کے ڈھکی چھپی باتیں کہتے ہیں مگر تم تو ٹھہرے سند یافتہ جاہل

اس لئے تم بریلویوں پر ڈھلواس اور پتھراؤ کرتے رہو اب تو ہمارے اسٹیج پر ایسے ہی مداری کی ضرورت ہے جس کا ننگا ناچ ہماری کفریات پر پردہ ڈال دے تم خوب گلے کی رگیں پھلا کر سینوں کو قبر بجا کہو، کافر، بدعتی مشرک بناؤ عرس و فاتحہ پر کیچڑ اچھالو تاکہ لوگ ہمارے مولانا تھانوی کی حفظ الایمان کی کفری عبارت بھول جائیں جس پر ہم لوگوں کو خود بھی شرمندگی اور ندامت ہے چونکہ ہم اس عبارت کا خاطر خواہ جواب نہیں دے پاتے لہٰذا اگر یہ ترکیب استعمال کی گئی تو مناظرہ بجائے حفظ الایمان کے میلاد و قیام پر ہونے لگے گا۔

دوستو! یہ ہے دیوبند کی شاطرانہ چال کہ دل دہلا دے وہ بےلوث سادہ عوام کی آنکھوں پر دھول جھونک رہا ہے گویا اپنی نماز روزے کی نمائش کر کے میلاد اور عرس کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے اپنے کفریات کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہے وقت کا اہم تقاضا ہے کہ آج پوری سنی برادری اس خطرناک تحریک و ناپاک سازش کے خلاف صف آرا ہو جائے اور ہر حق پسند پر اسے واضح کر دیا جائے کہ دیوبند سے ہمارا بنیادی اختلاف میلاد و قیام کی حدوں تک موقوف نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا بنیادی اختلاف یہ ہے کہ علماء دیوبند توہین نبوت کے مجرم ہیں جب تک وہ اپنی کفریات سے توبہ نہیں کرتے اس وقت تک ہم اہلسنت کا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہو سکتا!

یہ مسئلہ روٹی اور پیٹ کا نہیں ہے اور نہ ہی عزت و شہرت کا یہ کوئی

اقتدار کی جنگ نہیں ہے بلکہ بنیادی سوال آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفاداری کا ہے۔ دیوبند کھلے بندناموس مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے کھیل رہا ہے اور اپنے اعمال کی ظاہری نمائش کے تحت وہ اپنے علماء کی کفریات پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔

لہٰذا وقت پکار رہا ہے کہ ہمیں کھل کر علی الاعلان کہہ دینا چاہیئے کہ تمہارے روزہ نماز کی حقیقت ہم بہت اچھی طرح سمجھ چکے ہیں اب پیشانی کے طویل وعریض گھٹے اور زمین بوس ہوتے ہوئے لمبے دامن اور گھٹنے سے مصافحہ کرتا ہوا پائجامہ ہمیں فریب نہیں دے سکتا توہین نبوت کے مجرمانہ کردار نے تمہیں اس حد تک برہنہ کردیا ہے کہ اب تمہیں پہچاننے میں ہمیں دیر نہیں لگتی تم بظاہر نمازیں پڑھتے ہو مگر ایسی نمازیں جس کے متعلق تمہارا عقیدہ ہے کہ نماز میں رسول اللہ کا خیال لانے سے نماز جاتی رہے گی البتہ اگر گائے بیل کا خیال لایا جائے تو نماز ہو جائے گی۔ اور ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ بجائے شرمندہ ہونے کے یہ جواب دیتے ہوئے کہ نماز خدا کی عبادت ہے اس میں اگر رسول اللہ کا خیال لایا جائے گا تو عظمت سے اور یہ شرک ہے اگر تم اپنی دلیل میں سچے ہو تو اس کا جواب کیا ہوگا کہ مولانا تھانوی کے کسی بھتیجے نے تھانوی سے پوچھا کہ اگر آپ کی صورت کا تصور کرلوں تو نماز میں جی لگتا ہے" فرمایا جائز ہے۔"

(الکلام الحسن ملفوظات اشرفیہ قسط نہم ص ۱۲۱)

فرمائیے یہ تصور عظمت کے ساتھ تھا یا تھانوی کو دہ گائے بیل بکری گدھا سمجھ کر تصور کرتا تھا؟

اسی کا نام ہے اعجازِ نبوّت و عتابِ الٰہی خدا کے محبوب سے تم نے سرتابی کی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قدم قدم پر تمہارا قلم ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ اور تمہیں آج تک ہوش نہیں اگر ہوش ہی ہوتا تو دامنِ رسالت سے الجھتے کیوں؟ مجھے کہنا یہ ہے کہ آج وقت کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ علماءِ دیوبند نے اپنی کفریات پر پردہ ڈالنے کے لئے میلاد و قیام کو جو بہانہ بنا رکھا ہے ہم اپنی تقریر و تحریر سے ان کے منصوبے کو خاک میں ملادیں۔ یہ کام سخت بھی ہے اور آسان بھی۔ اگر آپ عشقِ رسول کے جذبے میں سرشار ہیں اور اسلام کا صحیح مزاج سمجھ رکھا ہے تو کسی دشمنِ رسول سے رشتہ و ناطہ توڑنے میں ایک لمحہ کی دیر نہ لگے گی!

اگر خون کی ایک ایک بوند میں وفاداریِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جذبہ ہے تو آپ کا ایمان اللہ کے رسول کے دشمن سے نفرت اور گھن محسوس کرے گا خدانخواستہ اگر ایمان کے رشتہ پر خون کا رشتہ غالب ہے اور دین سے زیادہ چچا، ماموں، بھائی، بھتیجے، بیٹی، داماد چہیتے ہیں تو یقین کرلیجئے آپ ایمان سے اور ایمان آپ سے کوسوں دور ہو چکا ہے پھر کل ساقیِ کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میدانِ حشر میں پانی نہ مانگیے گا انھیں رشتہ داروں سے طلب کیجئے گا۔ واضح رہے قبر میں چچا، بھتیجے، بیٹی داماد کام نہیں آئیں گے بلکہ قبر میں آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہچانتا ہے اور انھیں پہچاننے کے بعد ہی جنّت کی آسائش نصیب ہو سکے گی مگر علماءِ دیوبند تو رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ

میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں معاذ اللہ گویا اس لغو وبیہودہ عقیدے کے تحت سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم معاذ اللہ مرکر مٹی میں مل گئے تو اب ایسی صورت میں انھیں قبر میں پہچاننے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔ !

میرے دوستو ! اپنے انھیں جرائم پر دیوبند میلاد وقیام کی آڑ لیکر پردہ ڈال رہا ہے تاکہ اتباع سنت کے دعوے میں توہین نبوت کا بھانڈا نہ پھوٹے بہرحال عرض یہی کرنا ہے کہ خون کے رشتے پر ایمان کا رشتہ غالب ہے چنانچہ ابولہب رشتے میں رسول خدا صلی اللہ کا چچا ہے کمی ہے پڑوسی ہے مگر اس کے باوجود وہ مسلمانوں کے پاؤں کی ٹھوکر پر ہے اور سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالے عنہ مکی نہیں پڑوسی نہیں اس کے باوجود وہ مسلمانوں کے کلیجے میں ہیں معلوم ہوا اسلام پہلے خون کا رشتہ نہیں دیکھتا بلکہ پہلے ایمان کا چنانچہ شیر خدا مولا علی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں دشمن تین طرح کے ہوتے ہیں ۔

۱۔ آپ کا براہ راست دشمن ۔

۲۔ آپ کے دوست کا دشمن " گویا وہ بھی آپکا دشمن ہے "

۳۔ آپ کے دشمن کا دوست " وہ بھی آپ کا دشمن ۔ "

خیال فرمائیے ۔ دنیا میں تو آپ ہر دشمن سے پرہیز کرتے ہیں ۔ پھر آپ کا ایمان یہ کیسے گوارا کرتا ہے کہ جو رسول خدا کا دشمن ہو اس سے آپ کی دوستی ہو ۔ ڈرو اس دن سے جب خدا پورے قہر وغضب وجلال سے سوال کریگا

ہوگا بدن کی ایک ایک بوٹی کانپ رہی ہوگی خوف الٰہی سے ایک ایک رواں کھڑا ہوگا دل کی دھڑکنیں بڑھ گئی ہوں گی زبانِ خشک اور ہونٹوں پر پپڑیاں ہوں گی۔ اور خداوند ذوالجلال پوچھ رہا ہوگا کہ جن لوگوں نے میرے مصطفےٰ! صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو گاؤں کا چودھری لکھا، ذرہ ناچیز سے کمتر لکھا چمار سے زیادہ ذلیل لکھا میرے محبوب کے علم پاک کے متعلق یہ لکھا کہ جو میرے محبوب کا علم ہے ایسا تو ہر جانور، پاگل، مجنون سبھی کو حاصل ہے اور انھیں سے تمہارا یارانہ تھا تم ان کی مہمان نوازی کرتے تھے انکے ہاتھ پاؤں دباتے تھے۔ انھیں مکاروں سے دعا تعویذ کراتے تھے ان کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے اور انھیں کھوکھلی بے وزن نمازوں کو تم میری بارگاہ میں لے کر آئے ہو۔

اے بدنصیبو! تم سب کے سب جہنم کے ایندھن ہو آج میری بارگاہ میں تمہارے کھوکھلے اور کھوٹے سجدے کام نہیں آئیں گے کیا تمہیں یاد نہیں! تمہارا گمراہ مولوی تو خود بھی اتنا کہتا تھا کہ "صحیح عقائد مدارِ نجات ہیں اعمال مدارِ نجات نہیں" (اصول دعوت و تبلیغ صفحہ ۲۶)

کیا تم نے قرآن مجید میں یہ نہیں پڑھا تھا "اے ایمان والو تم رسول خدا کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی مت کرو اور جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو اس طرح میرے محبوب سے مت بولو ورنہ اگر تم نے اس قانون پر عمل نہ کیا تو تمہارے سارے اعمال میٹ دئیے جائیں گے اور تمہیں شعور تک نہ ہوگا۔" (سورۂ حجرات پ ۲۶ ع ۱۲)

آخر ش تم کس نشئے کی حالت میں تھے میں نے آواز اونچی کرنے سے روکا اور تم نے میرے محبوب کو منہ بھر کر گالیاں دیں اس کے باوجود تم روزہ نماز لے کر میرے پاس آئے ہو۔ اے بدنصیبو تمہیں غیرت نہیں آتی میں تو اپنے پیارے رسول کو قرآن میں کہیں لیسین کہا کہیں طٰہٰ کہا کہیں مزمل اور کہیں مدثر اور تم نے اے دریدہ دہنو گاؤں کا چودھری لکھا کیا اپنے مولوی کے ساتھ بھی تمہارا یہی دستور تھا تم تو اپنے مولویوں کے بارے میں یہ لکھا کرتے تھے کہ مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجاتِ اخروی کا سبب ہے "تذکرۃ الرشید" تم اپنے مولویوں کو "غوث الاعظم" "مطاع العالم" "شیخ الاسلام" "حکیم الامت قاسم العلوم وغیرہ لکھتے تھے اور میرے پیارے محبوب کے بارے میں تمہارا یہ ناپاک عقیدہ تھا کہ جس کا نام محمد یا علی وہ کسی چیز کا مختار نہیں! تمہارے علماء تو علم کی دولت تقسیم کرتے وہ اس حد تک صاحبِ اختیار تھے مگر مرا محبوب بالکل بے اختیار ومجبور محض تھا۔

اپنے مولویوں کی تعریف میں تم زمین و آسمان کے قلابے ملاتے تھے کہ وہ فرشتہ مقرب ہے اور اب وہ مر کر قبر میں نور ہی نور ہیں اور تم مرے محبوب کو گاؤں کا زمیندار چودھری کہکر بڑے بھائی کا مرتبہ دیتے تھے مر کر مٹی میں ملنے والا کہتے تھے۔

اس کے باوجود تمہیں اپنی گائے بیل والی نمازوں پہ غرور ہے! آج آج تم اس کے مستحق ہی نہیں ہو کہ مرا محبوب تمہاری سفارش کرے "شفاعت مومن کے لئے ہے نہ کہ کافر کے لئے"

لہٰذا۔ تم پکارو اپنے مولویوں کو جو دین محمدی کی صورت مسخ کرنے کیلئے اپنے آقاؤں، انگریزوں، سے چھ سو روپے ماہانہ لیکر ان کی سچی پکی غلامی کا حق ادا کرتے تھے اپنی انفرادیت برقرار رکھنے کے لئے گورنمنٹ دشمنی کا نعرہ بھی لگاتے اور جب روپیہ لینے کا وقت آتا ہزاروں حیلہ بہانہ سے ہزاروں کی رقم ہضم کرنے کی مکروہ و گندہ صورتیں اختیار کرتے۔

دشمن سے روپیہ لینے کے کیا معنی یہ دو رخی پالیسی کیسی !؟

اور بلاؤ تم اپنے ان مولویوں کو جو مرغ جیسے حلال کو چھوڑ کر کالا کوا کھا کر میرے مخلص اور نیک بندوں کو لڑاتے تھے کہاں ہیں وہ تمہارے دنیادار پیٹ پجاری مولانا صاحبان جو میرے محبوب کے محبوب اویس قرنی کے فاتحہ "حلوی" کو منہ چڑھاتے لیکن میلاد کی پوڑی کچوڑی بغیر ڈکار لئے ہضم کر کے اپنی توندوں پر ہاتھ پھیرتے اسے ناپکارو! وہابی دو اپنے ان مولویوں کی جو اپنی جیب کی خاطر میلاد و قیام کرتے لیکن جب انگریزوں کی ایجنٹی شروع کی تو اسی میلاد کو شرک و بدعت کہنا شروع کر دیا۔

سُن لو! آج تم میرے محبوب کے دامن میں پناہ نہیں پا سکتے آج تو تمہیں اسی کو پکارنا ہوگا جس کو دنیا، ناپائدار میں سوتے جاگتے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اللّٰھم صلِ علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی کہکر پکارتے تھے۔

آج! بلاؤ اپنے اس نیاسیتی نبی کو اور وہابی دو اپنے ان ناخداؤں کی جنھیں تم نے دنیا میں خدا بنا رکھا تھا۔

تمہارے دل کے مندر میں انہیں مولویوں کی مورتی تھی جس کی پوجا پاٹ
میں تم نے اپنی زندگی گذاری ہے۔

اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو تم لڑتے تھے بریلویوں سے اور گالی
دیتے تھے مرے محبوب کو گویا تم نے دنیا ہی میں فیصلہ کر لیا تھا کہ مرا محبوب
تمہارا نہیں بلکہ بریلویوں کا ہے۔

لہذا۔ آج میرے محبوب کے ہاتھوں وہی کوثر کا جام پائیں گے جو
ان کی وفاداری میں تم سے مناظرے کرتے تھے تمہاری گالیاں سنتے تھے
پھر بھی مرے محبوب کے قدموں سے لگے لپٹے رہے بس لو آج کا دن
تمہارے خسران اور گھاٹے کا ہے اور آج تم خود اپنی آنکھوں سے اپنے
مولویوں کا عبرتناک انجام دیکھو کسی کے گلے میں انگاروں کا ہار ڈالا جائے گا
کسی گستاخ و دریدہ دہن کی زبان آگ کی قینچی سے کاٹی جائے گی کسی بد
زبان پر سانپ اور بچھو مسلط کئے جائیں گے اور ان کی صورتیں مسخ کر دی
جائیں گی اور پورے میدان محشر میں آگ کے کوڑوں سے مارتے ہوئے
انہیں ایسے ہانکا جائے گا جیسے دنیا میں جانوروں کے ریوڑ ہانکے جاتے
تھے تاکہ پورا میدان قیامت میرے پیارے محبوب کے گستاخوں کا المناک
انجام دیکھ لے (اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اگر فیصلہ ہوا تو کیا انجام ہوگا)

ظالمو! تم خود سوچو ایسی نمازیں مری بارگاہ میں لائے ہو جس کے متعلق
یہ تمہارا عقیدہ تھا کہ گائے بیل گدھے کا خیال لانے سے تو تمہاری نماز ہو
جائے گی مگر مرے محبوب کے خیال لانے سے تمہاری نماز جاتی رہے گی کیا

یہ بیل اور گدھے والی نماز تمہیں بخشائیگی ؟ دنیا میں تمہاری عقلیں ماری گئی تھیں التحیات میں السلام علیک ایھا النبی پڑھنے کا حکم ہے زبان سے نبی کہو گے اور خیال نہ آئے گا یا تم التحیات ہی نہیں پڑھتے تھے اور اگر پڑھتے تھے تو خود تمہارے ہی قانون سے تمہاری نماز فاسد ہوئی یا نہیں ؟ اور میری بارگاہ میں یہ حج لے کر آئے ہو کر کعبہ پہونچکر بھی بیت میں تمہارا دل نہیں لگتا تھا خود تمہارے انھیں مولویوں نے لکھا ہے۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی (مرثیہ گنگوہی)

تم خود اپنے ضمیر کا فیصلہ بتاؤ کیا یہ حج تمہارے کام آئے گا تمہیں تو بجائے کعبہ کے گنگوہ جانا چاہئے تھا اس کے علاوہ تم کلمہ کا ڈھونگ رچا کر میرے سادہ لوح بندوں کو فریب دیا کرتے تھے چنا اور ستو کی گٹھریاں لاد کر چلتے اور لا الہ الا اللہ پڑھانے کے بعد یہ کہتے کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اپنے اور اپنے آقاؤں کے لئے تو عیب سمجھتے مگر میرے لئے اسی عیب کو ممکن مانتے اس کے علاوہ میں اپنی ذات و صفات دونوں میں قدیم ہوں اور تم میرے لئے ممکن ثابت کرتے ان سب کے باوجود تم اپنے کو توحید کا ٹھیکیدار سمجھتے تھے اور تم نے اس توحید کی آڑ لے کر میرے محبوب کو جی بھر کر گالیاں دی ہیں کیا یہ تمہارا وہی طریقہ نہیں ہے جو شیطان نے تمہیں سکھایا تھا۔ اور محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے کے بعد یہ کہتے تھے کہ ان کا مرتبہ گاؤں کے چودھری اور بڑے بھائی ایسا ہے اور یہ کہہ کر

تم میرے محبوب سے ہمسری کا دعویٰ کرتے۔

میں نے تو قرآن میں یہ کہا۔ وما ھو علی الغیب بضنین (پ ۳۰ ع ۶ سورہ تکویر) یعنی میرا محبوب غیب کی باتوں کے بتانے میں بخیل نہیں ہے اور تم یہ الزام لگاتے تھے کہ انھیں پیٹھ پیچھے کی خبر نہیں۔

میرے محبوب نے اپنے ہاتھوں سے خاک پھینکی تو میں نے کہا وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (سورہ انفال پ ۹ ع ۱۶)

میرے محبوب کے ہاتھ پر صحابہ نے بیعت کیا تو میں نے یہ کہا کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (سورہ فتح پ ۲۶ ع ۹)

یعنی ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ید قدرت (ہاتھ) ہے جو اسکی شان کے لائق ہے اس قدر علو مرتبت اور رفعت شان کے باوجود تم نے اپنا جیسا بشر سمجھا اور محض بڑا بھائی، زمیندار، گاؤں کا چودھری کہا تمہارے کھچڑی خور سند یافتہ جاہل مولویوں نے بکری کا دودھ دوہتے اور جوں نکالتے دیکھا مگر مقام سدرہ اور عرش علیٰ سے آگے بڑھ کر مکان اور لامکاں کی سیر کرتے نہ دیکھا۔ سجدہ آدم سے متعلق ابلیس لعین نے جس طرح مری توحید کا سہارا لیکر مرے محبوب کی عظمت کا منکر ہوا تھا بالکل وہی روش تمہارے آقاؤں نے اختیار کی اور جب مرے محبوب کی عظمت کو گھٹانا چاہا تو یہ کہدیا کہ خدا کی قدرت سے بعید نہیں اگر چاہے تو محمد جیسے کروڑوں محمد پیدا کرے۔

اور تمہارے انھیں آقاؤں نے جب اپنے کسی چہیتے کا گن گانا چاہا

تو یہ کہہ دیا

خدا کے لئے یہ تو مشکل نہیں
ہو عالم کا مجموعہ اک فرد واحد

تمہارے آقاؤں نے مری توحید کا اعلان کیا یا امتناع نظیر کا انکار کیا؟ واضح رہے تمہارے جرائم کی فہرست بہت لمبی ہے تم عمر بھر مرے محبوب سے لڑتے رہے اور آج روزہ نماز کی پوٹلی میں اپنے کالے کرتوت لے کر سامنے کھڑے ہو تم اس دین کے پیرو نہیں جو مرے محبوب نے مرے بندوں کے سپرد کیا تھا بلکہ تم لوگ بہت بڑے خائن اور بد دیانت ہو۔ تم تو اس دین کے پیرو ہو جسے دیو بند کا نیا دین کہا جاتا ہے جس کی بنیاد مرے محبوب کے بغض و عناد اور دشمنی پر رکھی گئی ہے۔ اس مقام پر پہونچ کر سرکار آسی کی زبان میں بس یہی کہا جا سکتا ہے

ملنے کی یہی راہ نہ ملنے کی یہی راہ
دُنیا جسے کہتے ہیں عجب راہگذر ہے

تیسرا باب

اختلافات کی بنیادی حیثیت

خدا گواہ بھری انجمن میں مرے سوا
کوئی نہیں ہے جو تمہاری نظر کو پہچانے

دیوبند اور بریلی
کے
بنیادی اختلافات

ساحل کے سکوں سے کسے انکار ہے لیکن
طوفان سے لڑنے میں مزہ اور ہی کچھ ہے

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی پوری دنیاءِ دیوبندیت کے مسلّم رہنما، پیشوا، اور بزرگ ہیں حفظ الایمان مولانا تھانوی کی ایک معرکۃ الآراء تصنیف کہی جاتی ہے اس کی حسب ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیے جو گستاخی بے ادبی اور توہین نبوت کی منہ بولتی مثال ہے نہ جانے اس عبارت پر کتنے مناظرے ہوئے علماءِ دیوبند نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر اس کفری عبارت کو بے غبار نہ ثابت کر سکے۔ اور نہ تو ثابت کر سکیں گے خدا توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" حفظ الایمان ص ۸

حفظ الایمان کی مندرجہ بالا عبارت عربی یا انگریزی زبان میں نہیں ہے جس کے سمجھنے کے لئے ڈکشنری یا لغت کا سہارا لینا پڑے بہت ہی عام فہم اور روزمرہ کے بول چال کی سلیس اور آسان زبان استعمال کی گئی ہے ایمان اور عقیدے کی روشنی میں اس کا فیصلہ کیجئے کہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل بچے، پاگل، حیوانات، چوپائے کا لفظ استعمال کرنا ایمان کی علامت ہے یا کفر کی ؟

گفتگو کا یہ ثانوی مرتبہ ہے کہ لفظ ایسا معنی میں تشبیہ کے ہے یا اتنا کے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل جانور، پاگل، مجنوں کا استعمال یہ خود توہین نبوت ہے جو موجب کفر ہے! چنانچہ بھیڑی کے مناظرہ میں جب میں نے مولوی ارشاد احمد صاحب اور مولوی نور محمد صاحب ٹانڈوی سے یہ کہا کہ حفظ الا[یمان] کی کفری عبارت کی بناء پر میں مولانا تھانوی کی اور اس عبارت کے جملہ مؤیدین کی بھی تکفیر کرتا ہوں لہٰذا اگر آپ لوگوں کی نظر میں یہ ※ کفری عبارت صحیح ہے تو اسے بے غبار ثابت کیجئے۔ لیکن کرایہ پر بلائے ہوئے دیوبند کے سارے نمائندے گونگے بہرے ہو کر خاموش بیٹھے رہے جس پر

بھیونڈی کے سربرآوردہ دیوبندی حضرات انتہائی سراسیمگی کے عالم میں سر جھکائے خاموشی سے اپنے روباہ صفت سورماؤں کا تماشہ دیکھتے رہے غرضکہ حفظ الایمان کی یہ وہ توہین آمیز عبارت ہے جس پر پردہ ڈالنے کے لئے حقانی جیسے لوگوں کو میدان میں اتارا گیا ہے تاکہ وہ میلاد و فاتحہ کی بحثوں میں الجھا کر اختلافات کی بنیادی کڑیوں کو پیوند خاک کر دے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ جب سے حزب مخالف نے فروعی مسائل کو ہوا دینا شروع کیا اس وقت سے بعض علماء اہلسنت نے بنیادی اختلافات کو اپنی تقریر و تحریر میں مرکز توجہ بنالیا جس سے خاطر خواہ فائدہ ہوا اور دشمنوں کا منصوبہ خاک میں مل گیا ہم آج پوری دنیائے دیوبند کو چیلنج کرتے ہیں اگر تم میں جرأت و ہمت ہو تو جس طرح لاکھوں کے مجمع میں ہم اپنے عقائد کا اعلان کرتے ہیں تم بھی عوام کی بھری محفل میں اس کا اعلان کرو کہ رسول خدا معاذ اللہ گاؤں کے زمیندار اور چودھری جیسے ہیں وہ مرکر مٹی میں مل گئے ان کا رتبہ بڑے بھائی ایسا ہے انہیں پیٹھ پیچھے کی خبر نہیں، ان کا علم جانور، پاگل ایسا ہے شیطان کا علم ان کے علم سے زیادہ ہے۔ میلاد رسول کنہا کے جنم کا سوانگ ہے وغیرہ ذالک اگر جرأت ہے تو اس چیلنج کو قبول کرو اس وقت تمہیں اندازہ ہوگا کہ قوم تمہارا سواگت کرے گی یا تم پر لعنت و پھٹکار برسائے گی!

حفظ الایمان پر سیر حاصل گفتگو خون کے آنسو میں کی گئی ہے اگر دیکھنا ہو تو خون کے آنسو کا مطالعہ کیجئے۔ "آج کی صحبت میں ہمیں اس عبارت پر کوئی گفتگو کرنی نہیں ہے ناظرین کو یہ ذہن دینا ہے کہ اکابر دیوبند کی یہ وہ کفری

عبارتیں ہیں جس سے گھبرا کر انھوں نے عرس اور میلاد کو اپنا موضوع بنایا ہے۔

لہذا دیوبندی حضرات جب ان مسائل پر گفتگو کرنا چاہیں تو ان سے یہ کہہ دیا جائے کہ میلاد و قیام کی گفتگو سے پہلے منصب نبوت اور عظمت رسالت پر گفتگو کی جائے گی۔! بنیادی اور اہم مسائل کو طے کر لینے کے بعد فروعی مسائل کو موضوع بحث قرار دیا جائے گا۔ اتنا کہہ دینے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ انھیں راہ فرار اختیار کرنے کے علاوہ اور کوئی صورت بن نہ پڑے گی۔

ورق الٹیے اور مولانا گنگوہی و مولانا انبیٹھوی کی ایک ایسی دلخراش عبارت جس کو دیکھ کر شیطان نے بھی گوشہ تنہائی اختیار کر لی ہو گی کہ اب مرے جانشینوں نے مرا کام ہلکا کر دیا اسے ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا تھانوی کی طرح مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا خلیل احمد انبیٹھوی بھی دیوبندیوں کے مقتدا و پیشوا ہیں مولانا انبیٹھوی کی کتاب براہین قاطعہ جو مولانا گنگوہی کی مصدقہ ہے اس کی انتہائی دلخراش اور قلب و جگر کو گھائل کر دینے والی کفری عبارت ملاحظہ فرمائیے جو اہل سنت کی جلن اور بغض و عناد میں شیطان نوازی کی آئینہ دار ہے۔

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان کو

کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر دو عالم کی وسعت علم (زیادتی علم) کی کونسی نص قطعی ہے جس سے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

(براہین قاطعہ صہ۵۱)

میلاد و قیام اور بعض دوسرے فروعی مسائل کے ثبوت میں انوار ساطعہ مولانا عبد السمیع رامپوری علیہ الرحمہ کی ایک معتمد و مستند کتاب ہے اسی کے رد میں براہین قاطعہ لکھی گئی جس کی عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی کہ دیوبندی دھرم میں شیطان کی زیادتی علم تو نص قرانی سے ثابت ہے مگر آقائے دوجہاں صلی اللہ کے زیادتی علم کے لئے قرآن میں کوئی نص نہیں! اس پر تماشہ یہ کہ شیطان کے لئے اگر علم کی زیادتی ثابت کی جائے تو وہ فرقہ زاغیہ کے دھرم میں عین ایمان اور توحید خالص رہے لیکن اگر محبوب کردگار احمد مختار روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم کی وسعت زیادتی ثابت کی جائے تو وہ شرک خالص بن جائے۔

توحید اور شرک علماء دیوبند کے یہ دو ایسے میٹر ہیں جس کو وہ موم کی طرح استعمال کرتے ہیں جس طرح موم ہاتھوں کا کھلونا ہے چاہے اُسے گنبد کا روپ دیجئے یا مکعب و شش پہل وغیرہ بنائیے بس ایسے ہی یہ حضرات توحید و شرک جیسے بنیادی مسئلے سے کھیل کھیلتے ہیں علم کی جو زیادتی شیطان کے لئے عین توحید ہے وہی زیادتی علم رسول خدا کے حق میں شرک جیسا گھنونا پاپ قرار پائے آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے!

فیصلہ اہل علم واہل نظر کے سپرد ہے اسے فتویٰ نویسی کہا جائے یا غلطی خیانت اور رسول دشمنی۔؟

اے کاش علماء دیوبند کبھی سنجیدگی سے غور کرتے کہ رسول خدا کے ساتھ اُن کا جذبہ بغض وعناد اپنے حدود سے کس حد تک تجاوز ہو چکا ہے۔ کہاں سید عالم کا علم پاک اور کہاں شیطان ملعون کا علم اللہ اکبر یہ کیسا خطرناک انداز بیان ہے کہ شیطان کے علم کی زیادتی قرآن سے ثابت ہے مگر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن میں کوئی نص نہیں اور اگر زیادتی علم ثابت کی جائے تو شرک ہو جائے سچ کہا لوگوں نے جو جس کا کھاتا ہے اسی کا گاتا ہے وہ شیطان کا دیا کھاتے ہیں اور ہم بوسیلہ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء دیا تے اور کھاتے ہیں ورق الٹیئے اور امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کی ہفوات ملاحظہ کیجئے۔

مولوی محمد اسماعیل دہلوی جنھوں نے ہندوستان میں وہابیت کی داغ بیل ڈالی اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا ترجمہ تقویۃ الایمان کے نام شائع کیا ان کی کتاب صراط مستقیم کی ایک گندہ عبارت ملاحظہ کیجئے جس آئینے میں وہابیت اور دیوبندیت کی برہنہ تصویر نظر آئی ہے۔

نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے

جانا اگرچہ جناب رسالت مآب ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور
گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے"
(صراط مستقیم ص ۸۶)

مرے اپنے خیال میں یہ ایک ایسی غیر مبہم اور واضح عبارت ہے
جو کسی تنقید و تبصرہ کی محتاج نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ گائے بیل کے خیال
لانے سے نماز ہو جائے گی البتہ رسول خدا کا خیال لانا گائے بیل کے
خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔

اس عبارت نے آپ کے نمائشی سجدوں کی حقیقت بے نقاب کر
دی کہ آپ کس نماز کا پرچار کرتے پھر رہے ہیں۔ گلی گلی کی خاک چھاننے
والوں سے اگر دریافت کیا جائے کہ بستر اور جھولے میں کیا ہے تو اس
کا جواب یہ ہے کہ اس میں نماز ہے یہ ہے! جس نماز کی تقدیس مسلمانوں
کے دلوں سے نکل کر جھولے میں آگئی ہو اب ایسا ہی ہونا چاہیئے خدا
کا شکر ہے ہماری نمازیں نہ بستر میں باندھی جاتی ہیں اور نہ ہی جھولے
میں رکھی جاتی ہیں بلکہ نماز خدا کا ایک فریضہ ہے جس کو اپنے اپنے وقت
مقررہ پر ادا کیا جاتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ اکبر سے
سلام تک مرے مصطفےٰ کی ادا ہے۔ جب یہ ان کی ادا ہے تو یہ فریضہ ان کے
تصور سے کیونکر خالی رہ سکتا ہے۔

علاوہ ازیں اللہ اکبر سے پہلے نیت کی جاتی ہے "نیت" بھول اور نہ

سہو کا نام نہیں ہے بلکہ قصد و ارادہ سے متعلق ہے ہم اپنی نیت میں یہ کہتے ہیں کہ پیچھے اس امام کے۔ لہذا قیام سے رکوع، رکوع سے قیام اور قیام سے سجدہ غرضکہ انتقال ارکان میں اللہ اکبر اور سمع اللہ لمن حمدہ کی آواز سن کر ہم اس کا یقین رکھتے ہیں کہ یہ آواز اسی امام کی ہے نیت میں ہم نے جس کا تصور کیا تھا۔ اب مجھے کہہ لینے دیجئے آج تو ہم اپنی نماز وں میں اپنے متعینہ امام کا تصور کرتے ہیں مگر خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان غنی خلیفہ چہارم سیدنا علی مرتضیٰ و دیگر اصحاب کرام و ائمہ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے امام سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہوتے تھے۔

لہذا اگر رسول خدا کا خیال لانا گائے بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے معاذ اللہ تو فرمایئے کہ وہ اصحاب کرام۔ خلفاء راشدین اور ائمہ اطہار جو آقائے کائنات کی اقتداء میں نمازیں ادا فرماتے ان کی نمازوں کا کیا حشر ہوا؟

اگر ہوش و حواس کی کوئی رمق باقی رہ گئی ہو تو اس کا سہارا لے کر جواب دیجئے کہ آپ کے ترکش کا تیر بریلویوں کے سینے پر پیوست ہوا یا اس کے نشانے پر اسلاف و اکابر کا کلیجہ ہے۔ اگر ہم سے بغض و عناد ہے تو ہمیں دکھ پہنچاؤ گالیاں ہمیں دو، برا ہمیں کہو اسلاف و اکابر کی ناموس سے کھیلنے کی جسارت نہ کرو یہی وہ تمہارا جرم ہے جسے ہم کبھی معاف نہ کر سکیں گے۔

اب ایک اور نئی عبارت پڑھنے کے لئے اپنے کو آمادہ و تیار کر لیجئے جو ختم نبوت سے متعلق ہے۔

ع پنبہ کجا کجا نہم تن ہمہ داغ داغ شد

مسلمان اسے اچھی طرح جانتا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت ضروریات دین سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ اب آج کے ماحول میں یہ کوئی نظری مسئلہ نہیں رہ گیا بلکہ فتنہ قادیانیت کے حالیہ ہنگامے کے بعد سواد اعظم نے اس فرقہ کو اقلیت میں شمار کر کے ان کے تابوت میں اپنی حق گوئی و انصاف پسندی کی آخری کیل ٹھونک دی ہے لیکن مولانا قاسم نانوتوی جو دارالعلوم دیوبند کے موسس و بانی ہیں انھوں نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف تحذیر الناس میں مسئلہ ختم نبوت پر ایسی ضرب لگائی جس سے قادیانیت کو شہ ملی اور ابھی تک اس کی طباعت کا سلسلہ جاری ہے عبارت ملاحظہ کیجئے

عوام کے خیال میں تو رسول صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو وصف مدح نہ کہئے تو خاتمیت زمانی صحیح ہو سکتی ہے"

(تحذیر الناس ص ۲ــ۳)

نوٹ :- مسئلہ ختم نبوت ضروریات دین سے ہے اس لئے ائمہ شریعت نے صاف صاف فرمادیا جو اس مسئلہ میں سواد اعظم کا مخالف ہو وہ خارج از اسلام اور کافر ہے لیکن خاتم النبیین کا وہ مفہوم ومعنی جس پر اجماع امت ہوچکا ہے اسے عوام کا خیال بتا کر اس کی سیسہ پگھلائی دیوار میں مولانا قاسم نانوتوی نے نہ صرف شگاف ڈال دیا بلکہ قادیانیت کا دروازہ کھول دیا۔ یہ کتنی خطرناک جسارت و ڈھٹائی ہے کہ عہد رسالت سے تیرہ صدی تک کی امت مسئلہ ختم نبوت کے جس مفہوم ومعنی پر کلیۃً اتفاق کرچکی ہو اور مسلمانوں سے جو مفہوم بطور تواتر و توارث کے مستقل و مروج ہو اسے کھلے بند عوام کا خیال کہا جائے اور ہیچ گاہ باشد کہ کودک ناداں کی آڑ ہے کہ ختم نبوت ذاتی اور ختم نبوت زمانی کی دو شقیں قائم کرکے حل من مبارز کا چیلنج کیا جائے اور اسی پر اکتفا نہیں بلکہ تفوق و برتری کا نشہ جب اپنے شباب پر آیا تو یہاں تک لکھ دیا حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

> بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔
>
> (تحذیر الناس ص ۳۴)

یہ اردو زبان کی ایک بہت ہی سلیس اور سادہ عبارت ہے اسے حل کرنے کے لئے ڈکشنری چاہیئے اور نہ ہی لغت ۔ گویا مذکورہ بالا عبارت

مسئلہ ختم نبوت کو ایک کھلا ہوا چیلنج ہے۔ ختم نبوت ذاتی، اور ختم نبوت
زمانی کی تقسیم پر گفتگو کا ثانوی مرتبہ ہے سب سے پہلا بنیادی سوال
تو یہ ہوتا ہے کہ "خاتم النبیین" کے متعینہ معنی کو عوام کا خیال بتا کر کیا مولانا
قاسم نانوتوی نے قرآن میں تحریف بالمعنی کا ارتکاب نہیں کیا؟ اگر
جواب نفی میں ہے تو تحریف بالمعنی کی ایسی وضاحت کیجئے جس کی
زد میں آپ کا اختراعی معنی نہ آسکے اور نہ یہ ہوا ہے نہ ہو سکے گا۔ اس
مفہوم کو سوال کی شکل میں اس طرح سمجھا جائے۔

۱۔ مولانا قاسم نانوتوی نے خاتم النبیین کی جو تشریح کی ہے پوری تیرہ
صدی میں کسی اور نے بھی یہ معنی بتائے ہیں یا نہیں؟ اگر کسی اور نے بھی
ایسا لکھا ہے تو اس کا حوالہ پیش کیجئے بالفرض اگر آپ نے حوالہ بھی دے
دیا تو اس مفہوم کو مولانا نانوتوی کا اپنی طرف منسوب کرنا کیا سرقہ نہ
ہوگا۔ ۲۔ بہر حال کوئی بھی صورت اختیار کیجئے آپ ایک ایسے دلدل میں پھنسے
ہیں جس سے نکلنا مشکل ہے۔ اور اگر دوسری شق اختیار کیجئے کہ ختم نبوت
کا یہ معنی مولانا نانوتوی کے علاوہ کسی اور نے نہیں بتایا * جو خاتم النبیین کے
اجماعی معنی سے متصادم اور اس پر ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے!

واضح رہے! کہ خاتم النبیین کی دلالت ختم نبوت زمانی پر دلالت مطابقی
ہے لیکن مولانا نانوتوی نے اپنی ذہنی اپج سے جو ایک نئی شق پیدا کی ہے
اُس سے آیت کی دلالت اپنے معنی پر دلالت مطابقی نہ رہ جائے گی اور
یہ اجماع کا انکار ہے جس کا انکار کفر ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ علماء دیوبند

* تو کیا یہ قباحت لازم نہیں آئیگی کہ ختم نبوت کے ایک متواتر و متوارث معنی کے خلاف مولانا نانوتوی نے ایک ایسا معنی بتایا ہے

ایک طرف تو تحذیر الناس کی اس کفری عبارت کی غلط مسلط تاویل کر کے مولانا قاسم جانی دیوبند کو بالکل معصوم ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں۔ اور دوسری جانب غلام احمد قادیانی اور جملہ مرزائیوں کی تکفیر کر کے عام مسلمانوں میں اپنا بھرم بھی رکھنا چاہتے ہیں۔

پاکستانی فتنہ قادیانیت کے دور میں تحذیر الناس کی ڈھکی چھپی عبارت پر بہت سے عوام و خواص مطلع ہوئے حتی کہ خود دیوبندی مکتبہ فکر کے ایک صحافی مولانا عثمان فارقلیط نے اس عبارت پر بڑی لے دے مچائی اور اس عبارت کی روشنی میں مولانا عثمان فارقلیط نے علماء دیوبند کو مرزائیوں ہی کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا۔ اور اتنے ہی پر اکتفا نہیں بلکہ قادیانیوں کی صفائی میں وہ یہاں تک کہہ گئے کہ قادیانیت کی جڑ بنیاد تو تحذیر الناس کی یہی عبارت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ان کے مضمون سے سمجھا جاتا ہے۔ آخری مرحلہ پہ ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

اکثر آدمی جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی" (رسالہ یکروزی ص ۱۴۵)

یہ حوالہ ایک مختصر سی تمہید چاہتا ہے اس کے بغیر اس مسئلہ کے سمجھنے سے بعض ناظرین کو زحمت ہوگی اس کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ اختلافات کی کڑیوں میں ایک مسئلہ "امکان کذب باری" ہے علماء دیوبند کا کہنا

ہے کہ بندہ جس فعل پر قادر ہو اُس پر خدا کو بھی قادر ہونا چاہئیے ورنہ بندے کی قدرت خدا سے بڑھ جائے گی اسی خانہ ساز اصول اور ضابطے کی روشنی میں مذکورہ بالا عبارت لکھی گئی ہے اس کے مقابل علماء اہلسنت کا یہ کہنا ہے کہ کذب باری تعالےٰ ممتنع و محال ہے چونکہ اللہ اُس ذات واجب الوجود کو کہتے ہیں جو مستجمع ہو جمیع صفات کمالیہ کو یعنی پروردگار کی ہر صفت کمال والی ہے اس کی کوئی صفت رذیل یا گھٹیا درجے کی نہیں ہو سکتی۔

چہ جائیکہ جھوٹ یہ تو ایک ایسا عیب ہے کہ جھوٹے کو بھی جھوٹا کہا جائے تو لڑنے کو تیار ہو جائے۔ اسی سے اندازہ کیجئے کہ جس قوم کا خدا جھوٹا ہو گا وہ خود کس قدر جھوٹی ہو گی مگر حیرت تو یہ ہے کہ ان کے خدا کو جھوٹا نہ کہیے تو برہم ہو جائیں اور انھیں جھوٹا کہدیجئے تو چراغ پا ہو جائیں۔

البتہ رہ گیا یہ سوال کہ بندہ قادر ہو خدا قادر نہ ہو تو بندے کی قدرت خدا سے بڑھ جائے گی یہ اس بنیادی غلطی کا نتیجہ ہے کہ قدرت باری کا صحیح مفہوم ہی نہیں سمجھا گیا۔ بات اتنی سی ہے کہ محالات تحت قدرت باری ہی نہیں ہیں مثلاً اگر یہ سوال کیا جائے۔ کہ خدا اپنا جیسا خدا پیدا کرنے پر قادر ہے؟ تو ہر دانشور کا جواب یہی ہو گا کہ نہیں اور ہرگز نہیں اس لئے کہ اللہ تعالےٰ جسے پیدا فرمائے گا وہ بے شمار قدرتوں والا تو ہو سکتا ہے مگر اللہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ وہ ہے جسے کسی نے

پیدا نہ کیا ہو اب اللہ جسے بھی پیدا فرمائے گا اُسے مخلوق و بندہ کہا جائیگا اللہ نہیں کہا جا سکتا معلوم ہوا اللہ تعالٰے کے لئے اپنا جیسا اللہ پیدا کرنا تحت قدرت باری ہی نہیں ہے۔ ایسے ہی بندہ اپنے گلے میں پھانسی لگا کے مر سکتا ہے مگر خدا کے لئے یہ محالات سے ہے وہاں موت کا کوئی تصور ہی نہیں۔ ہاں! اللہ اور بندے کی قدرت کا ان امور میں یہ فرق ہے کہ اللہ کی قدرت سے مراد قدرت علی الخلق ہے اور بندے کی قدرت سے مراد قدرت علی الفعل ہے۔ یعنی خدا مر تو نہیں سکتا مگر موت کا خالق ضرور ہے بندہ مر سکتا ہے مگر موت کا خالق نہیں ہے سمجھ میں آیا خدا قادر تو ہے مگر اس کی قدرت بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے اس لئے یہ الزام نہیں آتا کہ بندے کی قدرت خدا سے بڑھ جائے گی۔ اگر اللہ خلق ہی نہ فرماتا تو بندے کے فعل کا صدور کیونکر ہوتا یہ فعل تو اسی خلق کے تابع ہے۔

چنانچہ فتاوی رضویہ جلد اول میں سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے باب العقائد کے ذیل میں مسئلہ امکان کذب پر گفتگو فرماتے ہوئے علماء دیوبند کے اس گندہ عقیدے پر تعریفات پیش کی ہیں[1] یعنی سیدنا الامام الاکبر حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یہ کہنا ہے کہ بندہ جس چیز پر قادر ہو اس پر خدا بھی قادر ہے ورنہ بندہ کی قدرت

---

[1] غالباً یہ بحث ص۲۵ سے شروع ہوتی ہے۔

خدا سے بڑھ جائے گی اس خانہ ساز اصول پر آپ نے فرمایا پھر ایک جھوٹ ہی پر کیا منحصر ہے بندہ جتنی چیزوں پر قادر ہو ان تمام چیزوں پر خدا کو قادر مانا جائے مثلاً بندہ کھانے پینے گانے بجانے اچھلنے کودنے وغیرہ وغیرہ پر قادر ہے تو یہ ساری باتیں خدا کے لئے بھی مانی جائیں معاذ اللہ ورنہ بندہ کی قدرت خدا سے بڑھ جائے گی۔

سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی نے دیوبندی عقائد پر بطور الزام ان چیزوں کا ذکر فرمایا مگر ان شاطروں نے یہ ڈھنڈورا پیٹا کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی نے خدا کو گالیاں دی ہیں۔ اور اس جرم میں دیوبندی امام باڑے کا گجراتی تعزیہ ہی نہیں بلکہ خود دیوبند کا سفیر دتبلیغ بھی رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہے جس کی مختصری گفتگو مری کتاب قہر آسمانی میں آچکی ہے۔

یہ ہیں وہ بنیادی اختلافات جن سے دیوبند اور بریلی مکتبہ فکر کے دو اسکول وجود میں آئے اب علماء دیوبند اپنی انھیں خرافات کو چھپانے کے لئے سلام و قیام اور عرس و فاتحہ کی آڑ لے کر اپنے منہ کی کالک دھوتا جاتے ہیں۔ سنیتوں کو چوکنا رہنا چاہیئے سلام و قیام کی بحث میں نہ الجھا جائے بلکہ ہمیشہ اکابر دیوبند کی کفریات کو موضوع گفتگو بنایا جائے ان شاء اللہ قدم قدم پر کامیابی ہوگی اور دو موہنے سانپ جن کی دوغلی پالیسی ہے انھیں

سلہ۔ مولوی ارشاد احمد

پوری بیدردی سے پاؤں کی ٹھوکر سے روند دیا جائے اسی میں امان و سلامتی ہے!

شکستِ جام و مینا پر تو اک ہنگامہ برپا ہے
جو میکش جل بسے ہیں انکا ماتم کیوں نہیں ساقی

چوتھا باب

علماء دیوبند کی دشنام طرازی

اور

بدزبانی دگالی گلوچ کے چند نمونے

کوئی ان کی قبا کی بندشوں کو کچھ نہیں کہتا
مرا ذوقِ جنوں ہی مفت میں بدنام ہوتا ہے

۷۲

اہلسنّت وجماعت پر دیوبندیوں کے سب وشتم

(گالی گلوچ) اور جارحانہ حملے کے چند نمونے

(بغیر کسی تبصرہ کے)

بک گیا جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

کُتّے ان پیٹ کے کتّوں نے شروع شروع میں اکبر کے دور میں خوب مزے کیئے۔" آئینہ صداقت ص ۲۴

کافر "نبی کو جو حاضر وناظر کہے بلاشک شرع اس کو کافر کہے۔" (جواہر القرآن ص ۳)

بدعتی لوگوں نے ہزاروں بدعتیں نکالی ہیں چند بدعتیں یہ ہیں پختہ قبریں بنانا، قبروں پر گنبد بنانا دھوم دھام سے عرس کرنا!

(تعلیم الاسلام حصّہ ۴ صـ۱۸)

غیر مسلم "اگر بریلی میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو آج تمام بریلی مسلمان ہوتی۔" (افاضات الیومیہ جلد ۳ صـ۱۸۵)

دجال اس بریلوی کے استدلال کے بطلان کا جو کہ اس نے اپنے دعوے کے لئے قائم کیا ہے اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس دجال کے استدلال ان کے نزدیک باطل ہیں۔" (شہاب ثاقب صـ۳)

مشرک آدمی مزاروں پر چادریں اور غلاف بھیجتے ہیں اور اس کی منت مانتے ہیں چادریں چڑھانا منع ہے اور جس عقیدے سے لوگ ایسا کرتے ہیں وہ شرک ہیں۔" (بہشتی زیور جلد ۶ صـ۶۲)

کمینہ "کیا ایسی کمینی حرکتیں ایک مسلمان ایک عالم دین کی شان ہے" (چراغ سنت صـ۱۴۷)

یہودی کوئی قادری کوئی سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی ہے "اسے قولہ" یہود و نصاریٰ کی طرح۔" (تقویۃ الایمان تذکیر الاخوان صـ۹)

کنجریوں سے تعلق "اس ناپاک گروہ سے تعلقات کی استواری پر بھی غور فرمایئے۔" (بریلوی مذہب صـ۹)

مرزائیوں سے بڑے "یہ تو مرزائیوں سے بڑے ہیں۔" (بریلوی مذہب صـ۱۸)

جنگلی جانور "آپ "صلی اللہ علیہ وسلم" کے بالوں پر جان دینے والے

مسلمان آپ کے قدم کے نشان کو پوجنے والے مسلمان ایسے ملیں گے کہ اگر شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح بات کسی اللہ والے سے سنتے ہیں تو اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جس طرح جنگلی جانور جان چھڑا کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔" (شریعت یا جہالت ص ۲۰۹)

یہودی " ان یہودیوں کے نقش قدم پر چلنے والے آج اکثر مسلمان ہی ہیں عشق رسول کا دعویٰ کرنے والے مسلمان، محبت رسول کا دم بھرنے والے مسلمان یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والے مسلمان الخ۔"

(شریعت یا جہالت ص ۲۰۹)

جیب بھرو پیٹ بھرو " ان یہودیوں اور نصرانیوں کی تقلید آج ہندوستان میں اکثر جگہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی کر رہے ہیں خود بھی گمراہ ہو رہے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کر رہے ہیں۔"

(شریعت یا جہالت ص ۲۳۸)

علم سے کورے " یہ سارا قصور جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں کا ہے کیونکہ یہ لوگ علم سے کورے ہیں۔"

(شریعت یا جہالت ص ۲۵۷)

شیعہ شیعت کی طرح بریلویت بھی یونہی کچھ لے کر جیسے شیعت کی بنیاد چند چند غیر ضروری بحثیں ہیں اسی طرح بریلویت کی اصل الخ۔"

(فتاویٰ اعلیحضرت ص ۵ مطبوعہ مکتبہ ضیاء العلوم دھنت پور منبع)

ماہواری " اور یہ سب ان متعدد اور مستقل رسالوں کے علاوہ ہے

جو مختلف مقامات سے ماہواری[عـہ] طور پر نکلتے ہیں"

(دیوبند سے بریلی تک صـ۱۲)

دریدہ دہن ۔ بریلوی خانصاحب کس دریدہ دہنی کے ساتھ ان کی امامت کے مدعی ہیں،،

(بریلی کا نیا دین صـ۳۴)

مجدد البدعات ۔ بالآخر مجدد البدعات خاں صاحب بریلوی نے ایک جھرجھری لی الخ

(ابن الوقت کی خانہ تلاشی صـ۲۶)

شیطان لعین کی شرکت "شیطان لعین کی شرکت دمعیت میں مبتلا کر دیئے گئے"

(اعلیٰ حضرت کا حقہ شریف)

یہ چند مثالیں اس طرح دی گئی ہیں گویا کھلیان کے چند دانے! اگر ان کی جملہ خرافات کو اکٹھا کیا جائے تو وہ خود مستقلاً ایک ضخیم کتاب ہو جائے بسابق صدر دیوبند مولانا حسین احمد ٹانڈوی نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں شہیر عرب و عجم فقیہ اعظم سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھ سو چالیس گالیاں دی ہیں اس کے باوجود الزام ہمارے سر ہے کہ سُنی حضرات گلیر ہوتے ہیں۔

دیوبند کی وہ مشینری بہت ہی فعال و متحرک ہے جو علماء اہلسنت کے خلاف بطور پروپیگنڈہ استعمال کی جا رہی ہے حد تو یہ ہے کہ شبستان جیسے افسانوی ڈائجسٹ اکتوبر ۲۰۰۳ء کے شمارے میں مولانا عثمان فارقلیط

عـہ یہ بھی شعور نہیں کہ ماہانہ لکھا جائے یا ماہواری یہ ہے دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں

نے سیدنا امام احمد رضا پر جارحانہ حملہ کیا ہے مسئلہ قادیانیت پر گفتگو کرتے ہوئے جناب یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ مسلمان کی تعریف بس یہ ہے جو اپنے کو مسلمان کہے وہ مسلمان ہے! افسوس یہ ہے کہ مولانا عثمان فارقلیط کو علماء دیوبند کی کتابوں کے مطالعہ کا موقع نہیں مل سکا۔ اگر کتابوں پر نظر ہوتی تو اپنے اکابر کے قلم کا احترام انھیں اتنا بیباک وجری نہ بناتا

آج سے برسہابرس بیشتر علماء دیوبند مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کی تکفیر کر چکے ہیں (الشہاب الثاقب) اگر کسی کا مسلمان کہہ دینا ہی مسلمان ہونے کے لئے کافی ہو جائے تو ضروریات دین اور ایمان وعقیدے سے امان اٹھ جائے گا زبان سے اپنے کو مسلمان کہے اور ضروریات دین کا انکار کرتا رہے ایسی صورت میں قانون کی گرفت اتنی ڈھیلی ہو جائے گی کہ لاقانونیت عام ہو جائے گی اور انارکی پھیل جائے گی۔

کہنا یہ ہے کہ کہاں شبستاں جیسا ڈائجسٹ اور کہاں سیدنا امام احمد رضا کو طنزاً مجدد بریلوی کہہ کر یہ ثابت کیا جائے گویا وہ کفر کی مشین گن لئے بیٹھے تھے مولوی نور محمد ٹانڈوی جیسے گلیمر سے لیکر مولانا عثمان فارقلیط جیسا صحافی بریلویت کو نشانہ بنانے میں ایک ہی صف میں کھڑے ہیں محسوس ہوا اس حمام میں سبھی ننگے ہیں۔

وہ گالی دیتے ہیں شکوہ کرو تو کہتے ہیں
کسی کا ذکر نہیں ہے کسی کا نام نہیں

پانچواں باب

شاہ وصی اللہ صاحب
کی
توقیر العلماء کا تنقیدی جائزہ

خون کے چھینٹے پڑے دامن پہ قاتل کس طرح
قتل ہونے میں کوئی بسمل اگر تڑپا نہیں

ایک حقیقت جو جھٹلائی نہ جا سکے

مجبور ہوں کہ وقت ہے افشاءِ راز کا

گو میں یہ جانتا ہوں کہ نازک زمانہ ہے

الہ آباد۔ اتر پردیش کا ایک تاریخی و مرکزی شہر ہے جو نہ صرف گنگ و جمن کا سنگم بلکہ ہمیشہ ملکی سیاست اور عصری علوم کا بھی سنگم رہا اور اس طرح کے شہروں کو ملک کی مختلف پارٹیوں نے ہمیشہ اپنا مرکزِ توجہ بنایا ہے۔

بھلا۔ دیوبندیت کا سازشی ذہن کب چوک سکتا تھا اس نے بھی الہ آباد کو اپنے نشانے پر رکھا اور برسوں تھانوی صاحب کے خلیفہ شاہ وصی اللہ صاحب کا غائبانہ پروپیگنڈہ ہوتا رہا اور جب زمین سازگار ہوگئی تو انہیں الہ آباد مدعو کیا گیا۔ اس سلسلے میں پروپیگنڈے کے جتنے بھی اچھے بُرے طریقے ہو سکتے ہیں وہ سب کے سب ہتھیار استعمال کئے گئے مثلاً گورکھپور۔ گوپا۔ ٹونا تھ بھنجن سے آنیوالے براہ راست شاہ صاحب کے پاس نہ جاتے بلکہ شہر کے دس بیس دروازوں پر

جاکر دریافت کرتے کہ حضرت عظیم البرکت ...... ہمارے شاہ صاحب قبلہ کہاں تشریف رکھتے ہیں جب لوگ اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے تو وہ لوگ کھڑے ہو کر شاہ صاحب کا خطبہ پڑھتے کہ وہ ایسے ہیں اور ایسے ہیں انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ آپ لوگ اتنے قریب رہ کر انسے فیضیاب نہیں ہوتے۔ ہمیں دیکھئے ہم سیکڑوں میل سے چلے آرہے ہیں غرضیکہ اسی طرح مختلف دروازوں کی پھیری لگا کر پروپیگنڈہ کا حق ادا کر لینے کے بعد شاہ صاحب کی خدمت میں پہونچے۔ حالانکہ انھیں معلوم ہوتا کہ شاہ صاحب کہاں رہتے ہیں لیکن شہر میں مشتہر کرنے کا یہ ایک مضبوط ہتھیار تھا۔

اسی طرح علیحدہ علیحدہ لوگوں سے کہتے کہ ہمارے شاہ صاحب کی مجلس میں تشریف لے چلئے اور یہ اصرار کبھی کبھی بعض لوگوں کے لئے حد ناگواری کو پہنچ جاتا مگر انھیں تو اس مجلس کے نام پر بدعقیدگی کا زہر ہلاہل پلانا تھا۔ دلوں سے عشق مصطفےٰ کا چراغ بجھا کر اپنی عقیدت کا نیا چراغ جلانا تھا۔ چنانچہ اتباع سنت اور انہدام شرکت و بدعت کے دیوانہ وار چل پڑا اس غریب کو کیا معلوم تھا کہ یہاں نبیوں کا دامن چھڑا کر اپنے علماء کے قدموں پر جھکایا جاتا ہے اسی جذبے کے تحت تو مولانا عاشق الہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ "مولانا تھانوی کے پاؤں کو دھو کر پی لینا نجات اخروی کا سبب ہے" آخرش یہی نیاز مند ی سرکار غوث و سیدنا خواجہ، حضرت حسین و حضرت علی رضی اللہ عنہم کی بارگاہ

میں کیوں نہیں ہے۔ غرضیکہ یہ پروپیگنڈہ دھیرے دھیرے ایک عظیم فتنے کا روپ اختیار کر گیا جب پانی سر سے اونچا ہوتا نظر آیا تو مخدوم گرامی عالی مرتبت حضرت مولانا الحاج محمد نعیم اللہ خاں علیہ الرحمہ سے نہ دیکھا گیا۔ خدا وند قدیر ان کی قبر پر رحمتوں کے پھول برسائے اور ان کی زرین خدمات کا بہترین صلہ عطا فرما کر ان کے امثال پیدا فرمائے آمین۔

تب حضرت ممدوح نے الہ آباد کے سنی عوام کو آگاہ کرنے کے لئے ایک اشتہار شائع کرایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ شاہ وصی اللہ صاحب سُنی نہیں بلکہ دیوبندی ہیں۔ بس اس اشتہار کا نکلنا تھا کہ سُنی عوام چوکنا ہو گئے اور شاہ صاحب کے یہاں کی مقامی بھیڑ بھاڑ چھٹ گئی۔ اسی الجھن و بیقراری میں توقیر العلماء نام کا کتابچہ شائع کیا گیا جس میں صرف چوبیس ۲۴ حوالے جات لئے گئے ہیں تاکہ مناسبت باقی رہ جائے اگلے صفحات میں آپ ان حوالہ جات کو ملاحظہ فرما کر خود فیصلہ فرمائیں کہ جب عوام میں بدظنی پیدا ہوئی اور اپنی آبرو خطرے میں نظر آئی تو توقیر العلماء لکھکر عزت و وقار کی گرتی ہوئی دیوار کو کس طرح سہارا دیا گیا جو تقریباً بتیس ۳۲ صفحات کا مضمون کتابچہ نہیں بلکہ کافر بنانے کی ایک فیکٹری ہے۔ یہ مقام تھا کچھ لکھنے کا مگر!

کیا کہیں مصلحت وقت نے پکڑی ہے زباں
ورنہ اے دوست بڑے شوخ بیاں ہیں ہم لوگ

واضح رہے دیوبندیت اپنی کتابوں سے نہیں پھیلتی بلکہ یہ اپنوں میں کسی کو منتخب کر کے اُسی کو مرجع خلائق بناتے ہیں اور اس کی تعریف و

توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا کر اُسے مافوق البشریت کا رتبہ دیتے ہیں۔ اب آپ ورق الٹئے اور کافر سازفیکٹری کے کچھ نمونے ملاحظہ فرما کر اندازہ کیجئے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ کافر کو کافر نہ کہا جائے وہ خود کافر بنانے میں کتنے شاطر اور مشاق ہیں۔

کافر گر یا بازی گر

تنقیدی جائزہ

لہو سے شہیدوں کے کوچہ ترا
تماشہ گہہ کربلا ہو گیا

"جو شخص کسی عالم دین سے بغیر کسی سبب ظاہری کے بغض و عداوت رکھے تو اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔۔۔۔۔۔ میں کہتا ہوں کہ نہ صرف یہ کہ اندیشہ ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ کفر ہے۔"
(توقیر العلماء ص ۴)

تبصرہ! مجھے دریافت کرنے دیجئے اگر عالم دین سے بغض و عناد رکھنا کفر ہے تو جن کے دلوں میں آقاء دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت کا لاوا سلگ رہا ہے ان کے حق میں آنجناب کا دار الافتاء کیا کہہ رہا

سُنّی عوام و خواص علماء دیوبند سے جو اجتناب و گریز کرتے ہیں وہ عالم دین ہونے کی بنیاد پر نہیں بلکہ نقاتم نبی اور دشمن رسول ہونے کی بنیاد پر چونکہ اہلسنت کا عمل الحبّ فی اللہ والبغض فی اللہ کا آئینہ دار ہوتا ہے ہم اللہ کی محبت میں کسی سے ملتے ہیں اور اللہ ہی کی محبت میں کسی سے الگ ہوتے ہیں!

۲۔ "محض اس وجہ سے اس عالم سے عداوت ہے کہ وہ شریعت کی ترویج کرتا ہے اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے اور بری باتوں سے لوگوں کو روکتا ہے اور جو شخص شریعت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔" (توقیر العلماء ص۴)

تبصرہ! شاہ وصی اللہ صاحب بہ گمان خویش یہ سمجھتے تھے کہ وہ اچھی باتوں کو رواج دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا بلکہ وہ دیوبندی کفریات اور ہفوات کے مبلّغ تھے اسی وجہ سے سنّی عوام و خواص ان سے کٹ گئے تھے اور اُن کی مجلس میں جانا تو درکنار اُن کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ اور سُنّیوں کا یہ عمل اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت میں تھا۔

۳۔ "اور انبیاء علیہم السلام کی اہانت اور استخفاف کا کفر ہونا

ظاہر ہے پس قص شارب "لب کترانا" جو کہ سب انبیاء کی سنت ہے اُس کی تقبیح گویا انبیاء کی تقبیح ہوئی کیونکہ یہ اُن کی سنت ہے اور اس کی تقبیح کفر ہے۔" (توقیر العلماء ص۵)

تبصرہ! بجا فرمایا آپ نے "سنت انبیاء" کی توہین کفر ہے مگر یہ تو ارشاد فرمائیے کہ خود نبی کی توہین کرنا کیا ہے کفر یا عین اسلام؟

۴۔ "لب کترانا اور عمامہ کے نیچے کنارے کو ٹھڈی کے نیچے سے باندھنا بہت معیوب معلوم ہوتا ہے تو یہ کہنے والا کافر ہو جائے گا۔" ص۵

تبصرہ! کفر کی اسٹین گن اندھا دھند چل رہی ہے خواہ اس کے نشانے پر کسی کا بھی کلیجہ آئے۔

۵۔ "جو شخص بطور تمسخر یہ "مذاق" کے معلم کے ساتھ تشابہ اختیار کرے اور ہاتھ میں چھڑی لیکر بچوں کو مارے گویا معلم قرآن کا مذاق اڑا رہا ہے تو کافر ہو جائے گا۔" (توقیر العلماء ص۶)

تبصرہ! کسی کی آنکھ میں تنکا دیکھنے والو دیوبند کی آنکھ کا شہتیر کیوں نہیں دیکھتے؟ اگر معلم قرآن کی توہین کفر ہے تو خود جس پر قرآن نازل ہوا ان کی توہین کا انجام کیا ہے؟

۶۔ "لوگ شراب کی مجلس میں ہیں ایک شخص ان میں سے اونچی جگہ پر بیٹھ کر ہنسی مذاق کی باتیں بیان کرتا ہے اور مذکر (ذاکر اور واعظ) کی نقل اتار رہا ہے اور خود بھی ہنستا ہے اور لوگ بھی ہنس رہے ہیں تو یہ سب کافر ہو جائیں گے۔" (توقیر العلماء صـ۶)

تبصرہ! ع اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
شاہ صاحب واعظ کی وعظ کا نقل اتارنے والے اگر کافر ہو جائیں گے تو جو لوگ اپنے کو رسول خدا کے مثل کہتے ہیں ان کا انجام کیا ہوگا وہاں وصف کی مشابہت ہے اور یہاں ذات کی۔ اپنے کو رسول خدا کی مثل کہنے والوں میں لنگڑے لولے۔ اندھے کانے، شرابی جواڑی اصلی نقلی بھی ہیں

۷۔ "معلم قرآن کا استہزا کفر ہوگا۔"
(توقیر العلماء صـ۶)

تبصرہ! اب تو دیوبند اور تھانہ بھون سے کفر کی مشین گن چل پڑی ہے اسے کون روکے؟

۸۔ "واعظ بھی منجملہ علماء کے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے نائب ہیں لہٰذا

ان کی بھی اہانت انبیاء کی اہانت ہوگی اس لئے کفر ہے۔"
(توقیر العلماء ص۶)

تبصرہ! آپ حضرات سے ایسی ہی امید ہے کہ نائب رسول کو سر پہ بٹھائیے کلیجہ لگائیے مگر رسول خدا کو بڑا بھائی کہکر ان سے کاندھا ملائیے خدا ایسی سمجھ دشمن کو بھی نہ دے۔

۹۔ کوئی شخص کسی عالم کی مجلس سے واپس آیا تو دوسرے لوگوں نے کہا یہ گرجے وغیرہ سے آرہا ہے تو یہ بھی کفر ہے۔ ص۱۱

تبصرہ! کہنے کا نہیں سمجھنے کا فرق ہے۔

۱۰۔ جس کسی شخص نے کسی عالم کو عویلم کہکر یا کسی علوی کو علیوی کہہ کر پکارا یعنی صیغہ تصغیر کے ساتھ تحقیراً کہا اور مقصود اس کا استخفاف ہے تو کافر ہو جائے گا۔" ص۸

تبصرہ! حضرت ناصح ذرا یہ تو فرمائیے کہ عالم کو عویلم کہنے والا کافر ہو جائے گا مگر آقائے دوجہاں روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا جیسا بشر بڑا بھائی، مر کر مٹی میں ملنے والا اور ان کے علم پاک کو جانور، پاگل ایسا کہنے والا مسلمان رہا کہ

کافر؟

۱۱۔ "کسی شخص نے کسی عابد سے کہا جیٹھو جی بس کرو، بہت زیادہ عبادت نہ کرو جنت کے اس پار نکل جاؤ گے یا ایسا نہ ہو کر کہیں جنت سے بھی آگے نکل جاؤ تو کافر ہو جائے گا" کیونکہ یہ اس عابد کا اور اس کی عبادت کا استہزاء اور مذاق اڑانا ہے۔" صے

تبصرہ! اگر یہ تو فرمائیے اگر ایسا نمازی ہو کر تھانوی صاحب کے تصور کر لینے سے نماز میں اس کا زیادہ جی لگتا ہے اگر اسے کہا جائے تو جناب کا دار الافتاء کیا بولتا ہے۔

۱۲۔ "جس شخص نے کسی عالم کے بارے میں یہ کہا کہ اگر فلاں قبلہ یا جہت قبلہ بھی ہو جائے تو میں ان کی جانب توجہ نہیں کروں گا تو کافر ہو جائے گا۔" صے

تبصرہ! شاہ صاحب بس شاہ صاحب ہی رہ گئے اپنی شخصیت کی پوجا پاٹ کرانے کا غلو اس حد تک تجاوز ہو چکا ہے کہ وہ اس حقیقت کو بھول گئے کہ یہ تعلیق بالمحال کی مثال ہے مقصد قبلہ یا جہت قبلہ کی تنقیص نہیں ہے بلکہ شاہ صاحب سے انتہائی نفرت و بیزاری کا اظہار مقصود ہے اور اگر کھینچ تانے

مان بھی لیا جائے تو یہ عالم دین کے لئے ہوگا نہ کہ خاتم رسول اور عالم روزگار کے لئے۔

۱۳۔ "جس شخص نے کسی صالح شخص سے یہ کہا کہ تم سے ملنا میرے نزدیک سور سے ملنا ہے تو اس پر کفر کا اندیشہ ہے جب کہ اس کے اور اس کے مابین کوئی دینی یا دنیاوی جھگڑا نہ ہو۔" ص

تبصرہ! صالح اور دینی جھگڑا کی قید نے عبارت کو واضح اور بے غبار بنا دیا ہے معلوم ہوا غیر صالح یا جس سے دینی جھگڑا ہو آپ سے ایسا کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں! چلئے کچھ کہنے کی سند تو مل گئی اب آئندہ شکایت نہ کیجئے گا۔ حالانکہ ہمیں کہنا نہیں ہے۔

۱۴۔ "کوئی شخص اونچی جگہ پہ بیٹھا عالم کی نقل کرتے ہوئے اور لوگ آ آ کر بطور مذاق اور استہزاء کے اس سے مسائل دریافت کرتے ہیں پھر اس کو تکیہ وغیرہ سے مارتے ہیں اور آپس میں خوب ہنستے ہیں تو اس حرکت کی وجہ سے سب کے سب کافر ہو جائینگے۔"

ص۱۱

تبصرہ! کافر سازی کی اس طویل فہرست کے بعد اب یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ کافر

کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے۔

بریلی نے رسول خدا کے مجرموں پر کفر کا شرعی فتویٰ دیا تو ایک قیامت برپا کی گئی اور جب اپنی آبرو خطرے میں نظر آئی تو توقیر العلماء لکھ کر ساری دنیا کافر بنائی جا رہی ہے۔

۱۵۔ "کوئی عالم اپنی فقہ وغیرہ کی کتاب کسی شخص کی دوکان پر رکھ کر کہیں چلا گیا واپس آیا اور ادھر سے گزرا تو دوکاندار نے کہا کہ مولانا اپنی آری یہاں بھول گئے ہیں عالم نے کہا کہ تمہارے یہاں میں نے کتاب رکھی ہے آری تو نہیں رکھی دوکاندار نے کہا ارے ایک ہی بات ہے بڑھئی آری سے لکڑی کاٹتا ہے اور آپ لوگ اس کتاب سے لوگوں کا گلا کاٹتے ہیں یا ان کا حق کاٹتے ہیں۔ عالم نے امام فضلی سے شکایت کی انھوں نے اس شخص کے قتل کئے جانے کا حکم دیا اس لئے کی فقہ کی کتاب کا استخفاف کر کے وہ مرتد ہو گیا تھا اور مرتد کی سزا قتل ہے۔" ص۱۱

تبصرہ! جس کتاب اور جس عالم سے متعلق یہ حکم لگایا گیا ہے وہ سولہ آنہ صحیح ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ علماء دیوبند اپنی کتابوں سے ایمان کا گلا کاٹتے ہیں تو اس پر کیا حکم ہے؟ اس ذیل میں آنجناب نے اس کا اقرار کر ہی لیا کی مرتد کی سزا قتل ہے غنیمت جانئے عہد فاروقی نہیں ورنہ جناب ہی سکا

فتویٰ اور جناب ہی کا سر ہوتا۔

۱۶۔ "جس شخص نے کہا کہ شرع وغیرہ سے مجھے کچھ فائدہ نہیں اور نہ
میرے نزدیک وہ نافذ ہے تو کافر ہو جائے گا۔
(توقیر العلماء ص ۱۱)

تبصرہ! کتاب لکھنے سے پہلے ہی شاہ صاحب فیصلہ کر چکے تھے کہ آج کفر ساز
فیکٹری میں نہ تو بندوق کی کارتوس باقی رہے گی اور نہ ہی توپ کا گولہ بس
بمبارٹ کرنے سے کام۔

۱۷۔ کسی کے سامنے شریعت کا ذکر آیا اس کو سنکر اس نے قصداً
اور تکلفاً ڈکار دیا یا مکروہ قسم کی کوئی آواز نکالی جیسے کسی چیز کو برا
اور مکروہ سمجھتے ہوئے آدمی منہ بناتا ہے اور آواز نکالتا ہے اور
کہا یہ ہے شرع۔ تو کافر ہو جائے گا۔" ص ۱۲

تبصرہ! اگر عقل سلیم سلامت ہوتی تو آپ آسانی سے یہ فیصلہ کر لیتے کہ جب شریعت
کا مقام اتنا نازک ہے تو منصب رسالت و نبوت کتنا نازک ہوگا اس لئے
کہا جاتا ہے اس بارگاہ میں قدم پھونک پھونک کے رکھنا چاہئیے۔
ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر

۱۸۔ "کسی شخص سے کہا گیا اٹھ جاؤ یا آؤ چلیں مجلس علم میں اس پر اُس نے کہا یہ لوگ جو باتیں بیان کرتے ہیں کون اُن پر عمل کر سکتا ہے یا یہ کہا کہ مجھے علم دین کی مجلس سے کیا لینا۔ تو کافر ہو جائے گا۔" صـــ ۱۲

تبصرہ! جب الہ آباد کے سنیوں پر ظاہر ہو گیا کہ شاہ صاحب دیوبندی ہیں تو ان کی محفل میں جانا چھوڑ دیا اور جانے والوں کو روکنا شروع کیا بس انہیں حالات سے متاثر ہو کر توقیر العلماء لکھی گئی سنی نادانستہ فریب کھاتا ہے مگر جان بوجھ کر سانپ کی بل میں انگلی نہیں ڈالتا۔

۱۹۔ "جس شخص نے کسی سے کہا کہ علم دین کی مجلس میں نہ جاؤ اگر تم گئے تو تمہاری بیوی حرام ہو جائے گی یا اس پر طلاق پڑ جائیگی تو کافر ہو جائے گا۔" صـــ ۱۲

تبصرہ! چونکہ شاہ صاحب کی نام نہاد دینی مجلس سجائی جاتی تھی ہوش مند سُنّی نہ تو خود جاتے اور نہ ہی دوسرے سنیوں کو جانے دیتے اس لئے اس فتویٰ کا دینا ضروری تھا۔

۲۰۔ "اگر کسی نے کہا کہ ایک پیالہ ثرید کا علم سے بڑھکر ہے تو کافر

ہو جائے گا۔" صـ۱۳

تبصرہ! جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

۲۱۔ "اسی طرح سے اگر کسی نے فتویٰ کو زمین پر پھینک دیا بطور اہانت کے تو کافر ہو جائے گا۔" صـ۱۳

تبصرہ! اللہ رے خودساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ
حفظ الایمان کی کفری عبارت کا فتویٰ ناقابل قبول مگر آپ کی کفر سازنیکٹری کی ساری دنیا کو کافر بنا رہی ہے۔

۲۲۔ "جس شخص نے اہانت شریعت کی یا ان مسائل کی جن کی شریعت میں ضرورت پڑتی ہے تو کافر ہو جائے گا۔" صـ۱۳

تبصرہ! شریعت یا شرعی مسائل کی توہین کرنے والا تو کافر ہو جائے گا مگر سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والا حکیم الامت اور مصلح امت کہا جائے گا ع

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

۴۳۔ "جو شخص کسی سے تیمم کرنے پر ہنسا تو کافر ہو جائے گا۔"
ص ۱۳

تبصرہ! بس شاہ صاحب اتنا کہنا بھول گئے جو مری بات نہ مانے وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

۴۴۔ "جس شخص نے کہا کہ میں نہ حلال جانوں نہ حرام اور اس کی مراد یہ ہے کہ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے یا میں حرام کو بھی حلال اور حلال کو بھی حرام جانتا ہوں تو کافر ہو جائے گا۔
(توقیر العلماء ص ۱۳)

تبصرہ! اسے دیوبندیوں کے سوا اور کوئی نہیں کہتا دیوبندیوں کا کہنا ہے مُرغا ہو یا کوا۔ گردہ ہو یا کپورا، دیوالی کی پوڑی کچوڑی ہو یا ہندؤں کے پیاؤ کا پانی ہم حلال حرام کچھ نہیں جانتے ہیں تو کھانے پینے سے مطلب اس آئینے میں شاہ صاحب کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی تصویر نظر آئی تھی!

نوٹ! اتنی صریح اور واضح عبارات کے بعد اب اس موضوع کو طول دینا نہیں ہے ناظرین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ عالم، علم قرآن، دینی مجلس اور تیمم وغیرہ کی تنقیص کرنے والا جب کافر ہو جاتا ہے تو آقائے کائنات روحی

فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والا کیوں کر مسلمان رہ سکتا ہے؟ بلکہ اس کے کافر ہونے میں جو شبہہ کرے وہ خود کافر ہو جائے گا جس انبساط وانشراح صدر سے مذکورہ بالا حضرات کی تکفیر کی گئی ہے اسی وسعت قلب اور فراخی دل سے حفظ الایمان براھین قاطعہ اور تحذیر الناس کے مصنفین کی تکفیر کیوں نہیں کی جاتی انھیں کافر لکھنے اور کہنے میں قلم کیوں ٹوٹ جاتا ہے اور زبان میں لکنت کیوں آجاتی ہے؟ کیا صرف اس لئے کہ رسول خدا کی توہین کرنے والے آپ کے اپنے ہیں اور آپ (شاہ صاحب) کو وہابی دیوبندی کہہ کر نفرت کرنے والے اجمیر و بہرائچ کے نیاز مندوں میں تھے۔

توقیر العلماء کی اشاعت نے اس اصول کی توثیق کر دی کہ مدافعت ہر فرد وجماعت کا اپنا آئینی حق ہے بس اسی طرح بارگاہ رسالت میں علماء دیوبند کی گستاخی ودریدہ دہنی کے جواب میں علماء اہلسنت کی کتابیں جارحیت نہیں بلکہ مدافعت کی آئینہ دار ہیں انھوں نے بھی اپنا دستوری حق استعمال کیا ہے جس کو نہ کوئی چھین سکتا ہے اور نہ اس پر کوئی پہرہ بٹھا سکتا ہے البتہ علماء دیوبندیہ یہ سوال ہمیشہ باقی رہے گا کہ جو اپنے بارے میں توہین یا ایہام توہین تک کو نہیں برداشت کر سکتے وہ آقائے کائنات سید عالم روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والوں کے سامنے گونگے بہرے کیوں ہو گئے ہیں۔

ان کی گندہ وکفری عبارات کی بے محل ولا حاصل تاویل وتوجیہ سے اپنی

عاقبت کیوں برباد کر رہے ہیں کم از کم عوام سے ہی کہدیتے کہ یہ ہمارے پیشوا اور بزرگ ہیں استاد اور پیر ہیں ہمیں خاموش رہنے دو۔ تم ان کفری عبارات کی تائید وحمایت نہ کرو اگر یہ لوگ اتنا ہی کہدیتے تو یہ فتنہ ایک چھوٹے سے حلقے میں محدود رہ جاتا عام مسلمانوں میں افتراق وانتشار کی یہ آگ نہ بھڑکتی۔ اور ہمارے اتحاد واتفاق کا شیرازہ منتشر نہ ہوتا مگر یہاں کا یہ حال ہے کہ خود بھی ڈوبیں گے اور یار کو لے ڈوبیں گے آج کا مسلمان تباہی وبربادی کے جس نازک ترین دور سے گزر رہا ہے وہ ماحول تقویۃ الایمان حفظ الایمان تحذیر الناس اور براہین قاطعہ جیسی کتابوں کی اشاعت نہیں چاہتا۔ آج کا مسلمان الیاصحت مند لٹریچر چاہتا ہے جس میں مسلمانوں کے ذہن وفکر کی تطہیر کر کے انہیں خالص تعمیری ذہن دیا جائے تاکہ وہ عصری تقاضوں کو پورا کر سکیں اور اپنی نسل کے لئے ایسی شمع روشن کر دیں جو آندھیوں کی زد میں بھی سلامت رہ سکے!

آپ خود فیصلہ کیجئے۔ حفظ الایمان تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ تقویۃ الایمان جیسی کتابیں جو کفریات۔ وخرافات سے بھرپور ہیں۔ خود تقویۃ الایمان کے مصنف کو اس کا اعتراف ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کے بعد مسلمانوں میں جھگڑا ہو گا۔ آج انہیں کتابوں کی طباعت میں دیوبند کا پریس دن رات مصروف ہے۔ اگر آپ کے اگلوں سے غلطی ہو گئی تو کم از کم آپ ان غلطیوں کا ارتکاب نہ کر کے اپنے ہی کو محفوظ کر لیں میں آپ حضرات سے منصفانہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ رسول خدا کو

مسلمانوں سے گاؤں کا زمیندار اور چودھری کہلوا کر دین و دنیا کی کون سی سعادت اکٹھا کر رہے ہیں ؟۔

گریبان میں منہ ڈال کر سوچئے توحید خالص کے پرچار کا یہ کتنا بھدّا اور بھونڈا طریق کار ہے کہ سید المرسلین، شفیع المذنبین۔ محبوب کردگار احمد مختار روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حرمت سے کھیل کھیلا جائے اور اسے توحید خالص کا نام دیا جائے۔ کم از کم ابلیس لعین ہی کی بوالفضولی اور ناروا جسارت سے آنحضرات سبق حاصل کرتے وہ بھی تو بظاہر توحید خالص ہی کا ڈھونگ رچانا چاہتا تھا۔ مگر چشم زدن میں راندۂ درگاہ کر دیا گیا۔ حضرت آدم کے انکار سجدہ پر وہ نوازا کیوں نہیں گیا۔ ؟

کیا آپ اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں کہ اس انکار اور رد لب و لہجے میں محبوب خدا کی توہین ہو رہی تھی ؟ بس اس کا جواب دینا تھا کہ جلال باری نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ ایک لمحہ پہلے جو معلم الملکوت تھا اب وہی کائنات کی بدترین مخلوق ہو گیا۔ اور اب ابد الآباد تک اس پہ لعنت برسائی جائے گی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

نصیحت پذیری کے لئے یہ واقعہ بہت کافی ہے۔

توحید خالص کے پرچار میں ابلیس لعین کی جسارت اور ڈھٹائی ہی نہ دیکھئے بلکہ اسی کے مقابل سنۃ الٰہیہ پہ غور کیجئے کہ محبوب خدا کی توہین ہ

تنقیص کرنے والے کا انجام کیا ہوتا ہے۔ خدا وحدہ لا شریک کے اس فیصلے نے واضح کر دیا کہ جس طرح غیرت باری یہ گوارا نہیں کرتی کی اس کی ذات وصفات میں کسی دوسرے کو شریک کیا جائے اسی طرح اس کی محبوب نوازی و بندہ پروری بھی یہ پسند نہیں کرتی کہ اس کے محبوبوں کی بارگاہ میں اکڑ بھوں بگھاری جائے۔ اور جب کسی گستاخ و دریدہ دہن نے ایسی حماقت کی ہے تو جلال باری نے ایسے روسیاہ کو ہمیشہ کے لئے مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا ہے چنانچہ کوہ صفا پہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب کفار مکہ کو اسلام کی دعوت دی تو ابولہب نے غیض وغضب میں یہ کہا تھا۔ تبالک سائر الیوم الھذا جمعتنا جس کا ترجمہ یہ ہے تو برباد ہو جا کیا ہم کو اسی بات کے لئے جمع کیا تھا بس اسی بنیاد پر سورہ تبت یدا نازل ہوئی چنانچہ صحیحین میں اس کی شان نزول یہی بتائی گئی ہے ا خداوقدیر فرماتا ہے۔ تبت یدا ابی لھب وتب یعنی ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے غور کرنے کا مقام ہے ابولہب نے بس ایک ہی مرتبہ کہا تھا مگر خداء ذوالجلال نے ایسی سورہ نازل فرمائی کہ روز انہ لاکھوں لاکھ مسلمان سورہ تبت یدا کی تلاوت کر کے ابولہب کی ہلاکت و بادی کی بددعا کرتا ہے اور اسی ذیل میں سنت الٰہیہ کی یاد تازہ کرتا ہے کہ اگر اس کے محبوب کی کسی ظالم روسیاہ بدباطن نے ایک بار بدگوئی کی ہے تو قدرت نے کروڑوں مسلمانوں کو اس پر مسلط کر دیا ہے اس کے دردناک عذاب کو دہراتے رہیں تاکہ اللہ کے بندے اس سے عبرت و موعظت حاصل کر سکیں

میں یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ دیوبند نے کبھی اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی کہ ابولہب نے تو ایک ہی بار کہا اب روزانہ سورہ تبت یدا کیوں پڑھی جارہی ہے؟ یہیں سے ایک ضابطہ سمجھ میں آگیا جب محبوب کو کوئی برا کہتا ہے تو جواب محبوب نہیں محب دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں اس کی ایک دو نہیں متعدد نظیریں اور مثالیں ہیں۔ مثلاً اگر کسی دریدہ دہن نے سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ، مجنون، کہدیا تو اس کے جواب میں خداوند قدوس نے فرمایا ن والقلم وما یسطرون ما انت بنعمۃ ربک بمجنون۔

رب نے یہ ارشاد فرما کر اپنے محبوب کو تسلی دی۔ ایسے ہی سورہ والضحیٰ سورہ کوثر وغیرہ بہت سی سورتیں و آیات سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی طمانیت وتسکین کے لئے نازل کی گئیں۔ اس مقام پر اگر فکر بلند وذہن رسا سے کام لیا جائے تو یہ دستور سمجھ میں آتا ہے کہ عہد رسالت نزول وحی کا دور تھا اس وقت اگر کسی دریدہ دہن نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کی تو خداوند وحدہ لاشریک نے جواب دیکر دعویداران محبت وعاشقان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شاہراہ متعین کردی کہ سلسلہ نزول وحی ختم ہونے کے بعد اگر کوئی میرے محبوب کی بارگاہ میں گستاخی کرے تو اس عہد کے خوش عقیدہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ زبان کا جواب زبان سے اور قلم کا جواب قلم سے دیکر سنت الٰہیہ کی یاد تازہ کریں اور شاتمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جرأت بےجا کو اپنی غیرت محبت کے حق میں کھلا ہوا چیلنج تصور کریں

اس لئے آج کے دور میں اگر علماء اہلسنت، علماء دیوبند کی توہین آمیز عبارات کا جواب دے رہے ہیں تو ان پر الزام فساد نہیں کیوں کہ وہ نہ صرف مدافعت کر رہے ہیں بلکہ سنت الہیہ کی ادائیگی کی بھی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

علماء دیوبند سے ہماری آخری گذارش ہے کہ اگر ان کی قوم و جماعت میں کچھ ایسے افراد ہوں جو انبیاء و رسل کو الہ وجود کا درجہ دیتے ہوں تو ان کی تطہیر ذہن کے لئے ایسے مفید لٹریچر شائع کئے جائیں جس میں تصور الہ کے خد و خال کچھ اس طرح اجاگر کئے جائیں کہ توہین نبوت کا شائبہ تک نہ آنے پائے۔

چہ جائیکہ آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے علم مبارک کو جانور و پاگل۔ مجنوں ایسا کہہ کے اپنی عاقبت تو برباد کی جائے دوسروں کو اپنا ہم عقیدہ بنا کر انھیں بھی جہنم کا ایندھن بنایا جائے مسلمانوں کو شراب اور جوا سے بچانا سینما اور دوسری برائیوں سے دور رکھنا انھیں نمازی اور پرہیزگار بنانا یہ سب اچھے بھلے کام ہیں مگر یہ تو فرمائیے کہ مسلمانوں سے یہ کہلوانا کہ نماز میں رسول خدا کے خیال لانے سے نماز جاتی رہے گی سرور کونین مر کر مٹی میں مل گئے ان کا علم جانور پاگل ایسا ہے وہ زمیندار اور چودھری جیسے ہیں اس میں مسلمانوں کے ساتھ کون سی خیر خواہی ہے وقت کے جو تقاضے ہیں اُسے تو آپ پورا نہیں کرتے البتہ اپنے مکروہ و گندہ اور کفری عبارات کی اشاعت سے مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر رہے ہیں خدارا مسلمانوں پر ترس کھائیے اور انبیاء و اولیاء کی بارگاہ کے جو نیازمند

ہیں اپنی خانہ ساز تقویتہ الایمانی توحید کا غلط سہارا لیکر ان کے ایمان و عقیدے پر دن دھاڑے ڈاکہ نہ ڈالئے!

ہم اس ملک میں ایک کھلی ہوئی کتاب ہیں اجمیر و بہرائچ ہم رات کی تاریکی میں نہیں بلکہ دن کے اُجالے میں جاتے ہیں۔

مجھے روک سکتا ہے کوئی تو روکے
کہ چھپ کر نہیں بر ملا جا رہا ہوں

اب توقیر العلماء کی روشنی میں آپ کو اپنا آخری فیصلہ کرنا ہے کہ کافر کو بھی کافر نہ کہا جائے یا کافر کو کافر ہی کہا جائے؟

اللہ رے بتوں کی تلون مزاجیاں
ہاں ہاں گھڑی میں ہے تو گھڑی میں نہیں نہیں

چھٹا باب

علمائے دیوبند کی چند منتشر واہم عبارات پر ایک طائرانہ نگاہ

جنوں کو خود نہیں معلوم اپنی کارفرمائی
ہوا کیا آستینوں کو گریبانوں پہ کیا گزری

بریلی والوں کے پیچھے
دیوبندیوں کی نماز ہو جاتی ہے

حوالہ ملاحظہ فرمائیے ــــــــــ

"ایک شخص نے "مولانا تھانوی" سے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ فرمایا۔ ہاں" ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں۔" مجالس الحکمت (ص ۲۱۵)

آواز دو ارشاد کو ارشاد کہاں ہے۔

دیوبند کے مبلغ دکمیشن ایجنٹ مولانا ارشاد احمد جنھیں شہرت پسندی کے جذبے نے عقل و خرد کا دیوالیہ بنا دیا ہے انھیں چاہیئے کہ وہ اس حق بولتی عبارت کو حرز جاں بنائیں اور اپنی یاوہ گوئی سے باز آئیں۔ ہو سکے تو دیوبند کے صدر دروازے پر اسے کندہ کرا دیں۔

معلوم ہوا بریلویوں کے پیچھے دیوبندیوں کی نماز ہو جاتی ہے مگر دیوبندیوں کے پیچھے بریلویوں کی نماز نہیں ہوتی۔ لہذا مسئلہ امامت میں جہاں کہیں بھی اختلاف ہو وہاں بریلوی امام متعین کیا جائے چونکہ دونوں کی نماز اس کے

پیچھے ہوجائے گی اختلاف ختم کرنے کا مناسب اور منصفانہ طریقہ یہی ہے۔

(وہابی بے ادب کو کہتے ہیں)

حوالہ ملاحظہ فرمائیے

"تھانوی صاحب بدعتی کے معنی ہیں با ادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان"

(افاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۹

و جلد سوم صفحہ ۲۶۶)

پتہ نہیں قلم پھسل گیا یا زبان پھسل گئی کچھ بھی ہو بولے ہیں مگر سچ نہیں اپنے اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں اس کا تو اقرار کر ہی لیا کہ وہابی بے ادب کو کہتے ہیں اس کا فیصلہ تو آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ ایمان و ادب میں چولی دامن کا رشتہ ہے یا بے ادبی سے ایمان کا بے جوڑ پیوند ہے۔

اب آنے والا حوالہ ملاحظہ فرمائیے جس سے مولانا تھانوی کی سرشت و فطرت کا صحیح اندازہ ہوگا۔

ساری دُنیا کو وہابی بنانے کا پروگرام

حوالہ ملاحظہ فرمائیے

تھانوی صاحب "اگر مرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔"
(افاضات الیومیہ جلد سوئم صہ ۶۷)

ابھی گذشتہ حوالے میں آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا کہ مولانا تھانوی بے ادب کو وہابی کہتے ہیں۔ اب اس ذوق کو داد دیجئے کہ مولانا تھانوی کو بے ادبی اس حد تک محبوب و پسندیدہ ہے کہ تنخواہ دے کر ساری دنیا کو وہابی بنانا چاہتے تھے۔ ان کی زندگی میں آرزو تو نہ پوری ہو سکی مگر مولوی الیاس کاندھلوی بانی تبلیغی جماعت نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ امراد کی تنخواہیں متعین کر کے پورے ملک میں اس کا جال بچھا دیا۔ ریاکاری کا عالم یہ ہے کہ چنا ستو ساتھ میں مگر سب کے سب تنخواہ دار ملازم ہیں گویا بے ادب بنانے کی ایک مکمل سازش کا دوسرا نام تبلیغی جماعت[۱] ہے!

[۱] خدا کا شکر ہے آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت میدان عمل میں اتر گئی ہے اور تدریجاً اس کا کام آگے بڑھ رہا ہے اور سُنی دنیا اسے ایک عوامی تحریک بناتی جا رہی ہے رب کریم ہماری تائید غیبی فرمائے آمین۔

صحیح عقائد مدار نجات ہیں

حوالہ ملاحظہ فرمائیے ____

شاہ عبدالرحیم دہلوی	"صحیح عقائد مدار نجات ہیں اعمال مدار نجات نہیں ہیں" (اصول دعوت و تبلیغ ص۴۲)

شاہ عبدالرحیم دہلوی جو تبلیغی جماعت کے سرگرم رکن رہ چکے ہیں ان کا ارشاد آپ نے ملاحظہ فرمایا اب مولانا تھانوی کے خلیفہ شاہ وصی اللہ صاحب فتحپوری سے ملاقات کیجئے!

شاہ وصی اللہ صاحب خلیفہ تھانوی	ایک سرخی۔ عمل سے زیادہ ایمان کا اہتمام کرنا چاہئے۔ "چنانچہ عمل میں بالفرض اگر کچھ خامی اور کمی بھی رہ جائے تو کام چل جائے گا لیکن ایمان کی کمی تو نہیں پوری کی جا سکتی! الخ۔" (توقیر العلماء ص۱۸)

مندرجہ بالا حوالے جات کی روشنی میں تبلیغی جماعت سے مطالبہ کیا جائے

کہ جب آپ کے اکابر کا یہ کہنا ہے عمل سے زیادہ ایمان کا اہتمام کیا جائے اور صحیح عقائد مدار نجات ہیں اعمال مدار نجات نہیں تو آپ حضرات ایمان وعقیدے کی تبلیغ کیوں نہیں فرماتے ؎

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

کیا ایمان وعقیدے کی تلقین صرف دلّی کے چلّہ خانے میں ہوتی ہے؟ اب ہمارے عوام کی ذمہ داری ہے کہ جہاں کہیں تبلیغی وفد مل جائے انھیں شاہ وصی اللہ صاحب فتحپوری اور شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی کی کتابوں کا حوالہ دیکر ان سے ایمان وعقیدے کی تشریح کرائی جائے چونکہ یہ دونوں حضرات مولوی الیاس کاندھلوی ہی کے ہم مشرب وہم مسلک ہیں ملک کے تمام ہی مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ آخر کس تبلیغی جماعت اپنے دورے میں ایمان وعقیدے کی تشریح کیوں نہیں کرتی؟ ایمان وعقیدے کے لئے دلّی کا فرضی چلّہ خانہ ہے کیوں متعین کیا گیا ہے۔

(کافر کو کافر ہی کہا جائے)

کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے"........

حوالہ ملاحظہ فرمائیے ______

مولانا رشید احمد گنگوہی: "مگر بھائی شریعت کا حکم ہے کہ کافر کو کافر کہو اس نے بندہ کو تعمیل میں عذر کیا جس پر علامت کفر دیکھیں گے ہم تو اسے کافر سمجھیں گے اور کافر ہی کہیں گے"۔
(تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۱۹۶)

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے ______

مولانا مرتضیٰ حسن دربھنگی: "جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے"۔
(اشد العذاب ص ۱۳)

علماء دیوبند کے اسٹیج سے اکثر یہ بات کہی جاتی ہے کہ کافر کو بھی کافر نہ کہو اس بے تکے اعلان کے حسب ذیل چند فوائد ہیں۔

۱۔ اس اعلان کے بعد عوام کو یہ فریب دینا چاہتے ہیں کہ ہم تو کھلے
کافر کو بھی کافر نہیں کہتے مگر سُنّی حضرات ہم جیسے لمبی ڈاڑھی والوں کو بھی
کافر کہتے ہیں گویا بھیگی بلّی بن کر وہ اپنے حق میں رائے عامہ کو ہموار
کرنا چاہتے ہیں مگر خدا کا شکر ہے کہ ہوش مند و دانشور سنیوں نے
لمبی داڑھی کے ساتھ ان کے دل کا چور بھی پکڑ لیا ہے اس لئے اب
ان کا داؤں پیچ نہیں چل پاتا علاوہ ازیں اس اعلان سے علماء دیوبند
دوسرا فائدہ یہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

۲۔ کہ اگر عوامی ذہن نے اس ضابطے کو قبول کر لیا کہ کافر کو بھی کافر نہیں
کہنا چاہئے تو دیوبندی جی بھر کے توہین نبوت بھی کرتا رہے گا مگر با ایں ہمہ
اُسے مسلمان ہی کہا جائے گا تنقیص رسالت اور توہین نبوت کو عام
کرنے کا یہ ایک چور دروازہ ہے۔ خدائے قدیر تمام مسلمانوں کو
اس فتنے سے محفوظ و مامون رکھے آمین۔

سیدنا امام احمد رضا عاشق رسول تھے

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

حوالہ ملاحظہ فرمائیے ـــــــــــ

مولانا تھانوی : "ممکن ہے ان" مولانا احمد رضا خاں " کی مخالفت کا سبب واقعی حُبِّ رسول ہی ہو"
(اشرف السوانح حصہ اوّل ص ۱۲۹)

رگڑا جھگڑا کرتے کرتے کسی نیک ساعت میں دل کا دروازہ کھل گیا اور ایک حق بات زبان پر آہی گئی۔ گویا یہ بھی اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی ایک کھلی ہوئی کرامت ہے مندرجہ بالا عبارت اپنی بھرپور توانائیوں سے پکار رہی ہے کہ فاضل بریلوی کا اختلاف کسی اقتدار یا معاصرانہ خلش کے تحت نہیں تھا بلکہ علماء دیوبند کی توہین آمیز عبارتیں اتنی ہی دل آزار تھیں کہ اس پر کسی عاشق رسول کا محاسبہ و مواخذہ ایک امر ناگزیر تھا۔

چنانچہ یہی وہ داعیہ ہے جس نے مولانا تھانوی کو یہ کہنے پر مجبور کیا کہ ہو سکتا ہے مولانا احمد رضا خانصاحب کی مخالفت کا سبب حبِ رسول ہی ہو۔

اس حق بولتی عبارت سے دیوبندیوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ خود مولانا تھانوی سیدنا امام احمد رضا کو محب رسول سمجھتے تھے۔

مولانا محمد زکریا اور مولانا منظور نعمانی وہابی ہیں

چمن میں کانٹے بھی رکھتے ہیں اک مقام اے دوست
فقط گلوں سے ہی گلشن کی آبرو تو نہیں

حوالہ ملاحظہ فرمایئے

مولانا منظور نعمانی ..."اس کے ساتھ ہم نے یہ بھی عرض کیا کہ اور اگر ایسا نہ ہوا تو تھوڑے دنوں بعد یہ سارا مجمع منتشر ہو جائے گا اور خود ہم اپنے بارے میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں ہمارے لئے اس بات میں کوئی خاص کشش نہیں ہوگی کہ یہاں حضرت کی قبر مبارک ہے یہ مسجد ہے جس میں حضرت نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ حجرہ ہے جس میں حضرت رہا کرتے تھے۔"

(سوانح حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی ص ۱۹۱ / ۱۹۲)

مولوی الیاس کاندھلوی کے مرض الموت میں مولانا منظور نعمانی کی جو گفتگو مولانا

زکریا سے ہوئی تھی اس میں نعمانی صاحب نے یہ کہا تھا اب مولانا زکریا کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ ۳

مولانا محمد زکریا

"مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے حجرہ کے در و دیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ا۔"

سوانح حضرت مولانا محمد یوسف صہ ۱۹۲

مولانا زکریا اور مولانا منظور نعمانی تبلیغیوں کے سرخیل جماعت اور مقتدا د پیشوا ہیں لہٰذا جہاں کہیں بھی تبلیغی جماعت مل جائے تو ان حوالے جات کی روشنی میں آپ ان سے دریافت فرمائیں کہ آپ کے پیشوا تو وہابی ہیں فرمائیے آپ لوگ اپنے کو کیا کہتے ہیں؟ نماز روزہ کی بات تو بعد میں ہوگی پہلے یہ فیصلہ ہو جانا چاہیئے کہ آپ لوگ بھی وہابی ہیں یا نہیں؟ اور مولانا تھانوی کے حوالے سے یہ ثابت ہو چکا کہ "وہابی" بے ادب کو کہتے ہیں لہٰذا کھلے لفظوں سے کہہ دیجئے کہ بفضلہ تعالیٰ ہم لوگ بارگاہ رسالت کے ادب آشنا ہیں اور ہمارا سینہ عشق رسول کا مدینہ ہے آپ لوگ اپنی بے ادبی کا ٹوکرا سہارنپور، دیوبند تھانہ بھون وغیرہ لیکر چلے جائیے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایسا سنجیدہ اور مسکت جواب ہوگا کہ سنتے ہی تبلیغیوں کے کلیجے کا خون پانی ہو جائے گا۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی ظالم، باغی، خونخوار، فاسق تھا

آج یہ کیسا انقلاب آیا
آپ کی، اور اشکبار آنکھیں

حوالہ ملاحظہ فرمائیے ——————

مولانا حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں: "صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداً تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنّت وجماعت سے قتل وقتال کیا اور ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا کیا ان، اہلسنت، کے قتل کو باعث ثواب ورحمت کا شمار کرتا رہا اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی وبے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کے تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم، باغی، خونخوار

فاسق شخص تھا" (الشہاب الثاقب ص۵۰)

مولانا ٹانڈوی کی مندرجہ بالا عبارت انگریزی یا سنسکرت زبان میں نہیں ہے شب و روز کی مستعمل ہندوستانی زبان ہے اس کے سمجھنے کے لئے ڈکشنری اور لغت کی ضرورت نہیں ہے۔ بطور نتیجہ ایک ہی سانس میں مولانا ٹانڈوی نے "محمد بن عبدالوہاب نجدی" کو ظالم، باغی، خونخوار فاسق سب کچھ کہہ ڈالا۔

یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں مولانا ذکریا مولانا منظور نعمانی اور تمام وہابیوں کا چہرہ دیکھا جا سکتا ہے حتیٰ کہ مولانا تھانوی کو بھی لوگ وہابی سمجھتے تھے۔

حوالہ ———

مولانا تھانوی "گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھکو وہابی کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص وہابی ہے اس کے دھوکہ میں مت آنا۔"

(تذکرۃ الرشید جلد اول ص۱۳۵)

گویا مولانا تھانوی کو بہت سے علماء اور عوام و خواص بے ادب سمجھتے تھے۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم مالک عالم ہیں

؎ مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا محمود حسن صدر دیوبند۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لئے ہبہ کا جواز باین معنی ہے کہ آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم اگر کوئی صاحب پوچھیں گے اور فہیم ہوں گے تو شاید ہم اس بات کو آشکارا بھی کر دیں القصہ آپ اصل میں مالک عالم ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عدل وجبر آپ کے ذمہ واجب نہ تھا۔"
(ادلہ کاملہ معروف بہ اظہار الحق صـ۹)

سچ فرمایا سیدنا امام الکبیر امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے

؎ میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب
کیونکہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اس کے برعکس اسماعیلی شریعت ملاحظہ فرمائیے

حوالہ ——————

مولوی اسمٰعیل دہلوی	"اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔" (تقویۃ الایمان ص۳۹)

اسی تضاد کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ دیوبندی بولتے ہیں سمجھتے نہیں!

(وسیلہ درست ہے)

محبت میں اڑائی خاک یوں اہل محبت نے
اٹھا کے آسماں پر کوئے جاناں کی زمیں رکھدی

حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ ——————

مولانا تھانوی	"دعا سے مدد فرمائیے مواعظ پر حضور نے اپنی خوشنودی کا مژدہ ارشاد فرمایا میں سچ عرض کرتا ہوں کہ حضور کی رضا کو دلیل قبول و وسیلہ نجات سمجھتا ہوں خدا کرے صدور خطا پر بھی حضور ہم خدام سے کبھی ناخوش نہ

نہ ہوں بلکہ تنبیہ فرمادیں۔" (تذکرۃ الرشید جلد اوّل ص۱۲۷)

مولانا تھانوی گنگوہی صاحب کی رضا کو وسیلہ نجات سمجھتے تھے۔

ع ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہیں

اب مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کو تھانوی صاحب کی بارگاہ میں دیکھئے

حوالہ

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی "واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پیر دھو کر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے۔" (تذکرۃ الرشید حصہ اوّل ص۱۱۳)

اب اس آئینے میں دیوبندیت کی مکروہ وگندہ صورت دیکھ کر ان سے مطالبہ کیجئے کہ اگر گنگوہی کی رضا اور تھانوی کے پاؤں کا دھوون وسیلہ نجات ہو سکتا ہے تو حضرت غوث الاعظم و خواجہ خواجگان چشت، امام حسین، علی مرتضیٰ امیر المومنین فاروق اعظم و سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو وسیلہ بنانے پر دیوبندیت چراغ پا کیوں ہوتی ہے۔ اگر گنگوہ و تھانہ بھون کے نا تمام رسول کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے تو انبیا اور رسل کو تو بدرجہ اولیٰ وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔

ساتواں باب

دیوبندی بولتے ہیں . . . . مگر سمجھتے نہیں!

وقت کے دانشوروں کے تخالف و تضاد کا تنقیدی جائزہ

؎ فتنہ اُٹھے ہے کس طرح ، اُٹھ کے ذرا دکھا کر یوں
حشر بپا ہو کس طرح ، چل کے ذرا بتا کر یوں

؎ بہ گمان خویش

تنقیدی جائزہ

یارب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل اُن کو جو نہ دے مجھکو زباں اور

اسی ایک عنوان کے لئے میں نے قلم اٹھایا تھا مگر بات بڑھتی گئی اور سلسلہ گفتگو دراز سے دراز تر ہوتا گیا۔ زیر مطالعہ کتاب میں جہاں علمی مضامین ہیں وہیں واقعات وحکایات کی رنگا رنگی بھی ہے۔ نقد ونظر کی زمین سنگلاخ ہی نہیں بلکہ اسے انتہائی خشک موضوع تصور کیا جاتا ہے بایں ہمہ میں نے اسے قابل قبول بنانے کی کوشش کی ہے مگر کامیابی وناکامی کا فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔

میں نے اس باب میں علماء دیوبند کی عبارات واقوال کے کچھ ایسے شواہد پیش کئے ہیں جس سے آپ اس حقیقت کا اعتراف کرسکیں گے کہ یقیناً یہ حضرات بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

چنانچہ آپ اس کا تجربہ اس طرح کیجئے کسی بھی دیوبندی سے کہئے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے تو وہ ہرگز یہ نہ کہے گا کہ مجھ سے سمجھ لیجئے بلکہ برجستہ آپ ہی سے مطالبہ کریگا کہ مجھے سمجھا دیجئے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اگر وہ سمجھے ہوتا تو

سمجھنے کی درخواست کیوں کرتا یہی وجہ ہے جب مناظروں میں دیوبندی مناظرے حفظ الایمان کی عبارت کا بے غبار مفہوم دریافت کیا جاتا ہے تو دیوبندی مناظر ادھر اُدھر کی آئیں بائیں شائیں ہانکے گا مگر اصل عبارت کو چھونا نہیں چاہتا محض اس خوف سے کہ اس عبارت کے قریب آئے نہیں کہ ہمارا بھانڈا پھوٹا لوگ اک زبان ہو کر کہنا شروع کر دیں گے کہ دیوبندی بولتا ہے مگر سمجھتا نہیں اس باب میں جو شواہد پیش کئے جائیں گے حسب ضرورت اس کے سیاق وسباق اور موقع ومحل وغیرہ کی تشریح کر دی جائے گی تاکہ اصل مفہوم کے سمجھنے میں ناظرین کو زحمت ودشواری نہ ہو۔ مثلاً لکھنؤ کے کوئی شاعر موم بتی کی روشنی میں کچھ لکھ پڑھ رہے تھے اچانک پروانوں نے روشنی پر حملہ کیا موم بتی بجھ گئی، پروانے جل گئے اور کمرے پر اندھیرا چھا گیا جس سے متاثر ہو کر شاعر نے برجستہ شعر کہا۔

الٰہی آگ لگ جائے اس ذوق محبت کو
جلے کوئی[۱] مرے کوئی[۲] اندھیرا میری محفل میں

موقع محل نہ معلوم ہو تو محض ایک شعر ہے لیکن موقع محل معلوم ہو جانے کے بعد شعر بھی ہے اور حکایت بھی۔ بس ایسے ہی ہم اپنے دعوے کی دلیل میں جو شواہد پیش کریں گے حسب موقع ہم اس کی ہلکی پھلکی تشریح بھی کر دیں گے تاکہ ہر ذہن آسانی سے اُسے قبول کر سکے!

---

۱ شمع جلی ۲ پروانہ مرے

البتہ ! یہ واضح ہے کسی بھی اصول اور ضابطے کو سمجھانے کے لئے چند مثالیں بہت کافی ہوتی ہیں یہ کچھ ضروری نہیں کہ اس پر مستقلاً کوئی کتاب ہی لکھی جائے۔ بس اسی طرح میں اس کا مدعی ہوں کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں لہذا اس دعوے کی دلیل میں چند مثالوں کا پیش کر دینا کافی ہے اب آپ آنے والی مثالوں کے لئے اپنا ذہن حاضر کر لیجئے !

(لفظ وہابی کی بحث)

ا۔ دنیا کی ہر قوم اپنی قومی وخاندانی شرافت ، نام ونسب کی وجاہت اور مسلک وعقیدے کی عظمت وبرتری پر فخر کرتی ہے سید زادے ، شیخ زادے ، ملک زادے ، خان زادے یہی چاہتے ہیں کہ انھیں سید شیخ ، ملک ، اور خان ہی کہا جائے حنفی اپنے کو حنفی کہلاتا ہے۔ شافعی یہی چاہتا ہے کہ اسے شافعی کہا جائے۔ قادری ، چشتی اپنے کو قادری چشتی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ عبد الماجد اور مختار احمد یہی چاہتے ہیں کہ انھیں عبد الماجد اور مختار احمد کہا جائے مگر خدا کی اس پھیلائی زمین پر " وہابی " ایک ایسا نام ہے کہ " وہابی " بھی اپنے کو وہابی کہنا اور کہلوانا پسند نہیں کرتا اجمل کا ایک بہت ہی سادہ اور پر معنی شعر ہے۔

وہابی سے پوچھو کہ تو ہے وہابی
تو فوراً کہے گا نہیں تو " نہیں تو

نہیں تو نہیں تو کی تکرار نے شعر میں جان ڈال دیا ہے لیکن اس کی
نہیں تو نہیں تو نے واضح کر دیا کہ وہ بول رہا ہے مگر سمجھ نہیں رہا ہے۔
اس لئے کہ اگر وہ سمجھتا کہ مرے انکار سے وہابیت کی کتنی مکروہ و گندہ تصویر
کا تصور ہوگا تو وہ ہرگز ،، نہیں تو نہیں تو نہ کہتا ،، لہٰذا یا تو وہابیت بغیر سمجھے قبول
کر لی گئی یا اپنی ناسمجھی سے اپنے کو وہابی کہنا نہیں چاہتا۔ بہر نوع یہ الزام
سر پہ باقی رہتا ہے کہ یا قوم بولتی ہے مگر سمجھتی نہیں۔

نوٹ :۔ اب دھیرے دھیرے ان میں دو پارٹی ہو گئی ہے بعض بعض
لوگ دبی زبان سے اپنے کو وہابی کہنے لگے مگر ایک بہت بڑا طبقہ ابھی اپنے
کو وہابی کہنے میں شرماتا ہے۔ خود اکابر دیوبند میں دو گروپ ہیں کسی نے محمد
بن عبد الوہاب نجدی کو متبع سنت کہا اور کسی نے ظالم، خونخوار باغی لکھا
اور یہ ان کی کوئی نئی رسم و راہ نہیں ہے بہت پرانی ادا ہے۔

نام کی بحث

ایسے ہی اگر تقریر میں دیوبندی علماء کا نام لے لیا جائے تو دیوبندی
عوام برہم ہو جاتے ہیں ارے صاحب یہ تو ہمارے عالم کا نام لے رہے
ہیں۔ کیوں صاحب یہ نام کس لئے رکھا گیا؟ چھاپنے کے لئے یا چھپانے کیلئے
علاوہ ازیں کوئی اپنا نام تو خود رکھتا نہیں (بجز شعراء کے) وہ بھی نام نہیں تخلص
شعراء کرام ضرورت شعری کے تحت اپنا ہلکا پھلکا چھوٹا موٹا سا تخلص رکھ لیتے

ہیں ورنہ ایک مصرع کے برابر تو نام ہی ہو جائے گا معلوم ہوا کہ ماں باپ رکھتے ہیں یا اعزا اقربا وغیرہ لہٰذا اگر نام لینا جرم ہے تو سچ سچ بتایئے کہ نام لینے والا مجرم ہے یا نام رکھنے والا؟ اس لئے اگر نام لینے پر آپ برہم ہیں تو ہمیں کہہ لینے دیجئے کہ آپ بول رہے ہیں مگر کچھ نہیں رہے ہیں۔

آئندہ را احتیاط کے تحت اب ایسا کیجئے آئندہ جو اولاد پیدا ہو اور وہ عالم[1] ہونے والی ہو تو اس کا نام ہی نہ رکھئے گا لوگ خود اپنے مذاق کے مطابق کوئی نہ کوئی نام رکھ ہی لیں گے کم از کم "مولانا کچھ نہیں" تو سبھی کہہ لیں گے" اور اتنے ہی پر بس نہیں اگر حسب ضرورت علماء دیوبند کا نام لے لیا جائے تو دیوبندی عوام یہ کہتے ہیں کہ تقریر نہیں ہو رہی ہے بلکہ مولانا گالی بک رہے ہیں یہ بھی ایک ہی رہی اگر مولانا کا نام ہی گالی ہے تو نام بدلوا دیجئے الزام ہمارے سر کیوں؟

ل منکرین علم غیب پر ایک لطیف طنز ہے

(حوالے جات کی بحث)

بالکل اسی طرح اگر سُنّی علماء اپنی تقریروں میں علماء دیوبند کی عبارات کا حوالہ دیدیتے ہیں کہ حفظ الایمان میں یہ ہے براہین قاطعہ میں ایسا ہے اور تحذیر الناس کی یہ عبارت ہے تو اک زبان ہو کر دیوبندی عوام یہ کہتے ہیں کہ مشتاق نظامی تقریر کرنے نہیں آیا فساد مچانے آیا ہے قربان جائیے۔

ع اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

تین گھنٹہ کی تقریر میں اگر علماء دیوبند کی کتابوں کا نام نہ لیا جائے تو ہمارا حریف بھی ہمیں خطیب و مقرر کہتا ہے لیکن اگر بھولے بھٹکے بھی حفظ الایمان یا تقویۃ الایمان کا نام آگیا تو ہم بہت بڑے فسادی ہو گئے!

معلوم ہوا جناب! بول رہے ہیں مگر سمجھ نہیں رہے ہیں گویا یہ کہکر دیوبندیوں نے خود اس کا اعتراف کر لیا کہ سُنّی علماء کی تقاریر میں فساد نہیں ہے بلکہ علماء دیوبند کی کتابوں میں فساد ہے اس لئے کہ کتابوں کا نام لینے ہی سے ہمیں فسادی کہا جاتا ہے اسی کو کہتے ہیں جادو وہ ہے جو سر چڑھ کے بولے لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ اپنی کتابوں کا فساد دور کر دو خود ہی اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ ورنہ ہم برابر یہ کہتے رہیں گے کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں"

لہ ورنہ ہمیں اپنے علماء کے نام لینے اور کتابوں کے حوالے جات پیش کرنیکی اجازت دو۔

۴-

یارسول اللہ کی بحث

پھر کہا اسکو کہتے ہیں گنہگاروں نے محشر میں
خدا کے سامنے تم کو پکارا یا رسول اللہ

خوش عقیدہ مسلمان جب یارسول اللہ کہتا ہے تو دیوبندی عوام و خواص سنیوں پر ایک الزام یہ بھی لگاتے ہیں کہ اس پارٹی نے "اللہ" کہنا چھوڑ دیا بس رسول ہی رسول کہتے ہیں عقل پہ پتھر پڑنا اسی کو کہتے ہیں اجی جناب جو صرف "یااللہ" کہتا ہے اس نے تو رسول کا نام چھوڑ دیا مگر جو "یارسول اللہ" کہتا ہے وہ اللہ اور رسول دونوں ہی کا نام لیتا ہے اپنا تو حال یہ ہے کہ

دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے
ہاتھ اپنے دونوں نکلے کام کے

اس واضح اور کھلی حقیقت کے بعد بھی کیا ہم یہ نہیں کہہ سکتے! کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

---

[1] یارسول اللہ کہنے پر ان کے سوال کا یہ ایک رُخ ہے۔

۵۔ (دُور اور حضور کی بحث)

آیئے ان کی بوکھلاہٹ اور جھنجھلاہٹ کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے خوش عقیدہ مسلمان جب محفل میلاد شریف میں یا نبی سلام علیک ، یا رسول سلام علیک پڑھتا ہے تو گلے کی رگیں پھلا کر ہر دیو بندی یہی کہتا ہے کہاں کلکتہ و بمبئی اور کہاں مدینہ ؟ مدینہ تو بہت دُور ہے۔ کہیں دور والے کو یا کے ذریعہ مخاطب کیا جاتا ہے۔ لیکن یہی حضرات اپنی تقریروں میں کہتے ہیں حضور نے فرمایا جس سے مراد سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اب اُن سے دریافت کیجئے کہ جو نبی ہمارے سلام میں دور ہے وہ آپ کی تقریر میں حضور کیسے ہو گیا دور ہیں تو حضور نہیں حضور ہیں تو دور نہیں کیا اس کے بعد بھی شبہہ باقی رہ جاتا ہے کہ دیو بندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں! وہ کسی اور کا نبی ہو گا جو دور ہو گا ہمارا نبی تو ہماری جان سے زیادہ قریب ہے اپنا تو حال یہ ہے

تم مخاطب بھی قریب بھی ہو
تم کو دیکھیں کہ تم سے بات کریں

---

۵ نکات علمی جو صنعت لفظی کے تحت ہے

۶۔

حد سے بڑھانے کی بحث

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا بس تری پہچان یہی ہے

علماء اہلسنت کی تقریر و تحریر پر علماء دیوبند ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ یہ لوگ رسول کو خدا سے بڑھا دیتے ہیں "معاذ اللہ"

سچ ہے! بول رہے ہیں مگر سمجھ نہیں رہے ہیں غور کرنے کا مقام ہے کہ کسی کو کسی سے بڑھانا کہاں بولا جاتا ہے۔ اسے تو ایک مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے کہ کسی سے کسی کو بڑھانا وہیں بول سکتے ہیں کہ جس سے بڑھایا جائے پہلے اس کی حد متعین ہو جائے۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ عمرو دوڑ میں زید سے بڑھ گیا یعنی زید دو ہی میل دوڑ کر رک گیا اور عمر چار میل تک دوڑتا گیا۔ عمر کا بڑھنا اسی وقت بولیں گے جب کہ زید کے دوڑنے کی حد متعین کر لی جائے بس ایسے ہی رسول کا خدا سے بڑھا دینا اس وقت بول سکتے ہیں جب کہ خدا کی حد متعین کر دیجائے خدا کا شکر ہے ہم اہلسنت وجماعت کے نزدیک خدا اپنی ذات وصفات دونوں میں غیر متناہی ولامحدود ہے ہم اس کی کوئی حد بندی نہیں کر سکتے جب ہم اس کی کوئی حد ہی نہیں جانتے تو خدا سے بڑھا دینے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ہاں اگر علماء دیوبند نے اپنے خدا کی کوئی حد متعین کر لی ہے اور ہمارا رسول ان کے محدود خدا سے بڑھ گیا ہو تو یہ کوئی مقام تعجب نہیں۔ بہت اچھی طرح سمجھ میں آگیا کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

۷۔ غیر اللہ سے مانگنے کی بحث

اپنی نہ بڑھا پا کی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

ہم اہلسنت وجماعت خدا کے محبوب اور برگزیدہ بندوں کی بارگاہ میں حصول برکت وفیض کی غرض سے حاضر ہوتے ہیں نہ انھیں ہم خدا سمجھتے ہیں اور نہ ہی خدا جیسا بلکہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ سمجھ کر حاضری دیتے ہیں اور انھیں وسیلہ بنا کر خدا سے مانگتے ہیں۔ ہمارے اس سوال پر علماء دیوبند اور دیوبندی قوم بیچیں بر جبیں ہو کر یہ اعتراض کرتے ہیں دیکھو دیکھو یہ تو غیر اللہ سے مانگ رہا ہے۔ واہ واہ یہ بھی مرے غوث وخواجہ کی ایک کھلی ہوئی کرامت ہے زبان اُن کی ہے اور عقیدہ ہمارا ہے۔

خیال فرمائیے جب سنیوں نے سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا تو دنیا دیوبندیت چیخ اٹھی ارے ارے یہ تو غیر اللہ سے مانگ رہا ہے، یہ کہکر جناب نے خود ہی ہمارا معاملہ صاف کر دیا کہ خواجہ سے مانگنے والا خواجہ کو اللہ نہیں سمجھ رہا ہے بلکہ غیر اللہ سمجھ رہا ہے۔

نادانو! اگر ہم نے غیر اللہ کو غیر اللہ ہی سمجھا تو جرم کیا ہوا جس پر تم قیامت صغریٰ برپا کئے ہوئے ہو خود تم اپنے بولے ہوئے جملے کی تو لاج رکھو۔ یہ تو تمہارا روز مرہ ہے کہ بیٹی ماں سے مانگتی ہے بیٹا باپ سے، مریض

ڈاکٹر سے، شاگرد اُستاد سے اور مرید پیر سے وغیرہ وغیرہ وہاں تمہاری غیرت کہاں سو جاتی ہے وہاں کیوں نہیں سوچتے کہ غیراللہ سے کیوں مانگا جائے تمہارے خود ساختہ قانون کا پٹارہ اجمیر و بہرائچ ہی میں کیوں کھلتا ہے جب کہ مانگنے والا خود اس کا اعتراف کرتا ہے کہ خدا کی دولت اس کے ایک محبوب بندے کے وسیلہ سے مانگ رہا ہوں یعنی خزانہ خدا کا دامن ہمارا ہاتھ خواجہ کا بہرحال اولیاء کرام سے مانگنے پر تمہارا یہ کہنا کہ یہ غیراللہ سے مانگ لیا ہے تم نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری اور ہمیں یہ کہنے کی اجازت دیدی کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

۸۔ "درود شریف پڑھوانے کی بحث"

جو شے تری نگاہ سے گزرے درود پڑھ
ہر جزو کل ہے مظہر انوار مصطفےٰ

بانی صاحب جو ہمیں بدعتی کہتے ہیں اور ہم انہیں دیوبندی امام بارڑے کا ناگستی تعزیہ سمجھتے ہیں اٹاوہ میں تقریر کرتے ہوئے جناب نے فرمایا کہ سُنّی علماء جب بھول جاتے ہیں تو اپنے عوام سے درود پڑھواتے ہیں۔

جناب بولے ہیں سمجھے نہیں

ناظرین خود فیصلہ فرمائیں گویا اس جملے کا پس منظر یہ ہے کہ بھولی ہوئی

چیز کو یاد کرنے کا بہترین نسخہ یہ ہے کہ درود شریف پڑھا جائے۔ اسی بنیاد پر میں کہتا ہوں کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں

علاوہ ازیں سُنّی علماء اپنے عوام کو درود شریف پڑھنے کا حکم دیتے ہیں تو یہ من مانی نہیں ہے بلکہ یہی سنت الٰہیہ ہے خدا نے بھی اہل ایمان کو صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ (مگر اہل ایمان ہی کو) اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچئے کہ یہ فعل لائق تحسین ہے یا قابل تمسخر و استہزاء؟ مگر افسوس تو یہ ہے اس وقت کا مخاطب صرف جاہل نہیں بلکہ سند یافتہ جاہل ہے ورنہ درود شریف سے متعلق تو خوش عقیدہ مسلمانوں کا یہ دستور ہے

میں سو جاؤں یا مصطفےٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلّ علیٰ کہتے کہتے

۹- قبر پر اذان کی بحث

اب تو بھولے نہ سمائیں گے کفن میں لاشے
ہے شب گور بھی اس گل کی ملاقات کی رات

دارالعلوم امجدیہ ناگپور اہلسنت کی ایک معیاری و مرکزی درسگاہ ہے دو برس پہلے جب میں اس کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں حاضر ہوا تو ناگپور کے سُنّی عوام نے بتایا کہ دو چار روز قبل دارالعلوم دیوبند کے سفیر مولانا ارشاد احمد آگئے تھے اور انھوں نے مسئلہ اذان قبر پر ایک بہت

ہی حامیانہ اور اشتعال انگیز تقریر کرتے ہوئے دو سوالات قائم کئے ہیں وہ سوالات یہ ہیں۔

۱۔ کون سی نماز پڑھنی ہوتی ہے جو میت کی قبر پر اذان دلائی جاتی ہے؟

۲۔ چونکہ سنیوں کی قبر میں شیطان گھس جاتا ہے اسی اندیشے سے سُنّی اذان دیکر اُسے بھگاتے ہیں، ہم دیو بندیوں کی قبر میں شیطان نہیں جاتا اس لئے ہم اذان کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ میں نے اپنے عوام سے کہا کہ جواب تورات کے جلسے میں دوں گا مگر مولانا ارشاد کی قیام گاہ تک یہ پیغام ابھی سے بھیجا دو کہ آپ کے مولانا بولے تو ہیں مگر سمجھے نہیں ہیں۔

بسلسلہ جواب میں نے عرض کیا کہ منطقی اصطلاح کی بنیاد پر اذان اور نماز دو ایسے مفہوم کلّی ہیں جن میں عموم وخصوص کی نسبت پائی جاتی ہے ان میں ایک مادہ اجتماع ہے دو افتراق کا مثلاً پنجوقتہ نماز اور نماز جمعہ اس میں اذان اور نماز دونوں ہیں ،، یہ مادہ اجتماع ہے،، بچے کی ولادت کے موقع پر اذان دی جاتی ہے اذان ہے مگر نماز نہیں ،، یہ مادہ افتراق ہے،، اور نماز عیدین میں نماز ہے مگر اذان نہیں ،، یہ دوسرا مادہ افتراق ہے اس لئے میت کی قبر پر اذان پکارنے کا مطلب نماز نہیں ہے بلکہ یہ میت کے ابتلاء وآزمائش کا وقت ہے اذان کے ذریعہ اُسے تسلی دی جارہی ہے اور اس کے علاوہ اذان دافع البلاء بھی ہے مثلاً وبائی امراض طاعون وغیرہ یا طوفانی آندھی وبارش کے موقع پر اذان دی جاتی ہے۔ مقصد نماز پڑھنی نہیں ہے بلکہ اذان دافع البلاء سمجھ کر پکاری جاتی ہے۔ لہذا اس طرح کا

سوال کوئی گنوار اوردان پڑھ تو کر سکتا ہے مگر یہ سوال کسی لکھے پڑھے کا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ رہ گیا سوال ۲ کہ سُنّی اس لئے اذان پکارتے ہیں کہ ان کی قبر میں شیطان لعین چلا جاتا ہے اور دیوبندی اس لئے اذان نہیں پکارتے کہ ان کی قبر میں شیطان کا گذر نہیں بس یہی وہ مقام ہے کہ جناب بولے ہیں مگر سمجھے نہیں۔

چنانچہ ناگپور کے مسلمانوں سے میں نے دریافت کیا تباؤ شیطان کے بہکاتا ہے سب نے کہا مومن کو میں نے کہا مولانا ارشاد کا یہ کہنا کہ سُنّیوں کی قبر میں شیطان چلا جاتا ہے گویا انھوں نے اس کا تو اعتراف کیا ہے کہ قبر میں مومن لیٹا ہوا ہے اگر مومن نہ ہوتا تو شیطان جاتا کیوں اسی کو کہتے ہیں الفضل ماشہدت بہ الاعداء

علاوہ ازیں جناب کا یہ کہنا کہ دیوبندیوں کی قبر میں شیطان نہیں جاتا بالکل صحیح ہے جب شیطان سمجھتا ہے کہ اس قبر میں مری ہی کٹا گری کا اور مجھ جیسا ہی لیٹا ہوا ہے تو وہ وہاں جا کر کیا کریگا۔؟ اسے معلوم ہے کہ اس میں مرے ہی بھائی بند اور چچا بھتیجے پڑے ہیں جانے سے کیا فائدہ؟ جو کام میں کرتا ہوں وہی یہ بھی کرتے تھے خدارا اب تو ہمیں کہہ لینے دیجئے کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں!

مشرک مسلمان کی بحث

۱۰۔ تقویۃ الایمان کی روشنی میں عمائد دیوبند کے علم و دانش کا صحیح اندازہ کیجئے حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ ''کوئی نام رکھتا ہے علی بخش، پیر بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین، یہ سب جھوٹے مسلمان سچے شرک میں گرفتار ہیں'' (تقویۃ الایمان ص۵)

دوسرا حوالہ

''کوئی نام رکھتا ہے نبی بخش، سیتلا بخش، گنگا بخش سو یہ آدمی مردود ہو جاتے ہیں'' (تقویۃ الایمان ص۱۶)

تقویۃ الایمان علماء دیوبند کے نزدیک کوئی معمولی یا ہلکی پھلکی کتاب نہیں ہے بلکہ اس کا پڑھنا اور ہر گھر میں رکھنا عین اسلام ہے حوالہ کے لئے خون کے آنسو رکھئے) گویا جس گھر میں تقویۃ الایمان نہیں اس گھر سے اسلام ہی غائب ہے یہ ایک ذیلی گفتگو ہے حوالے میں خط کشیدہ عبارت کو ملاحظہ فرمائیے

جناب کا کہنا ہے کہ جو لوگ اس طرح کا نام رکھتے ہیں وہ جھوٹے مسلمان ہیں
شرک میں گرفتار ہیں۔ قربان جائیے اس عقل و دانش پر کہ سچ شرک
میں گرفتار ہوتے ہوئے بھی وہ مسلمان ہی رہ گیا۔ اسے تو اسلامی خانوادے
کا ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ شرک اور اسلام دونوں جمع نہیں ہو سکتے مسلمان
ہے تو شرک نہیں اور مشرک ہے تو مسلمان نہیں مگر اسمٰعیلی شریعت کا دستور
ہی جداگانہ ہے یہی وہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر میں کہتا ہوں کہ دیوبندی بولتے
ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

واضح ہے ایک مسلمان اپنی شامت اعمال سے جھوٹا تو ہو سکتا ہے
مگر وہ مسلمان بھی ہو اور مشرک بھی ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں
یہ بھی تو دیکھو کہ اسماعیلی اسٹیٹ کے سیلاب میں آج کون بہہ
رہا ہے! مولانا گنگوہی کا نسب نامہ ملاحظہ کیجئے۔

"رشید احمد، ابن ہدایت احمد، ابن پیر بخش، ابن غلام حسن ابن غلام علی"
"رشید احمد بن کریم النساء بنت فرید بخش بن قادر بخش بن محمد صالح
بن غلام محمد"۔

گویا اسماعیلی شریعت میں یہ شرک بھی تھے اور مردود بھی بہر حال مندرجہ
بالا حوالے میں اسلام اور شرک کا بے جوڑ پیوند بھی آپ نے دیکھا اور آگ
پانی کو ایک ہی جگہ جمع کرنے میں اس کا دیوانہ پن بھی دیکھا! اب تو آپ
بھی کہہ دیجئے صاحب دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں!

(ہوا اکھڑ گئی)

۱۱۔ تقویۃ الایمان ہی کا ایک دوسرا حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"پھر اللہ آپ ایسی باؤ "ہوا" بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا ایمان ہوگا مر جاویں گے . . . .

سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا"

(تقویۃ الایمان ص ۳۶)

دارالافتاء دیوبند سے فتوی طلب کیجئے کہ اسماعیلی شریعت کی روشنی میں جب ایسی ہوا چل گئی کہ ایمان والے جتنے تھے وہ سب کے سب مر گئے لہذا دیوبندیوں کو چھوڑیے خود اپنے متعلق فرمائیے کہ کیا آپ اپنے ہی فتوے سے کافر نہیں ہوئے؟ ہو گئے اور یقیناً ہو گئے مسلمانوں کو کافر بنانے کی ردمیں اتنا بھی ہوش نہ رہا کہ اپنے ترکش کا تیر کس کے کلیجے میں پیوست ہوگا عواقب و نتائج سے بے خبر ہو کر جب کوئی عبارت لکھی جاتی ہے تو اسی کے لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ

دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں

پکارنے اور مدد مانگنے کی بحث

۱۴۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ فرقہ زاغیہ[۱] قرآن و حدیث سے کم سمجھتا ہے مگر اپنے خانہ ساز بزرگوں کی روایت کو بہت جلد قبول کر لیتا ہے چنانچہ ان کے ہفوات و خرافات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ " غیر خدا سے مدد مانگنا شرک ہے " اور دور والے کو " یا " حرف ندا سے نہیں پکارنا چاہئیے۔ اب اس کے خلاف خود انہیں کے گھر کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی ص ۸)

یہ کسی اور کا نہیں بانی دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کا شعر ہے ایک ہی شعر میں حرف ندا سے پکارا بھی جارہا ہے " اے کرم احمدی " اور غیر اللہ سے مدد بھی مانگی گئی ہے۔ " مدد کر " اور " تیرے سوا " کے ٹکڑے نے تو اسماعیلی توحید کا قلع قمع ہی کر دیا! یہ صرف شعر نہیں بلکہ دیوبندی عقیدے پر ایک کاری ضرب ہے اب تو فرقہ زاغیہ کو خود بھی کہنا چاہئیے کہ

دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں

---

[۱] جنکی شریعت میں کوا کھانا حلال و ثواب ہے انکیں کو " فرقہ زاغیہ " کہا جاتا ہے۔

۱۳- (حاجت روا کی بحث)

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

فرقہ زاغیہ کے دعوے تو بہت بلند ہیں بالخصوص اپنی ریاکارانہ دکھاوٹی عقیدہ توحید میں تو اپنا جواب نہیں رکھتے۔ دیوبندی شریعت میں کسی کو حاجت روا سمجھنا بہت بڑا پاپ ہے چنانچہ خوش عقیدہ مسلمان اگر "اغثنی یا رسول اللہ" یا ایسے ہی "یا غوث المدد" کہتا ہے تو فرقہ زاغیہ ایسے مسلمانوں کو مشرک کہتا ہے نبی، رسول، غوث، امام، خواجہ سے کے ساتھ تو جناب کا یہی دستور ہے کہ انھیں حاجت روا نہ سمجھو نہ کہو۔ لیکن جب اپنے علماء کی بارگاہ میں پہنچے تو قانون کی دھجیاں اڑ گئیں جہاں نہ قانون کو امان ہے نہ ضابطے کو پناہ حوالہ ملاحظہ فرمائیے ع پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا رب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۸)

ذرا جو را ہے پر صدر دیوبند کی ریاکارانہ توحید پرستی کا بھانڈا پھوٹ گیا اسے اندھیر نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔ کہ جس خدا سے بغاوت کی جا رہی ہے اسی سے دریافت بھی کیا جا رہا ہے جب تم نے اپنے ہی آقاؤں کو

حاجت روا بنالیا تو پھر خدا سے پوچھنے کے کیا معنی؟ کسی اور دیوبندی گرو گے
سے معلوم کرو کہ گنگوہی جیسا حاجت روا تو جاتا رہا - اب دستگیری و
حاجت روائی کا عہدہ و منصب کسے تفویض کیا جائے - ناظرین ہی انصاف
فرمائیں کیا اس واضح حقیقت کے بعد بھی نہیں کہا جا سکتا کہ
دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں

حضرت مسیح کو بھی چیلنج

۱۴- اب بات چل پڑی ہے تو آبلہ پائی کا شکوہ کیا کچھ دور اور سہی ابھی راہ طویل
تو ہے مگر دیوبندی لطائف و ظرائف نے ذہنی و طبعی تفریح کے رنگا رنگ
اسباب فراہم کر دیئے ہیں لیجئے ان کی ناسمجھی کا ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجئے

مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

مرثیہ گنگوہی صاحب

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مقابل لنگوٹ باندھے کھڑے ہیں کہ اے مسیح
آپ نے تو صرف مردوں کو زندہ کیا مگر مرے کو تو آخوند مولانا گنگوہی کا
کمال تو یہ تھا کہ مردہ تو زندہ کرتے اور زندہ کو مرنے نہ دیتے اب انہیں سے
دریافت کیجئے کہ جب آپ کے مولانا کسی کو مرنے ہی نہیں دیتے تھے تو جلانے کیلئے مردے
کس مرگھٹ سے لائے جاتے تھے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں!

شفاعت کی بحث

۱۵۔ عجب حسرت سے آسی کہہ رہا تھا کل مدینے میں
شفاعت ہو گی پہلے حشر میں یا مصطفےٰ کس کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

اسے افراط عقیدت اور جذبہ عشق و محبت کی فراوانی کہیئے یا غالب کی زبان میں بوالہوسی سے تعبیر کیجئے۔ آپ کا اپنا اختیار ہے مگر یہ تو تسلیم ہی کرنا پڑیگا کہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جن فضائل و محاسن کے تسلیم کرنے میں یہ حضرات کبھی خوش نہیں ہوتے بلکہ اس کا انکار اور اس کی مزاحمت ہی کو اپنا اصل دین سمجھتے ہیں ٹھیک انھیں محاسن کو چن چن کے اپنی فنکارانہ چابکدستیوں کے تحت بڑی خاموشی سے اپنے آقاؤں کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

ہدایت کیلئے آئے تھے یاں پاکر فراغت اب
گئے ہیں تا کریں واں مغفرت کی میر سامانی

معاذ اللہ، صد بار معاذ اللہ خدا اپنی پناہ میں رکھے جس کے دھرم میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عوام کو یہ ذہن دیا جائے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنا حال نہیں معلوم اور وہ تو اپنی بیٹی فاطمہ کے بھی کام نہیں آئیں گے وغیر ذالک۔

اسی خانہ ساز انبیٹھوی دھرم اور رشیدی ملت میں یہ کہا جائے کہ گنگوہی صاحب دنیا کا کام ختم کر کے اب وہاں شفاعت و مغفرت کی میر سامانی کے فرائض انجام دینے گئے ہیں آخر یہ ذہن و فکر کا کیسا تضاد ہے کہ ایک ہی موضوع پر کہیں نوک قلم سے شرارے پھوٹ پڑے اور شخصیت کے بدل جاتے ہی پھول و شبنم کا چھڑکاؤ ہونے لگا اس سے زیادہ منہ بولتی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ یہ ظالم بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں!

اگر گنگوہی کے بارے میں ایسا ذہن دینا تھا تو نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں زہر افشانی نہیں کرنی تھی اور آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جب عقیدے کا کوڑھ پھوٹ چکا تھا تو یہاں اس کو اپنی زبان سے چاٹ کیوں رہے ہو؟ (یہ تضاد نہیں تو اور کیا ہے) یہ تضاد اس کا نتیجہ ہے کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں! تقویۃ الایمان کا حوالہ ملاحظہ کر لیجئے تاکہ ذہن میں کوئی خلجان نہ رہ جائے۔

> "سو انھوں نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا۔ ۔ ۔ ۔
> اور اللہ کے یہاں کا معاملہ مرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔"
>
> (تقویۃ الایمان ص ۳۲)

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نہ کسی کی حمایت کر سکتے ہیں نہ کسی کی وکالت مگر

گنگوہی صاحب مرنے کے بعد مغفرت کی میر سامانی کو وہاں پہنچ گئے۔

یہ دیوبندی دھرم ہے۔

۱۶- ## (جہنم کی آگ اور روشنی)

براہین قاطعہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کی ایک معرکۃ الآراء تصنیف کہی جاتی ہے جو مولانا گنگوہی کی مصدقہ ہے اس کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے اور ان کی معلومات و مبلغ علم کو داد دیجئے!

"اور بر سبب ناراضی حق تعالیٰ موجب ظلمات اور نار جہنم کی روشنی دکھانے والی ہے۔" (براہین قاطعہ ص۱)

معلوم ہوتا ہے کہ ابھی سید ھے جہنم ہی سے چلے آرہے ہیں فرماتے ہیں کہ جہنم کی آگ روشنی دکھانے والی ہے حالانکہ حضرت انس و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صحیح حدیث ہے۔ نار جہنم سوداء مظلمة. جہنم کی آگ کالی اندھیری ہے کالی جیسے لجھا۔ اس کی لپیٹ میں روشنی نہیں ہے کالليل المظلم جیسے اندھیری رات

حدیث مبارک کا مفہوم ظاہر کر دیا گیا اب یہ دیکھئے خدا کیا فرماتا ہے خداوند ذوالجلال یہ فرماتا ہے۔

وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ۔“

جس کے لئے اللہ نے نور نہ رکھا اُسے اصلا روشنی نہ ملے گی اندھیری اور روشنی دینے والی آگ تو جلانے میں دونوں یکساں ہیں مگر اول عذاب محض ہے دوسری میں روشنی نعمت ہے اگر جہنم میں روشنی ہو تو کافر کے لئے آخرت میں نعمت کا حصہ ہوا اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ،،وما له فی الاخرة من خلاق،، آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں!

اب ناظرین خود قرآن مجید اور حدیث مبارک کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں کہ جو کہہ رہا ہو کہ نار جہنم کی روشنی دکھانے والی ہے۔ وہ کچھ کے بول رہا ہے یا بن سمجھے اگر بن سمجھے بول رہا ہے تو سب لوگ بیک آواز کہیں گے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی بول لیتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

۱۷۔ (حفظ الایمان کی بحث)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جنہیں خود اس کا اعتراف ہے کہ ان کا نام ،،مکر عظیم،، ہے گویا بول تو گئے ہیں مگر سمجھے نہیں!

ان کی ایک معرکۃ الاراء رسواء زمانہ تصنیف حفظ الایمان ہے اس کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے

،،پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول

زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع بہائم کے لئے حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص۸)

گویا جو علم جانور، پاگل، مجنوں وغیرہ کا ہے ایسا ہی رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا بھی ہے معاذ اللہ۔ اب آپ ان سے کبھی دریافت کیجئے کہ آپ حضرات اپنے کو جو وارث نبی کہتے ہیں اس کے کیا معنی؟ جب کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بعد سے وراثت نہ چلے گی تو یقیناً اس کا وہ یہی جواب دیں گے کہ وراثت نہ چلنے کا مفہوم یہ ہے کہ دینار و درہم باغ و باغیچے کی وراثت نہ چلے گی ہاں علماء کے وارث ہونے کا مطلب یہ ہے کہ علماء علم نبی کے وارث ہوں گے بس آپ وہیں پر سختی سے مطالبہ کیجئے کہ جب آپ علم نبی کے وارث ہیں اور آپ کے نبی کا علم جانور، پاگل، مجنوں ایسا ہے تو فرمائیے آپ کو وراثت میں کون سا علم ملا؟ جب آپ کے نبی ہی کا علم جانور ایسا ہے تو آپ کا علم بھی تو جانور والا ہی ہوگا۔ اسی کو کہتے ہیں کہ

ع الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

نبی کا علم کیسا ہے یہ تو بعد کی بات ہے مگر آپ کے قانون نے خود آپ کو پھانسی کے تختے پر چڑھا دیا چونکہ آپ اپنے مسلمات سے انکار نہیں کر سکتے!

اس لئے یہ متعین ہو گیا کہ علماء دیوبند کا علم جانور، پاگل مجنون، چوپائے ایسا ہے!

۱۸۔ (کافر کہنے کی بحث)

انسان کا روزمرہ ہے کہ اصول و مسلّمات کی بات کہی جائے تو اُسے وہ سنتا ہے مگر کچھ زیادہ دھیان نہیں دیتا لیکن مسلّمات کے خلاف اگر کوئی بات کہی جائے تو سبھی کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں ایک لاکھ بار کہئے کہ شراب حرام ہے سننے والے یہی کہیں گے کہ یہ تو وہی پرانی بات ہے لیکن معاذ اللہ اگر کوئی شراب کی حرمت کا انکار کر دے تو مسجد سے میخانے تک یہ بات پھیل جائے گی۔ پچیس لاکھ بار کہئے کہ فوٹو کھینچنا فوٹو کھچوانا حرام ہے لوگ سُنی ان سُنی برابر کر دیں گے لیکن معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ آج اگر کوئی یہ فتویٰ دیدے کہ فوٹو کھچوانا درست ہے۔ تو عصر حاضر کا وہ طبقہ جو اپنے کو روشن خیال سمجھتا ہے وہ جھٹ سے بول پڑے گا کہ اپنے وقت کا کوئی مجدد پیدا ہوا ہے۔ بہت سی شہرت پسند طبیعتیں اس تکنیک کو استعمال کرتی رہتی ہیں کچھ ہو یا نہ ہو اس بہانے شہرت تو ہوتی رہتی ہے

بس اسی تکنک کو علماء دیوبند بھی استعمال کرتے رہتے ہیں پوری دنیاء اسلام اس ضابطے کو تسلیم کرتی ہے کہ مومن کو مومن کہا جائے۔ منافق کو منافق انسان کو انسان اور کافر کو کافر۔

چنانچہ قرآن مجید کا طریق خطاب یہی ہے کہ جب وہ عام انسانوں کو مخاطب کرتا ہے تو وہ کہتا ہے "قُلْ یا ایھا الناس اِنی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا

اور منافق کو منافق کہتا ہے مثلاً "اذا جاءک المنافقون الخ

اور مومن کو مومن کہتا ہے مثلاً یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الخ

اور کافر کو کافر کہتا ہے مثلاً قل یا ایھا الکافرون الخ

بعض دیوبندیوں نے یہ محسوس کیا اگر ہم نے وہی کہا جو قرآن کہہ رہا ہے تو اس میں کوئی خاص بات نہ پیدا ہوگی لہذا کوئی ایسی بات کہو کہ جس میں سب مخاطب ہو جائیں چنانچہ قرآن کے خلاف نعرہ بلند کیا کہ کافر کو بھی کافر مت کہو یہی وہ مقام ہے جہاں میں کہتا ہوں کہ بول رہے ہو مگر سمجھ نہیں رہے ہو اللہ نے کہ جب تم یہ کہہ رہے ہو کہ کافر کو بھی کافر مت کہو تو اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے یہ کہا جائے اندھے کو اندھا نہ کہو یعنی ہے اندھا مگر کہو مت لنگڑے کو لنگڑا نہ کہو یعنی ہے لنگڑا مگر کہو مت بس اسی طرح کافر کو بھی کافر نہ کہو یعنی ہے وہ کافر مگر کہو مت جناب نے تو پہلے اُسے خود کافر کہہ دیا جب آپ اُسے خود ہی کافر کہہ رہے ہیں تو دوسروں کو منع کرنے کا حق کہاں رہ گیا؟ اس کھلی ہوئی حقیقت کے بعد بھی کیا نہیں کہا جا سکتا۔ کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں!

قل یا ایھا الکفرون میں خدا تو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو حکم دے رہا ہے کہ آپ کافر کو کافر ہی کہو اب ناظرین ہی فیصلہ فرمائیں کہ بات تقویۃ الایمان کی مانی جائے یا قرآن کی -؟

۱۹- (غیر خدا سے لینے کی بحث)

فرقہ زاغیہ جب اپنی توحید پرستی کا ڈھونگ رچاتا ہے تو نہ پوچھئے اس کی اڑان کا عالم ماسکو اور نیویارک کے راکٹ بھی پیچھے رہ جاتے ہیں اس فلک میں اس کا ایک کھوکھلا نعرہ یہ بھی ہے کہ ہمیں جو لینا ہوگا خدا سے لیں گے اب اس بے بنیاد غلط اور جھوٹے دعوے کے مقابل قرآن حکیم کا ایک واضح و غیر مبہم اعلان ملاحظہ فرمائیے قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

فرقہ زاغیہ کا کہنا ہے کہ ہمیں جو لینا ہوگا ہم خدا سے لیں گے اور وہی دینے والا پروردگار فرماتا ہے کہ تمہیں وہی لینا پڑے گا جو مرا نبی تمہیں دے گا کیا اب بھی ذہن کے کسی گوشہ میں شبہہ رہ گیا کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں! اور یہ بھی کہہ لیجئے کہ قرآن پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں

۲۰- استعانت کی بحث

اسی طرح ابلیسی توحید کے ٹھیکیداروں کا یہ بھی گمان ہے کہ خدا کے سوا کسی اور سے مدد نہ مانگی جائے جس کی شہادت میں سورہ فاتحہ کی یہ آیت پیش کی جاتی ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین

یہ حکم سر آنکھوں پر بحمدہ تعالیٰ بر خوش عقیدہ سُنی حنفی مسلمان اپنی پنجوقتہ نمازوں میں حنفی طریقہ پر سورہ فاتحہ کی قرات کرتا ہے لیکن اسی قرآن میں دوسرے مقام پر یہ بھی ارشاد ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ہ اسے ہر دانشور اچھی طرح جانتا ہے کہ صبر اور نماز "اللہ" نہیں بلکہ غیر اللہ ہے۔ نماز خدا کے لئے پڑھی جاتی ہے مگر خدا نہیں ہے نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کا حکم دے رہا ہے لہٰذا اب یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی کہ صبر اور نماز جو غیر اللہ ہیں جب ان سے مدد مانگی جا سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے وہ پیارے محبوب بندے جنھیں دیکھ کر صبر اور نماز یاد آجائے تو امام حسین جیسے صابر اور سلطان الہند جیسے نمازی سے مدد کیوں نہیں مانگی جا سکتی! اس کا یقین ہو گیا کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں!

۲۱- فتویٰ نویسی کا مضحکہ خیز انداز

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی علماء دیوبند کے ایک معتمد محدث اور مفتی ہیں موصوف کے تعارف میں اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ جناب ہی نے فتویٰ دیا ہے کہ "کوا کھانا ثواب ہے،، چودہ صدی میں جو کسی سے نہ ہو سکا وہ آپ نے کر دکھایا یہ سوال ہمیشہ علماء دیوبند پر باقی رہے گا کہ مولانا گنگوہی کے علاوہ اور کسی امام و مجتہد نے اگر کوا کھانے کو ثواب لکھا ہو تو حوالہ پیش کیجئے اگر میلاد و قیام کی دلیل

مانگی جاسکتی ہے تو "کوا" کے حلال و ثواب پر دلیل کیوں نہیں مانگی جاسکتی!

بہر حال مولانا گنگوہی کا ایک جواب ملاحظہ فرمائیے

گنگوہی صاحب۔ "ہندو کا دیا ہوا چندہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے جب کہ وہ بہ نیت ثواب دیتا ہے۔"

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۱۶

غور فرمائیے، ہندو اور بہ نیت ثواب کفر اور ثواب کا بے جوڑ پیوند اسے تو عام مسلمان جانتے ہیں کہ کافر اہل نیت نہیں یہ عبارت ایسی ہی ہے جیسے مولوی اسماعیل دہلوی نے کہا "جھوٹے مسلمان سچ شرک میں گرفتار ہیں تقویۃ الایمان میں اسلام اور شرک کا اجتماع اور فتاوی رشیدیہ میں کفر اور ثواب کا اجتماع یہی وہ علل و اسباب ہیں جن کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

آٹھواں باب

علماء دیوبند کے

خوابوں، سپنوں کا محل

مری حیات کا افسانہ دیکھنے والو
کہیں کہیں سے یہ قصہ پڑھا نہیں جاتا

ایک صدی پیشتر نہ تو دیوبندیت کا وجود تھا اور نہ ہی اس نام سے کوئی آشنا تھا کہ دیوبندیت کس چڑیا کا نام ہے لگ بھگ ایک صدی کی یہ پیداوار ہیں یہ انھیں فرق باطلہ سے ہیں جس کی پیشنگوئی آج سے تیرہ صدی پیشتر نبی محترم مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زبان فیض ترجمان دے چکی ہے سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان واجب الاذعان کی مری امت میں بہتر فرقے ہوں گے ان میں ایک ناجی ہوگا باقی سب کے سب جہنمی اس ارشاد ہمایوں پہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ فرقہ ناجی کون ہوگا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،، ما انا علیہ واصحابی،، جس سے مراد اہلسنت وجماعت ہیں اب جہاں کہیں بھی کسی فرقہ کا پیدا ہونا بولا جائے یقین کر لینا چاہئے کہ پیدا ہونا بجائے خود اس کی دلیل ہے کہ کسی نئے فرقے نے جنم لیا ہے اور اسی پیدا ہونے والے جہنمی طبقے کی خبر دی گئی ہے۔ اگر یہ وہی پرانا ہوتا تو اسے پیدا ہونا نہ بولا جاتا۔ یقین جانئے! اگر یہ نئے فرقے نہ پیدا ہوتے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشنگوئی دی ہے ہم اس کی شہادت و دلیل کہاں سے لاتے۔ اسے حسن اتفاق کہئے یا تائید غیبی کہ منکرین علم غیب ہی آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم غیب ہونے کی دلیل ہیں۔ جنھوں نے ایمانیات

واعتقادیات، مہمات اسلام وضروریات دین سے انکار وانحراف کیا ہے اور یہی کسی بھی نئے فرقے کی علامت وپہچان ہے اور ایسے اصحاب خیر جو کسی کلیدی واساسی اختلاف کے بغیر عوامی رشد وہدایت، قرآن فہمی دین شناسی۔ اسلامی احکام ومسائل کی تشریح وتوضیح اور تزکیۂ قلب وغیرہ کے لئے نئی راہیں ہموار کی ہوں تو انھیں فرقہ نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ اسی طبقہ اہلسنت وجماعت کے الگ الگ مویدین وحامیین ہیں گویا یہ ایسی نہریں ہیں جو اسی بڑے دریا سے لیکر دوسروں کو سیراب کر رہی ہیں!

مجھے کہنا یہ ہے کہ دیوبندیت جس کا نام ہے اس کی عمر ایک صدی سے زائد نہیں جس نے تنقیص رسالت اور توہین نبوت پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔ چنانچہ یہ انبیاء ورسل کی تعریف وتوصیف کو حرم و باپ سمجھتے ہیں البتہ اپنے آقاؤں کے محاسن کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں اس کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ قرآن وحدیث میں وہ محاسن تلاش کئے جائیں لہٰذا اس طبقہ نے اس کی آسان صورت یہ نکالی کہ رات کو خواب دیکھو اور صبح پریس کے حوالے کر دو۔ چنانچہ اگر ان کے سپنوں کو اکٹھا کیا جائے تو کئی جلدوں پر مشتمل بڑی ضخیم کتاب ہو گی اور یہ مختصر سی کتاب اس کی متحمل نہیں اس لئے اپنے اس دعوے کی شہادت میں دو چار شالیں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں تاکہ آپ ان کے خوابوں کے محل کو اسی پر قیاس کر سکیں۔ اب ورق اُلٹئے اور چند حوالے ملاحظہ فرمائیے

حوالہ:۔

"ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔"

براہین قاطعہ صفحہ ۲۶

دوستو اسی کا نام ہے دیوبندی دھرم اولاً اس کا کس طرح یقین کیا جائے کہ ایسے خواب میں دیکھا گیا یہ اختراع محض اور من گھڑت بھی تو ہو سکتا ہے۔؟

اچھا چلئے ہم نے مان لیا کہ کسی نے ایسا دیکھا تو خواب ہی تو تھا یہ قرآن کی کوئی آیت یا بخاری کی کوئی حدیث تو نہیں جس کی اشاعت قرآن وحدیث کے ہم پلہ ہو۔ آپ نے بمجبوری کی طرح اسے چھاپنا کیوں شروع کر دیا۔ محض اس لئے کہ اس میں آپ کے مدرسہ دیوبند کی بڑائی بھی اور اردو زبان میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد ہونے کی شہادت العیاذ باللہ من ذالک اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ اگر ایسا دیکھا بھی گیا تو اس ناپاک خواب کی اشاعت کیوں ہو رہی ہے؟ اور اگر آپ کے یہاں خواب کی اتنی ہی اہمیت ہے کہ قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی طرح اُسے چھاپا ہی جائے تو پھر ہم لوگوں کو بھی اجازت دیجئے کہ آپ لوگوں سے متعلق ہیں جتنے بھی خواب نظر آئیں ہم اسے

چھاپتے رہیں اور ایک بار کی اشاعت کے بعد ہم اُسے نہ چھاپ سکیں تو بغیر کسی رائلٹی" کے ہم اس کا حق اشاعت آپ کو دے دیتے ہیں کہ آپ اُسے لاکھہا لاکھ کی تعداد میں چھاپتے رہیں اور اس کا یقین رکھیئے وہ جتنے بھی خواب ہوں گے کسی مرد صالح ہی کے ہوں گے غیر صالح کے نہیں! مگر اس کی ضمانت ہمیں ملنی چاہیئے کہ ہمارے وہ خواب جو آپ سے متعلق ہوں گے اس کی اشاعت کو آپ برا نہ مانیں گے! چونکہ ہم اسے اچھی طرح جانتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کرم میں آپ حضرات جتنے ہی شوریدہ ہیں اسی قدر اپنے آقاؤں کے حضور بڑے نازک مزاج ہیں۔

کہاں ہیں دیوبند کے وہ بھگوڑے جنہیں بریلی میں پناہ ملی جس کے اظہار تشکر میں دیوبند سے بریلی تک منظر عام پر آگئی حد یہ ہے کہ ابھی منہ سے چھٹی کے دودھ کی بو آرہی ہے اور رسالہ الامداد کی وہ عبارت جو آگ و انگارہ اگل رہی ہے اس پر پانی کا چھڑکاؤ کرنے چلے ہیں حالانکہ اب سے پہلے نہ جانے کتنے اکابر دیوبند کے دامن اسی کی تپش سے جھلس کے خاک ہو گئے اور اب یہ طفل مکتب اپنے آنسوؤں کی چند بوندیں لئے کھڑے ہیں گویا "مینڈکی کو بھی زکام ہوا" طفلانہ مزاجی کا عالم یہ ہے رسالہ الامداد کی وہ عبارت جو خواب و بیداری دونوں پر مشتمل ہے اس کے اختتام پر آپ لکھتے ہیں کہ خواب ختم ہوا چہ دلاور است دزدے

ب جو دیوبند سے بھاگے تو بریلی میں پناہ ملی

. . . . . والا حال ہے اب ان سے کون دریافت کرے کہ جناب والا اسے خواب ختم ہوا لکھا جائے گا یا واقعہ ختم ہوا لکھا جائے گا آخر ش عوام کی آنکھوں میں آپ حضرات کب تک دھول جھونکتے رہیں گے۔ وہ عبارت جو خواب و بیداری دونوں پر مشتمل ہے وہ صرف خواب نہیں ہے بلکہ خواب و بیداری پر مشتمل ایک واقعہ ہے۔ میں نہیں فیصلہ کر سکا کہ آپ کی فریب خوردگی ہے یا فریب دہی! مجھے حیرت ہے کہ ایک ایسی کتاب جو دجل و فریب اور سقم و خرابیوں کی پلندہ ہو اس پر قاری طیب صاحب جیسی ذمہ دار شخصیت[۵] کی تقریظ ہے۔ محسوس ہوا اس حمام میں سبھی ننگے ہیں ورنہ خیال فرمائیے مولانا آلوالا وصاف صاحب نے حفظ الایمان کی کفری عبارت کی صفائی میں جو داؤں استعمال کیا ہے اس نے تو انھیں بالکل ہی ننگا کر دیا۔

حفظ الایمان کی نزاعی عبارت مستقلاً ایک جگہ جناب نے درج نہیں کیا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے میں اس کی صفائی پیش کی حالانکہ تصنیف و تالیف کا مروج دستور یہ ہے کہ پہلے اصل عبارت پیش کی جائے پھر علیحدہ علیحدہ ٹکڑوں کی صفائی دی جائے۔ مگر یہاں تو پوری عبارت پیش کرتے ہوئے کلیجہ کانپ رہا تھا کہ اس بھونڈی گندہ عبارت کو پڑھ لینے کے بعد کوئی صفائی سننے کے لئے آمادہ ہی نہ ہو گا یہ دل کا وہ چور ہے جو سب کی گرفت

---

[۵] دیوبندیوں کے نزدیک

میں نہیں آتا۔

بہرحال مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اگر ہر خواب کی اشاعت دیو بندی دھرم میں ضروری ہے تو اس سے ہماری جماعت کو آگاہ کیا جائے تاکہ آپ حضرات کی خوشنودی مزاج کی خاطر وہ سارے خواب اکٹھا کر کے "تحفہ بریلی" کے عنوان سے آپ حضرات کو سپرد کر دیئے جائیں۔ آپ کو لطف بھی آئے گا اور ہمارا احسان بھی مسلط رہے گا ہر چند کہ ہم کبھی احسان جتائیں گے نہیں! پھر بھی خور پالن صاحب کو بھی ہوش میں رہنا چاہیئے جو اپنے جھولے میں لئے پھرتے ہیں وہ ہمارے صبر و شکیب کا امتحان نہ لیں ہماری جماعت اتنی نچی سطح پر اتر نا پسند نہیں کرتی۔ ورنہ جس دن خوابوں کے زیر عنوان اہلسنت کا قلم شرارہ اگلنے لگا وہ بڑا ہی بھیانک دن ہوگا۔

دیوبند سے ہمارے اصولی اختلافات ہیں اور اکابر دیوبند کی توہین آمیز عبارات پر ہمارا مواخذہ و محاسبہ ہے اس لئے اگر ہمت و حوصلہ ہو تو ان عبارات کی صفائی دیکر قوم کو مطمئن کر دیجئے ہم آپ کے رجوع اور توبہ کے بعد گلے لگانے کو تیار ہیں مگر اس کی اشاعت سے زندہ مکھی نگلنے کی کوشش نہ کیجئے جس کے ہضم کرنے میں کئی ہاسپٹل درکار ہوں۔ سخن گسترانہ بات آگئی جس کا میں نے ذکر کر دیا ورنہ یہ کسی کتاب کا جواب نہیں ہے۔

بہرحال یہ علماء دیوبند کی ایک تکنک ہے کہ اپنے آقاؤں کی تعریف اور سید عالم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے لئے اپنے خوابوں کی اشاعت کرتے رہتے ہیں

حالانکہ تنقیص نبوت کے لئے جہاں کہیں بھی انھوں نے اپنا قلم اٹھایا ہے روشنائی کی بوند مرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کے تلے تک نہیں پہونچی مگر اس نے ان کے چہرے کو ضرور سیاہ کر دیا۔

مندرجہ بالا حوالے ہی کا تجزیہ کیجئے

مثلاً خواب دیکھنے والے نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ "آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی" غور فرمائیے کلام مذکر ہے ہونا یہ چاہئے تھا کہ یہ کلام آپ کو کہاں سے آیا مگر آپ کے یہاں اس کا استعمال مونث ہے گویا غالب و داغ کے عہد میں جو مذکر تھا وہ دیوبند پہونچکر مونث ہو گیا۔ اردو زبان میں جیسے تذکیر و تانیث تک کی تمیز نہ ہو وہ جامع الکلم سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کو اردو سکھانے چلے ایسے اعجاز نبوت نہیں کہئے کہ اس ظالم نے زبان ہی میں ٹھوکر کھائی تاکہ ایک مبتدی طالب علم بھی اس کا یقین کر سکے کہ جو تذکیر و تانیث میں امتیاز نہ کر سکے وہ متعلم ہوگا یا معلم! اسے تو ابھی خود سیکھنا چاہئے وہ سکھانے کا حقدار کہاں سے بن گیا! چنانچہ آج تک یہ عبارت اسی طرح چھاپی جا رہی ہے تاکہ اس کا ثبوت ضائع نہ ہو سکے کہ یہ قوم الفاظ کے تذکیر و تانیث میں بھی خط امتیاز نہیں کھینچ سکتی! علاوہ ازیں آج تک ان کا ذہن اس حقیقت تک جا ہی نہ سکا کہ بالفرض اگر خواب کی صحت تسلیم ہی کر لی جائے تو غور کرنے کا یہ مقام ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زبان تو عربی ہے آج عربی کے بجائے اردو میں کیوں ارشاد فرما رہے ہیں۔

گویا آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آج اس کا اظہار فرما رہے ہیں

کہ میں تو عربی ہی ہوں مگر میرا مخاطب اس زبان کو نہ سمجھ سکے گا اس لئے مخاطب کی سہولت کے پیش نظر آج اردو زبان میں بول کر اس کی بھی توثیق فرما رہے ہیں یہ نام نہاد عربی مدرسہ والے ضرور ہیں مگر عربی زبان سے جاہل ونا آشنا ہیں۔ اور اسی کے ذیل میں اس کا بھی ثبوت فراہم کر دیا کہ میں تو ہر زبان پر قادر ہوں حتی کہ سرکار انسان تو انسان اونٹ، جن، ہرن، چرند و پرند سبھی کی زبان سمجھتے تھے جیسا کہ احادیث اور تاریخ و سیر کی کتابوں سے ظاہر ہے نتیجے میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اس خواب سے اردو سیکھنے کا ثبوت تو نہیں ملتا البتہ علماء دیوبند کے عربی زبان نہ سمجھنے کا پتہ ضرور چل گیا۔ اس کے علاوہ مشاہدہ تو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مختلف زبانوں کے بولنے اور سمجھنے والے حاضر ہوتے ہیں اور ہر مسلمان اپنی ہی زبان میں سرکار کو مخاطب کرتا ہے جو اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہر مسلمان اس کا عقیدہ رکھتا ہے کہ معلم انسانیت نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم تمام زبانوں کو جانتے اور سمجھتے ہیں۔ اب فرمائیے آپ کا من گھڑت خواب مانا جائے یا بین الاقوامی سطح پر مسلم برادری کا یہ زندہ جاوید عقیدہ تسلیم کیا جائے۔

آخری گذارش ہے! کہ اگر خوابوں ہی کے چھاپنے کا شوق ہے تو اپنے آقاؤں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائیے مگر انبیاء و اولیاء اسلاف و اکابر کی توہین سے قلم کو اس حد تک محفوظ رکھئے کہ ہمارے جذبۂ عقیدت پر اس کی خراش تک نہ آ سکے۔ بغیر کسی مبسوط و مفصل تبصرے کے چند خواب اور ملاحظہ فرمائیں۔

حوالہ

"اعلیحضرت، یعنی حاجی امداد اللہ صاحب" نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔"

(تذکرۃ الرشید صفحہ ۴۶)

اس کی تعبیر گنگوہی صاحب سے شروع ہوئی آپ ہی پہلے عالم ہیں جو حاجی صاحب سے بیعت ہوئے۔ انصاف کو آواز دو کہ اب دن دھاڑے اس کا قتل عام ہو رہا ہے ملاحظہ فرمائیے اپنے آقاؤں کی عظمت و برتری کے اظہار میں کتنی عیاری سے آقاد کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مطبخ کا باورچی بنا گئے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے ظالمو! وہ تم نے سید الانبیاء حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں نہ دیکھا ہوگا۔ وہ تمہارا خانہ ساز تھانوی نبی ہوگا جسے تم نے خواب و بیداری میں رسول و نبی کہا ہے۔ اس کا بھی حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ

"خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ

حضور ,, تھانوی ،، کا نام لیتا ہوں یعنی لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ) اتنے میں خیال ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی دو بارہ پڑھتا ہوں بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے مجھکو علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور ,, تھانوی ،، کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی ۔

کالایا تو سین کی عبارت لشرکیہ ہوتی ہے ۔

کہ میں بوجہ رقت زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ چیخ ماری اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ اندر کوئی طاقت نہ رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بے حسی اور اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن خواب و بیداری میں حضور ہی کا خیال تھا ۔ بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دُور کیا جاوے پھر ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بیٹھ گیا پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب میں

بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کروں۔"

تھانوی صاحب کا جواب ملاحظہ فرمایئے

جواب۔ "کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔"

(رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵ ")

اب تو یقین کر لیجئے کہ حاجی امداد اللہ صاحب کے مہمانوں کا کھانا پکانے کے لئے تھانہ بھون کے یہی بناسپتی نبی حاضر ہوئے تھے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ خواب سے بیدار ہونے کے بعد تمام باتیں اچھی طرح یاد نہیں رہ جاتیں۔ چونکہ تھانوی صاحب کو حاجی صاحب اور گنگوہی صاحب دونوں ہی سے رشتہ عقیدت ہے اس لئے اس کا قوی امکان ہے کہ جب ہی پہنچے ہوں گے اور اس فن میں آنجناب کو ملکہ بھی تھا۔ چنانچہ بہشتی زیور اٹھا کے دیکھئے کباب بنانے کا طریقہ گوشت گلانے کا طریقہ غرضیکہ ایک ماہر فن کی طرح باورچی خانے کے سارے اصول و ضوابط درج کر دئیے ہیں اسے تو مسئلہ مسائل کی کتاب کے بجائے صابن فیکٹری

ؔ سلطانپور کے مناظرہ میں رسالہ الامداد گم ہو گیا تھا مگر خدا کا شکر ہے اسے میں نے پھر حاصل کر لیا۔

اور بھٹیار خانے کا دستور اساسی کہا جانا چاہئے! پہلے صبر و شکیب کا دامن تھامئے
اس کے بعد ورق اُلٹئے! ایک ایسی دلخراش و ننگ انسانیت عبارت جو قابل
گردن زدنی ہے اگر عہد فاروقی ہوتا تو انھیں کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا ہوتا۔

حوالہ

"ایک صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر
میں حضرت عائشہ آنیوالی ہیں انھوں نے مجھ سے کہا میرا ذہن
معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت اس کے ہاتھ آئے گی
اس مناسبت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ
سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور
حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔"

(رسالہ الامداد صفر ۳۵ھ)

چونکہ مولانا تھانوی نے اپنی ایک کمسن شاگردہ یا مریدہ سے شادی کی تھی اس
لئے عوام کو پٹی پڑھانے کے لئے خواب کے علاوہ قرآن کی آیت تو مل نہیں سکتی تھی
بس اس کا آسان طریقہ یہی تھا کہ خواب دیکھا جائے اور اُسے چھاپ کر اپنے متوسلین
کو مطمئن کیا جائے۔

دیوبندی عوام کا ذہن وفکر بھی کچھ ایسا مفلوج اور لاعلاج سا ہے کہ میلاد
وقیام کے ثبوت میں حدیث پیش کیجئے تو برجستہ بول پڑیں گے یہ تو حدیث ضعیف

ہے لیکن اپنے آقاؤں کے مناقب ومحاسن میں من گھڑت خوابوں کو وہ سورہ یسین اور سورہ رحمٰن سے کم نہیں سمجھتے۔ معاذ اللہ

مندرجہ بالا حوالہ کوئی تبصرہ نہیں چاہتا ایسی ننگی عبارت کو تبصرے کا لباس پہنانا بھی تضیع اوقات کا مترادف ہے۔ بس اسے پڑھ لیجئے اور اپنی بیکسی و مظلومی کا شدت سے احساس کر کے اس کا فیصلہ کیجئے کہ خدا کی بچھائی زمین پر ہم سے بھی زیادہ کوئی مظلوم ہے۔ حد ہے! غیر تو غیر ٹھہرے آج جو سنیوں کا لبادہ اوڑھے ہیں ان میں بھی کچھ ایسے منافق ہیں جن کا مشن یہ ہے کہ اب ان مسائل کو نہ چھوا جائے۔ ان ظالموں سے دریافت کرو کہ کوئی تمہیں کچھ کہہ دے تو اس سے جنم بھر انتقام لیتے رہو اس کی توبہ نہ قبول کرو اور ایسے سرکش نافرمان جو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی عزت وحرمت کے خلاف ایک محاذ جنگ قائم کر رکھا ہے اُن سے تم یارانہ اور سانٹھ گانٹھ چاہتے ہو اسے تمہارا مردہ ضمیر گوارا کر سکتا ہے جسکی رگوں کا خون ابھی پانی نہیں ہوا وہ ہمیشہ اس تحریک کے خلاف نفرین وملامت کرتا رہے گا۔

دوستو! یہ تصویر کا ایک رُخ ہے۔ یعنی جب آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خواب دیکھیں گے تو سرکار کو اردو سکھائیں گے یا باورچی بنائیں گے۔ معاذ اللہ لیکن جب اپنے آقاؤں کے سے متعلق خواب دیکھیں گے تو اس کا انداز ہی جداگانہ ہوگا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ایک مجھی بوجھی اسکیم کے تحت خواب بھی دیکھا جاتا ہے اب اس کی صحیح تعبیر یہ ہوگی یہ خواب دیکھا نہیں جاتا

بلکہ لایا جاتا ہے،، آمد و آورد کا فرق ہے،، چنانچہ اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ فرمائیے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

حوالہ :-

> ،،ایک مرتبہ مجھ کو سوتے میں آواز آئی کہ مولانا حسین احمد اس دور کے عبداللہ ابن مبارک ہیں۔
> (شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۴۸)

ایک دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیے

حوالہ :-

> ،،ایک بزرگ نے مجھ سے خواب میں فرمایا کہ مولانا حسین احمد صاحب حضرت گنگوہی کی نچوڑ ہیں ان کے ہر عمل میں مسلمانوں کی بہتری ہے،،
> شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۴۸

۹ نواں باب

متفرقات
یعنی
دیوبندیت اپنے آئینے میں

اس کا پتہ نہ پوچھو بس آگے بڑھے چلو
ہوگا کسی گلی میں تو فتنہ اٹھا ہوا

کسی صاحب نے مولانا گنگوہی سے دریافت کیا اگر خط میں مکتوب الیہ کو قبلہ وکعبہ لکھا جائے تو یہ درست ہے یا نہیں؟ مولانا گنگوہی نے جو جواب دیا اب اس آئینے میں مولانا تھانوی کی صورت ملاحظہ فرمائیے۔
حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا گنگوہی

"سوال: خط میں القاب قبلہ وکعبہ لکھنا درست ہے یا نہیں؟
جواب۔ قبلہ وکعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں ہے۔"
(فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۹۸)

دوسرا جواب
"ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی ہیں"
(فتاوی رشیدیہ مکمل ص ۴۸۸)

مولانا گنگوہی کا فتوی ناظرین نے ملاحظہ فرمایا اب مولانا تھانوی کا خط مولانا

گنگوہی کے نام ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ

مولانا تھانوی "اور منشا اس توسع کا حضرت قبلہ وکعبہ کا قول وفعل ہے۔" (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۱۱۶)

دوسرا حوالہ

"حضرت قبلہ وکعبہ کے ساتھ شرعاً کیا تعلق رکھنا چاہیئے۔" (تذکرۃ الرشید جلد اول ص۱۱۱)

غالباً مولانا گنگوہی خود اپنا فتویٰ بھول گئے تھے چنانچہ قبلہ وکعبہ لکھنے پر مولانا تھانوی کی زجر و توبیخ اور ڈانٹ دھتکار نہیں کی گئی یا جناب نے اس فتوے سے خود کو یا تھانوی صاحب کو مستثنیٰ کرلیا ہے یعنی کسی اور کو نہیں مگر مولانا گنگوہی کو لکھا جاسکتا ہے یا کوئی اور نہیں لکھ سکتا صرف مولانا تھانوی لکھ سکتے ہیں کچھ بھی ہو اس کا اقرار کرنا پڑے گا کہ بولتے ہو مگر سمجھتے نہیں!

مولانا گنگوہی دیوبندی گروپ کے قطب العالم اور امام ربانی ہیں جو خود اپنے متعلق کہتے تھے کہ نجات وہدایت موقوف ہے مری اتباع پر۔ اور مولانا تھانوی صاحب فرقہ زاغیہ کے نزدیک حکیم الامت اور جامع المجددین ہیں۔ دیوبندیوں کے نزدیک جن

پاؤں کو دھو کر پی لینا نجات اخروی کا سبب ہے۔

غور فرمائیے جس جماعت کے قطب العالم اور حکیم الامت کے قول وفعل کے تضاد کا یہ عالم ہے اس جماعت کے "چھٹ بھئیوں" کا کیا حال ہوگا

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ورق الٹیے اور اس حیرت کدہ میں قدم رکھیے جہاں ایمان وعقیدے کا خون ناحق کرنیوالے انصاف کا ترازو لئے بیٹھے ہیں۔

حوالہ ملاحظہ فرمائیے

تھانوی صاحب - "اگر ایک وقت میں کئی جگہ محفل "محفل مولود" منعقد ہو تو آیا سب جگہ تشریف لے جاویں گے یا کہیں؟ یہ تو ترجیح بلا مرجح ہے کہ کہیں جاویں کہیں نہ جاویں اور اگر سب جگہ جاویں تو وجود آپ کا واحد ہے ہزار جگہ کس طور جا سکتے ہیں۔" (فتاویٰ امدادیہ جلد چہارم ص۵۸)

یہ ہے تھانہ بھون کے حکیم الامت کا ارشاد کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں متعدد مقامات پر کیسے پہنچ سکتے ہیں! نہ پوچھئے ذہن وفکر کی فتنہ گری کا عالم مانے تو دیوتا اور نہ مانے تو پتھر!

آقائے کائنات کی بارگاہ میں جنھیں آپ نے شوریدہ سر دیکھا اب انھیں کو اپنے آقاؤں کے حضور سجدہ ریز دیکھئے۔

حوالہ ______________

مولوی محمود حسن نگینوی "مولوی محمود حسن نگینوی فرماتے ہیں کہ میری خوشدامن صاحبہ جو اپنے والد کے ہمراہ مکہ معظمہ میں بارہ سال تک مقیم رہیں نہایت پارسا اور عابدہ زاہدہ تھیں سیکڑوں احادیث بھی ان کو حفظ تھیں انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹیا حضرت " یعنی مولانا رشید احمد گنگوہی " کے بہت شاگرد و مرید ہاں مگر کسی نے حضرت گنگوہی " کو نہیں پہچانا جن ایام میں میرا قیام مکہ معظمہ میں تھا روزانہ میں نے صبح کی نماز حضرت گنگوہی " کو حرم شریف میں پڑھتے دیکھا ہے اور لوگوں سے سنا بھی ہے کہ یہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں، گنگوہ سے تشریف لایا کرتے ہیں"

(تذکرۃ الرشید جلد دوم صہ ۲۱۲)

دریافت کیجئے قاری طیب صاحب سے کہ انھیں تھانوی صاحب کی رائے سے اتفاق ہے یا تذکرۃ الرشید کے مندرجہ بالا واقعہ سے جو بجائے خود دیوبندی مذہب کے رخسار پر ایک غیبی طمانچہ اور ان کی برہنہ پشت پر تازیانہ عبرت ہے آپ ہی انصاف سے کہئے میلاد شریف پر پہرہ بٹھانے کے لئے جو ہتھیار استعمال کیا گیا تھا کیا اسی نے ان کے پاؤں پر کلہاڑی کا کام نہیں کیا۔؟ مگر یہ احساس تو جب ہوتا کہ سمجھ کے بولتے مگر یہاں کا حال تو

یہ ہے کہ بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں!

ابھی کچھ دور اور چلئے یہ داستان ختم نہیں ہوئی۔

ابھی اور زندگی دے کہ ہے داستاں ادھوری
مری موت سے نہ ہوگی کبھی داستان پوری

حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا گنگوہی **سوال**:- "مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟" از سعید احمد خاں مراد آبادی
(فتاویٰ رشیدیہ)

جواب:- "عقد مجلس مولود، یعنی مجلس مولود کا کرنا، اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں وعلیٰ ہٰذا عرس کا جواب ہے بہت اشیاء ہیں کہ اول مباح تھیں پھر کسی وقت میں منع ہو گئیں مجلس عرس ومولود بھی ایسا ہی ہے فقط رشید احمد گنگوہی۔"
(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۱۰۵)

معلوم ہوا کہ اگرچہ میلاد شریف میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جب بھی وہ درست[1] نہیں ہے کیونکہ اس میں اہتمام اور تداعی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر میلاد شریف کیلئے کوئی اہتمام نہ کیا جائے اور باقاعدہ لوگوں کو مدعو نہ کیا جائے بلکہ اتفاقیہ اگر دس بیس تو بجائے آدمی بیٹھے ہوں تو بغیر کسی اہتمام کے میلاد شریف پڑھ لیا جائے ایسی صورت میں تو درست ہے یعنی نفس میلاد شریف تو درست ہے مگر اہتمام و تداعی درست نہیں ہے۔

ع خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اب اس آئینے میں جناب کی مکروہ و گندہ صورت ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ

مولوی عاشق الہی میرٹھی "بذل المجہود[2] ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ میں شروع ہوئی ۱۲ شعبان ۱۳۴۵ھ پورے دس برس پانچ ماہ دن میں یہ شرح بڑی تقطیع کے تقریباً دو ہزار صفحات میں پانچ جلد ہو کر ختم ہوئی اور اس کے ختم پر حضرت "مولانا خلیل احمد انبیٹھوی" کو اس درجہ مسرت و خوشی ہوئی جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی خوشی نہیں کر سکتی ہفت اقلیم کی سلطنت کا ملنا انتہائی خوشی کا محاورہ استعمال کیا جاتا ہے مگر اہل اللہ کو دنیوی لذتوں کے

[1] دیوبندی دھرم میں

[2] ابوداؤد شریف کی شرح کا نام ہے

حصول میں تو خوشی ہی مفقود ہو جاتی ہے اس لئے مرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جن سے حضرت کی اس خوشی کا اندازہ ناظرین کو کرا سکوں آپ "مولانا خلیل احمد انبیٹھوی" نے ختم پر ۲۲ شعبان یوم جمعہ کو علماء مدینہ اور احباب حاضرین کی ضیافت کا سامان کیا اور خاص اپنے پیسہ سے اور بڑے اہتمام کے ساتھ عربی طرز کی ضیافت کا سامان کیا کہ آپ کا رواں رواں شکر الٰہی میں چور اور انعام باری پیسا نا فرحاں ومسرور تھا کہ اس کا اندازہ وہیں کے رہنے والے حاضر باش حضرات نے کیا ہوگا دعوت کے آپ نے خطوط طبع کرائے اور ایک بڑے پیمانہ پر جیران رسول کی میزبانی کا شوق پورا کیا۔ اس خوشی کا اندازہ کیجئے کہ ان دعوتی خطوط میں حضرت نے اپنے ہندی خدام کو بھی فراموش نہ فرمایا" (تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۷۶-۲۷۷)

اہتمام وتداعی پر یہ ایک ایسی منہ بولتی عبارت ہے جو تشریح طلب نہیں ہے نفس میلاد شریف درست ہونے کے باوجود صرف اس لئے نا درست ہو گیا چونکہ اس میں اہتمام وتداعی ہے۔

اب مندرجہ بالا عبارت کا تجزیہ کیجئے کہ مولانا خلیل احمد محدث انبیٹھوی نے

ف رسول کریم کے پڑوسی

ابوداؤد شریف کی شرح جب مکمل کرلی تو اس کی خوشی میں اہل مدینہ کی دعوت کی ۔ مگر معاملہ ایسا نہیں تھا کہ بغیر سوچے سمجھے یونہی ایک روز کھانا تیار کرایا اور چلتے پھرتے ہر راہگیر کا بازو تھام کر اس سے عرض کیا ہو کھانا تیار ہے تشریف لے چلیں ۔ جی نہیں ۔ بلکہ دعوت کے لئے شعبان کی ۲۳ تاریخ مقرر ہوئی اور جمعہ کا دن متعین ہوا اور زبانی دعوت نہیں دی گئی بلکہ بڑے اہتمام سے دعوتی کارڈ چھپے اور مطبوعہ کارڈ کو سڑک کے چوراہے پر نہیں رکھا گیا کہ جو اُسے اٹھالے وہی دعوت میں شریک ہو جائے بلکہ اس کی فہرست مرتب ہوئی کہ کن حضرات کو مدعو کیا جائے اور صرف اہل مدینہ ہی کو نہیں منتخب کیا گیا بلکہ ہندی غلاموں کو بھی بذریعہ ڈاک دعوت نامہ بھیجا گیا عقل حیران ہے اور انسانیت کلیجہ بیٹھ رہی ہے کہ خدایا تیری پھیلائی ہوئی زمین پر یہ کیسی سرکش قوم آباد ہے کہ اپنی خوشی کے اظہار میں وہ دن اور تاریخ معین کرتی ہے اہتمام و تداعی میں اعتدال نہیں بلکہ غلو سے کام لیتی ہے اور اس کی نظروں میں یہ سب کچھ درست ! لیکن جس تاریخ و دن میں تیرے ہی نہیں بلکہ کائنات کے بھی محبوب کی ولادت باسعادت ہوئی ہو اگر ان کا ذکر سنانے کے لئے اہتمام و تداعی کیا جائے تو سب ممنوع ناجائز و حرام اور شرک و بدعت ہے اسے رسول دشمنی نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے اس دشمنی کا نتیجہ ہے کہ اس حد تک یتیم العقل بنا دیئے گئے کہ بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں !

تذکرۃ الخلیل کا مندرجہ بالا حوالہ دیوبندیوں کے حق میں زہر ہلاہل سے کم نہیں اس میں تاریخ کا تعین دن کا تقرر اہتمام اور تداعی ہر ایک کا ثبوت ہے

فرقہ زاغیہ کی گنگوہی شریعت کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمایا جائے جس سے ان کی من گھڑت بدعت کا چہرہ بے نقاب ہو جائے گا۔

حوالہ ————

مولانا گنگوہی سوال :- کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلٰثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں ؟

جواب :- "قرون ثلٰثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں فقط رشید احمد گنگوہی

فتاوی رشیدیہ کامل صفحہ ۱۰۲

مجھے دیانت کرنے دیجئے کہ میلاد شریف ذکر خیر ہے یا نہیں اگر ہے اور یقیناً ہے تو جس دلیل کی بنیاد پر ختم بخاری شریف درست ہے تو اسی دلیل کے تحت میلاد شریف کو درست کیوں نہیں قرار دیا جاتا ؟ آخر میلاد شریف سے اتنی چڑھ اور ضد کیوں ہے ؟ یہ تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے جو کسی زمانے میں نادرست اور ممنوع ہو وہ آپ کے دور میں درست اور جائز ہو جائے اور جائز و غیر ممنوع آپ کے عہد میں ممنوع ہو جائے۔

بات آہی گئی ہے تو اس کا بھی حوالہ لے لیجئے۔

حوالہ :- ————

مولانا گنگوہی

سوال "نعلین چوبی" "لکڑی کی کھڑاؤں" کو مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے بدعت لکھا ہے
"اتخاذ النعل من الخشب بدعة کما فی القنیہ و الحمادیہ" اس کا وہی مطلب ہے جو حضور نے فرمایا ہے یا یہ کہ کتب غیر معتبرہ سے ہیں یا اس عبارت کی اور کوئی تاویل ہو سکتی ہے بینوا و توجروا

جواب "کسی وقت میں ناجائز تھی اب درست ہوگئی کہ عام استعمال اس کا ہو گیا فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل صـ۴۷۱/۴۷۲)

سائل نے مولانا گنگوہی سے سوال کیا کہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے لکڑی کی کھڑاؤں پہننے کو بدعت لکھا ہے لہٰذا حضرت والا سے دریافت کرنا ہے کہ اس بارے میں امام ربانی کی رائے کیا ہے بغیر کسی تامل کے جناب نے فتویٰ دیدیا کہ کسی وقت میں ناجائز تھی اب درست ہوگئی۔ یہی میں نے عرض کیا تھا کہ نا درست کو درست اور درست کو نادرست کرنا یہ تو آنجناب کا روزمرہ تھا اب تمام سنیوں کو اس کا انتظار ہے کہ دیوبندی شریعت میں جو میلاد نا درست ہے اس کے درست ہونے کا وقت کب آئے گا؟ اسے بھی غنیمت جانئے کہ گنگوہی صاحب نے عمر طبعی ہی پائی اگر کہیں کچھ زیادہ عمر پاتے تو فقہ حنفی کو بالکل ہی ملیامیٹ کر گئے ہوتے۔ کوا کھانا

ثواب گائے کی اوجھڑی درست، بکرے کا کپورا حلال یہ نئی شریعت نہیں تو اور کیا ہے؟ اب اسی موضوع سے متعلق ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے۔

حوالہ ——

مولانا گنگوہی "کیا پہننا کھڑاؤں چوبیں کا بدعت ہے۔"

جواب۔ "کھڑاؤں چوبیں کا پہننا بدعت نہیں بلکہ بسبب نفع کے اور اس کی اصل ہونے کے کہ جوتہ، اور موزہ بھی درست ہے البتہ بسبب مشابہت جوگیہ کے کسی وقت منع لکھا تھا مگر اب یہ کافر و مسلم میں شائع ہو گئی ہے اب مشابہت اس میں ممنوع نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رشیدیہ مکمل صفحہ ۲۷۴)

قربان جائیے چونکہ لکڑی کی کھڑاؤں پہننے میں نفع ہے اس لئے اب اس کا پہننا بدعت نہیں تو مجھے دریافت کرنے دیجئے کہ میلاد شریف جیسی خیر و برکت بھری محفل میں مسلمانوں کے لئے بے شمار فوائد ہیں نام ہے میلاد شریف کا مگر اسی بہانے مسلمانوں کو طہارت، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ کے احکام و مسائل معلوم ہو جاتے ہیں آخر ش وہ کون سے اسرار و رموز ہیں کہ اتنے منافع اور فوائد کے باوجود آپ کی شریعت کا نادرست میلاد درست کیوں نہیں ہو رہا ہے۔؟ بات اتنی سی بات ہے کہ خود آپکے درست ہونے کی دیر ہے جس دن آپ صحیح العقیدہ ہو جائیں میلاد کی صحت خود

دسواں باب

خلاصۂ گفتگو

بھروسہ شعلوں پہ تاکجا اے کارواں والو
خود اپنی روشنی میں کیوں نہ پہچانو مقام اپنا

کچھ اپنی باتیں

تم ہو مسیحا تم ہی سمجھ لو
میں کیا جانوں درد کدھر ہے

دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں! نام کی کتاب اگر آپ نے حسب ترتیب پڑھنے کی زحمت اٹھائی ہے تو حوالے جات کی روشنی میں یہ فیصلہ بہت ہی آسان ثابت ہوا ہوگا کہ مذہب اہلسنت کے مقابل عصر حاضر میں دیوبندی ازم کسی آتشی اسلحہ خانے سے کم نہیں۔ وہ تو یہ کہیئے کہ مذہب اہلسنت وجماعت اپنی حقانیت وصداقت کی بنیاد پر زندہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اُسے اس وقت تک قائم و دائم رہنا ہے جومن جانب اللہ اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ مگر اس سلسلہ میں انفرادی واجتماعی طور پر ہمیں سوچنا ہے کہ خود ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو کہاں تک محسوس کیا اور اگر محسوس کیا تو اس سے عہدہ برآ ہونے کی ہم نے کہاں تک جدوجہد کی ہے۔ ہمیں بہت دور تک اس کا احساس ہے کہ ہماری جماعت کے دردمند، غیور وحساس اور فعّال ومتحرک افراد نے اپنے اپنے حلقہ اثر میں اپنے کو کسی عشرت کدے میں خاموش نہیں رکھا بلکہ وہاں کی سنگلاخ کنکریلی اور پتھریلی زمینوں کو خوب خوب روندا اور پائمال کیا موقع اس کا نہیں کہ ان کے نام شمار کئے جائیں جماعت کے ایسے ممتاز ومتعارف حضرات ذہنوں میں محفوظ ہیں

اور آج انھیں چند کو ایوان سینٹ کا ستون سمجھا جاتا ہے مگر سوال ہماری اجتماعی زندگی کا ہے۔ اپنے وقت کا یہ ایک ایسا ابھرا ہوا سوال ہے۔ جو لاکھوں لاکھ ذہنوں میں کانٹے کی طرح چبھ رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس ایجنڈے پر سر جوڑ کر بیٹھیں اور وہ امت مسلمہ جو اپنے ناخداؤں سے ایک آس لگائے بیٹھی ہے اس کے زخم جگر کا کوئی مرہم تیار کریں۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم میں جماعتی زندگی کا شعور نہیں سُنّی دنیا فہم و فکر عقل و دانش، دور اندیشی۔ اصابت رائے جیسی گوناگوں اور نوع بنوع صلاحیتیں بے منتشر افراد کے ایک انتہائی شاداب دلکش باغ و بہار غنچے کا دوسرا نام ہے جسکی چھاؤں میں نہ جانے کتنے تھکے ماندے میٹھی نیند سو گئے اور سو رہے ہیں۔ مگر یہ کتنی المناک کہانی ہے کہ ہمارا تھکا ماندہ کارواں خود کس کی چھاؤں میں ٹھنڈی سانس لے؟ اس ہولناک تصور سے ہمارا کلیجہ دہل جاتا ہے کہیں آنے والی نسل ہمارے متعلق یہ گمان نہ کرے کہ ہماری مثال اس روشن چراغ کی سی ہے جسکی روشنی میں نہ جانے کتنے گم کردہ راہ اپنی منزلوں سے ہمدوش ہوئے مگر خود چراغ تلے اندھیرا ہی رہ گیا۔ جہاں دس برتن ہوتے ہیں وہاں آواز کا پیدا ہونا ایک کہاوت ہے اگر سادہ لوح سُنّی مسلمانوں کو اغیار کے جنگل سے محفوظ رکھنا ہے تو ماضی کی تلخیوں کا تذکرہ کئے بغیر کبھی بھی اور کہیں بھی بیٹھ جائیے۔ اور وقت کی صحیح نباضی کر کے ،،اگر متعدد جماعتوں کو تحلیل نہیں کر سکتے،، تو ان کی صلاحیتوں اور دائرہ عمل کے لحاظ سے تقسیم کار کے تحت ہر ایک کو جداگانہ کام سپرد کر دیا جائے ہر چند کہ حالات کے مجبور کرنے پر تقریباً پانچ چھ

برس بیشتر میں نے "آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت" کی داغ بیل ڈالی اس وقفہ میں کبھی تدریجاً اس کا تھوڑا بہت کام ہوتا رہا اور کبھی مسلسل جمود و تعطل طاری رہا لیکن تقریباً ایک سال سے اس کا محدود دائرہ عمل وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے اور ملک کے مختلف صوبوں میں اپنے تعارفی دور سے گذر کر میدان عمل میں اتر چکی ہے اور انتہائی مفید و خوشگوار نتائج سامنے آ رہے ہیں اور جہاں کہیں بھی اس تحریک نے آغاز کار سے جد و جہد کا تسلسل باقی رکھا وہاں خاطر خواہ نتائج رونما ہو رہے ہیں اور دوسروں کے داخلے میں سیسہ پگھلائی دیوار ثابت ہو رہی ہے یہ سب کچھ صحیح اس کا بھی امکان ہے کہ کسی بھی وقت یہ عوامی تحریک ایک عالمگیر تحریک بن جائے۔

مگر میں اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوں کہ سنی تبلیغی جماعت نے از اول تا آخر سنی مسائل کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے۔ میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ اپنے دستور، طریق کار، اغراض و مقاصد اور محدود اسباب و وسائل کے پیش نظر اس کا ایک بہت ہی مخصوص نقطہ فکر ہے اور اگر اس جماعت نے اسی پر قابو پا لیا تو ہم اپنے رب کا سجدہ شکر ادا کریں گے۔ اور خود مجھ جیسے ناکارہ کو اپنی ٹوٹی پھوٹی صلاحیتوں کا علم ہے کہ میں کیا کر سکتا ہوں اور کیا نہیں کر سکتا۔ نہ تو مجھ پر اپنی ہمہ دانی کا بھوت مسلط ہے اور نہ ہی پندار کا جنون ہے جسے جہل مرکب سے تعبیر کیا جائے۔ مناظرہ میں دیوبندیوں سے کرتا ہوں مگر انہوں کے حضور بحث و مباحثہ سے پہلے ہی ہتھیار ڈال دینے کی کوشش کرتا ہوں۔

تبلیغی جماعت کو میں نے وقت کا ایک عظیم فتنہ سمجھا مدتوں انتظار کرتا رہا شاید کسی گوشے سے کوئی آواز آئے اور ہم بھی اسی کاروان کے شریکِ سفر ہو جائیں۔ مگر جب انتظار کی گھڑیاں ناقابل برداشت ہو گئیں تو خود مجھے پہل کرنی پڑی حالانکہ نہ میں اس کا اہل تھا اور نہ ہوں مگر یہاں مرتا کیا نہ کرتا والی مثال ہے میں نے اپنے عوام اور دوستوں کو پکارا کہ ایک ایسے مسافر کا ساتھ دو جو منزل کی طرف اکیلا نہیں جانا چاہتا چونکہ وہ اس کی تنہا منزل نہیں ہے بلکہ تمہاری بھی ہے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ بغیر کسی حجت وتکرار کے لوگوں نے اس حقیقت کا اعتراف کر لیا اور ہر سمت سے آنے والوں کا تانتا بندھ گیا میں آپ کو زحمت سفر دیتا ہوں کہ کبھی آپ حضرات سُنّی تبلیغی جماعت کے آفس میں تشریف لائیں جو اس حد تک مختصر ہے کہ اسے پرندوں کا "دربہ" یا "پنجرہ" کہا جا سکتا ہے مگر میں حالات سے مایوس نہیں ہوں کسی بھی وقت آل انڈیا سُنّی تبلیغی جماعت کی خود اپنی عمارت ہوگی جس میں جماعت کے تمام شعبے جات کا قیام عمل میں لایا جائے گا میں یقین کی ایک ایسی بلند سطح سے اس کا اعلان کر رہا ہوں کہ اب اگر میں اسے توڑ بھی دینا چاہوں تو ایسے افراد پیدا ہو چکے ہیں جنھوں نے اسے اس طرح قبول کر لیا ہے کہ وہ بطیب خاطر پوری حوصلہ مندی سے اس کا بوجھ اپنے کاندھے پر اٹھائیں گے۔

اسی طرح ہمارے علماء اور عمائد اہلسنت کا ایک جم غفیر ہے جو اپنے آپ کو سُنّی تبلیغی جماعت کے لئے وقف کر چکا ہے۔ حالات انتہائی امید افزا ہیں

رب کریم استقلال و دوام عطا فرمائے اور سُنّی مسلمانوں کے وہ افراد جنھوں نے ابھی تک اس کی ضرورت نہیں محسوس کی انھیں اس کے احساس کی توفیق عطا فرمائے آمین

غالباً بات اپنے موضوع سے کچھ دور نکل گئی اور میں اس کی معذرت چاہوں گا کہ اس وقت یہ سُنّی تبلیغی جماعت ہمہ رے ذہن و فکر پر مُسلّط ہے اور بسا اوقات عمداً نہ سہی اضطراراً ایسی باتیں نوک قلم پر آجاتی ہیں اور کچھ اس وقت ایسا ہی ہو رہا ہے مجھے پھر اُسی نقطۂ آغاز پر آنا ہے کہ ہم اس ملک میں سُنّی مسائل کو ایک ایسی پیج پر لائیں جہاں دانشوروں کا اجتماع منتشر بکھرے اور الجھے ہوئے مسائل کو سمیٹ کر اس کا حل تلاش کرے۔ یہ ہماری زندگی کا کتنا کمزور پہلو ہے کہ ہم اپنوں کو اپنا بنا کے نہ رکھ سکیں اور اغیار ہماری اسی طاقت سے اپنے کو مضبوط بناتے چلے جائیں۔ آج ہمارے مقابل الگ الگ دو ایسے کیمپ ہیں جہاں سے ہماری متحدہ طاقت کو منتشر اور پائمال کرنے کے لئے وار پر وار ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں دیوبند ہمارا کھلا ہوا دشمن ہے اور اپنے غلط پروپیگنڈے سے اس نے ہماری اجتماعی قوت کو کس حد تک نقصان پہنچایا ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے البتہ ہمارے اور مکتبہ فکر دیوبند کے درمیان ایک اور دل تیار ہو رہا ہے دَل بدلی جس کی سرشت و فطرت ہے وہ میلاد و سلام کی حد تک ہم سے میل کھاتا ہے اور کفریات دیابنہ پر مطلع ہونے کے باوجود ان کی تکفیر سے کفّ لسان کرکے ان کی بھی ہمدردیاں حاصل کرتا ہے اور وہ بہ گمان خویش ہم جیسوں کو لکیر کا فقیر اور اپنے جیسوں کو روشن خیال

تصور کرتا ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ "حسام الحرمین" ہماری راہ کا روڑا اور فکری آزادی پر ایک سنگین پہرہ ہے ہم انھیں دیوبندیوں سے بھی زیادہ موذی اور خطرناک تصور کرتے ہیں۔

چونکہ وہ کھلا دشمن ہے اور یہ مار آستین ہے زیر مطالعہ کتاب میں اس موضوع پر مختلف پہلو سے روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ ناظرین کے مزاج میں عقیدے کا تصلب پیدا ہو اور یہی ایک ایسی اسپرٹ ہے جو دشمنان مصطفےٰ اور شاتمان رسول سے اجتناب واحتراز پر ابھارتی ہے۔ میری عقل حیران ہے بہ نام اسلام و مسلمان آج نہ جانے کتنے فرقے اور کتنی ٹولیاں ہیں جنکی تعداد ہمارے مقابل دال میں نمک برابر بھی نہیں لیکن وہ اپنے مذہبی افکار خواہ معتقدات ہوں یا معمولات رسم و رواج کسی میں بھی ہماری ضرورت محسوس نہیں کرتے ہم سے الگ تھلگ رہ کر ہر طرح وہ اپنے جماعتی امتیاز کو برقرار رکھتے ہیں۔ مگر نہ جانے کیوں ہماری جماعت کے بعض افراد اس احساس کمتری میں مبتلا ہیں کہ دوسروں کو لئے بغیر ہمارا کام نہیں چل سکتا! مجھے اس مقام پر تردد ہے کہ جس کردار کی میں نشاندہی کر رہا ہوں "احساس کمتری" اس کی صحیح تعبیر ہے یا نہیں؟

بہر حال۔ دیوبند نے نزاعی امور میں عوام کو ایک ایسا غلط ذہن دیدیا ہے کہ ہمارے اور ان کے مابین چند فروعی مسائل میں ہلکے پھلکے اختلافات ہیں اور روز بروز یہی مسائل تقریر وتحریر کے موضوع بنتے جارہے ہیں خدانخواستہ اگر اس سلسلہ کی عمر زیادہ ہوگئی تو دیوبند کے اصل جرم پر اتنا دبیز پردہ پڑ جائیگا کہ آنے والی نسل ان کا اصل چہرہ نہ دیکھ سکے گی اس لئے وقت کی یہ اہم ضرورت

ہے کہ مجرم کا اصل جرم عوام کی کورٹ میں لایا جائے۔ تاکہ توہین نبوت اور تنقیص رسالت سے متعلق جو ان کے جرائم ہیں اسکی طویل فہرست آنکھوں سے اوجھل نہ ہو سکے۔ زیر نظر کتاب کی ترتیب کا مقصد یہی ہے کہ ہم نے اصل مجرم کو کٹہرے میں کھڑا کر دیا ہے اب اس کے بعد آپ کے ایمان و عقیدے کو یہ ایک چیلنج ہے کہ ایسی جرائم پیشہ جماعت کو مزید جرم کی مہلت دی جائے یا فی الواقع قطع تعلق جیسی جن سزاؤں کی وہ جماعت مستحق ہے اسی پر کھلم کھلا عمل درآمد کیا جائے۔

واضح رہے یہ کوئی شخصی یا انفرادی مسئلہ نہیں ہے بلکہ پوری سُنّی برادری کو اسے جماعتی مسئلہ سمجھ کر اپنا مرکز توجہ بنانا چاہئے۔ اسی لئے میں نے مضمون کی ابتدا میں اپنی جماعت کو مخاطب کیا ہے کہ دیوبندیت کے مقابل محض ہمارا انفرادی کام اس کا اصل جواب نہیں ہے بلکہ جماعتی سطح پر ٹھوس اور مضبوط قدم اٹھایا جائے تاکہ وقت کے ایک عظیم فتنے کو ہم آسانی سے پامال کر سکیں۔

میرے اپنے خیال میں آل انڈیا سُنّی تبلیغی جمعیۃ العلماء ہی عصر حاضر میں کچھ فعّال و متحرک جماعت ہے اگر ہمارے اکابر اسکی زمام قیادت سنبھال لیں تو اصاغر کو انکے گرد سمٹ آنے میں دیر نہ لگے گی۔ شاید کہ ہم اسی جھنڈے تلے اپنے عصری مسائل کا ٹھوس اور پائدار حل تلاش کر سکیں،، یہ ایک رائے ہے کوئی حکم و فیصلہ نہیں وقت کی یہ ایک اہم ذمہ داری ہے کاش ہم اپنی منتشر توانائیوں کو ایک مرکز پر سمیٹ سکتے۔

کیا ہوئی تیری نگاہ مہر ساز
کیوں افق سے مانگتا ہے تو سحر

گیارہواں باب

چند ایسے شواہد و نظائر جن کے لئے روشنائی نہیں خونِ جگر چاہئے

(دیوبندیت اپنے اصل روپ میں)

اے ثناخوانِ بہاراں تجھے معلوم بھی ہے
چاکِ دل، چاکِ جگر، چاکِ قبا ہیں کتنے

تتمہ

زباں کو حکم ہی کہاں کہ داستانِ غم کہیں
ادا، ادا سے تم کہو نظر، نظر سے ہم کہیں

زیر مطالعہ کتاب حسب ترتیب اپنے دسویں باب پر ختم ہو چکی تھی اب کرکشن اور تصحیح کے بعد اُسے پریس بھیجنا تھا۔ راجستان کے طویل پروگرام سے یہاں ۲۰ نومبر کو الٰہ آباد پہونچا۔ یہ سفر مری صحت کے لحاظ سے بڑا ہی صبر آزما ثابت ہوا لیکن روحانی آستانۂ نجات کی حاضری ہر درد کا درماں بنتی گئی اور اسی سہارے تمام پروگرام مرحبا سے الوداع تک انجام پذیر ہوتے گئے۔ حق تلفی و ناحق شناسی ہوگی اگر اس موقع پر اپنے ان احباب کو فراموش کر دیا گیا جنھوں نے ایک بیمار کی عیادت اور کسی زخم جگر پر مرہم نہی کو اپنی سعادت سمجھا!

مرے بھائی محترم جناب حاجی محمد علی صاحب جو انتہائی منکسر و متواضع اور علم دوست آدمی ہیں انھیں کا کاشانہ مری قیامگاہ تھا اور حق میزبانی عزیزم فاران کے سپرد تھی اور حاجی صاحب کے دو ملازم عزیزی نمن اور مختار مسلسل مری خدمت پر مامور رہے۔ میں حاجی محمد علی صاحب کی اس ادائے محبت کو

کبھی بھول نہیں سکتا۔ اور مکرمی حاجی محمد علی صاحب جناح مجاہد جلیل مولانا امان
اللہ خانصاحب نجم الدین صاحب بلال صاحب حاجی محمود صاحب جملہ ائمہ مساجد
مولانا قاری محمد یحیٰ صاحب فاران صاحب یہ بھی حضرات اس طرح آتے جاتے
رہے کہ مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑا اسی طرح برادرم عبد المجید خانصاحب وعزیزم
غلام محمد صاحب و عبد الغفار صاحب ناگور شریف ومحترم مخلص جناب حاجی محمد سعید کماتھ صاحب
مولانا ظہور احمد صاحب مولانا مصدق حسین صاحب ظہور بھائی محمد حسن صاحب چودھری
مولانا انصار احمد صاحب عبد الرحمٰن صاحب، حاجی محمد شفیع صاحب حاجی شاہ
محمد صاحب حاجی نصیر الدین مولانا غلام احمد صاحب، مولانا غلام محمد الدین صاحب منیر
حاجی امجد علی صاحب یوسف سیٹھ مولانا مراد علی صاحب آبروئے سنیت مولانا اشفاق
حسین صاحب نعیمی مفتی راجستھان مولانا عبد القدوس صاحب مکرمی بھیا جی اور
فاروق بہلوان[۴۴] یہ وہ حضرات ہیں جنھوں نے اپنے خلوص ومحبت کے گہرے نقوش
چھوڑے ہیں رب کریم ان تمام ہی حضرات کو آسیب روزگار سے محفوظ
رکھے آمین۔

راجستھان کے سفر کی سب سے بڑی سعادت یہ رہی کہ سلطان الہند
خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہ کی حاضری نصیب ہوئی کھاٹو
شریف یہ ایک تاریخی مقام ہے جسے شیخ علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث
دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "مدینۃ الاولیاء" تحریر فرمایا ہے وہاں کے

---

۴۴ راجستھان کے سفر میں کا شاخسانہ فاروق ہی مری مستقل آرام گاہ ہے یہ کھیلنے اور پھوتے رہیں

آستانہ جات پر حاضر ہوا، روضۂ شریف جہاں سرورِ کونین روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جبۂ مبارکہ ہے وہاں حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا امام التارکین سلطان العارفین حضرت سیدی صوفی حمید الدین ناگوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ مبارک پر حاضری رہی یہ دیکھتے ہوئے صوبہ راجستھان کی فرخندہ بختی پر رشک ہوتا ہے کہ اس نے کیسے کیسے آفتاب و ماہتاب اپنے کلیجے سے لگا رکھے ہیں میں تو انہیں حسین تصورات سے جی بہلاتا ہوں

تصور سے کسی کے جگمگاتی ہے سحر میری
کسی کی یاد سے روشن چراغ شام کرتا ہوں

ناظرین سے معذرت کے ساتھ پھر دہلی پہنچنے کی درخواست کرتا ہوں جہاں سے سفر کا آغاز ہوا تھا، چونکہ ایک تازہ سفر تھا اس لئے تذکرہ احباب نوکِ قلم پر آگیا ورنہ ایک کتاب ان تذکروں کی متحمل نہیں ہوتی۔"

لیعنی

اب اس کتاب کو پریس جانا چاہیئے تھا لیکن ناگپور سے مولانا مفتی غلام محمد خانصاحب کا تار آیا کہ مناظرہ ہے ناگپور پہنچو مگر تار میں کسی تاریخ کا ذکر نہیں تھا اس لئے اصولاً میں ان کے خط کا منتظر ہو گیا۔ اچانک ۱۲ ذی الحجہ ۲۴ نومبر ۷۸ء کو خطیب ہند مولانا مجیب اشرف صاحب و بھائی سید شمس الدین صاحب مولانا غلام محمد خاں صاحب کا پیغام لے کر غریب خانے پر تشریف لائے۔ جس پیغام کا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا ارشاد احمد سفیر دارالعلوم دیوبند راغب بھوپالی اور مولوی نور محمد ٹانڈوی نے ناگپور کی مذہبی فضا کو مکدر

کر دیا ہے اور سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب وشتم، دشنام طرازی اور گالی گلوج کی وہ بوچھاڑ کی گئی ہے جس سے سنیوں کا کلیجہ چھلنی ہو گیا ہے نیز مسلک رضویت پر ایسے رکیک وناروا حملے کئے گئے ہیں جس سے آدمیت اور انسانی شرافت شرمندہ ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دیوبندیوں کے اسٹیج پر سانڈے کا تیل فروخت کیا جارہا ہے۔ اور فٹ پاتھ پر بیٹھنے والی حکیموں کی یٹم جڑی بوٹیوں کا نیلام کر رہی ہے۔ یا سبزی مارکیٹ کے سڑے گلے مال کو فروخت کرنے والے بیوپاری، ہر مال ملے گا دو آنہ،، ہر مال ملے گا دو آنہ،، کا شور مچا رہے ہیں۔ دیوبند کے گلبہر اور مینو بھٹ مولویوں کے سامنے تہذیب وشرافت سر جھکائے کھڑی تھی اور نام نہاد مذہبی اسٹیج پر انسانیت اور آدمیت کا قتل عام ہوتا رہا سنیوں نے انتہائی صبر وتحمل سے کام لیا البتہ جب دیوبندی اسٹیج سے چیلنج مناظرہ دیا گیا تو ناگپور کے خوش عقیدہ مسلمانوں نے ''چشم روشن دل ماشاد'' کہکر اسے قبول کیا۔

اور جب اس سلسلہ میں ان کا تعاقب کیا گیا تو مولوی ارشاد احمد نے بھیونڈی کے مناظرہ کا حوالہ دیتے ہوئے یہ کہا کہ، ہم بغیر کسی ثالث ؍ حکم کے مناظرہ کو تیار نہیں،، ''مناظرہ رشیدیہ'' فن مناظرہ کی ایک اصولی کتاب ہے جسے فریقین تسلیم کرتے ہیں چنانچہ اسی کی روشنی میں جب دیوبندی مولویوں سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ کیا شرائط مناظرہ میں حکم کا ہونا ضروری ہے اگر ہے تو ہم اس کا حوالہ چاہتے ہیں اور اگر ایسا نہیں ہے تو حکم کی قید پر مناظرہ کو موقوف کیوں جاتا ہے؟ تو مولوی ارشاد نے پھر وہی رٹ لگائی کہ بھیونڈی کے مناظرہ میں سنیوں

کی مناظرہ کمیٹی اس قید کو تسلیم کر چکی ہے لہٰذا ہم بغیر کسی ثالث اور حکم کے مناظرہ کو تیار نہیں سنیوں نے کہا اسے ہم جناب کا فرار اور دیوبندی مکتبہ فکر کی ہزیمت تصور کرتے ہیں مگر ریزلٹ و نتیجے میں یہ بات نظر آئی کہ "جھالو پھس میں آگ لگا کر راتوں رات غائب" ناگپور کے اجلاس میں مولوی ارشاد اور ان کے ساتھیوں نے اکثر وہی باتیں دہرائیں جس کا جواب میں اپنی کتاب "انکشافات" میں دے چکا ہوں "الملفوظ" وغیرہ پر دیوبندیوں کے چند لوگس اور بے جان سوالات تھے مگر ان کا خیال تھا کہ یہ وہ سوالات ہیں جس کے جوابات نہ ہو سکیں گے مگر بحمداللہ ان کے ایک ایک سوال کا دندان شکن مسکت اور مدلل جواب "انکشافات" کے ذریعہ انھیں دیا گیا اور اسی موضوع پر فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ کی "التحقیقات" نامی کتاب بھی قابل مطالعہ ہے جو حوالہ جات کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ایک نادر و نایاب کتاب ہے جس میں تحقیق در لیسرچ اور تنقید و تبصرہ کا بھرپور حق ادا کیا گیا ہے۔ البتہ ناگپور کے اجلاس میں پرانی باتوں کے علاوہ افتراق و انتشار کی آگ بھڑکانے کے لئے ایک نئی تکنک استعمال کی گئی تاکہ اس ملک کی علم پرور، علم دوست، مذہبی و مذہب آشنا، انصاری برادری، "مسلک اعلیحضرت" سے منحرف اور برگشتہ ہو جائے۔

خدا کا شکر ہے یہ وہ برادری ہے جس نے آج ہندوستان میں مدارس عربیہ و فارسیہ کا کم و بیش، پچاس فیصد بوجھ اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا اور علوم عربیہ سے جو شغف و لگاؤ انصاری برادری کو ہے وہ دوسروں میں علی العموم

اقل قلیل ہے۔

دوسری برادریاں ان علوم کی تائید وحمایت تو ضرور کردیتی ہیں مگر عملاً اس میں اس کا حصہ زیرو کے لگ بھگ ہے آج جتنے علما، حفاظ، وقرّاد انصاری برادری میں ملیں گے دوسری برادریوں کا آغوش اس نعمت کبریٰ سے خالی ہے چونکہ ناگپور کا اجلاس "مومن پورہ محلہ" میں تھا اس لئے اس برادری کو اکسانے اور بھڑکانے کے لئے مولوی ارشاد احمد وغیرہ نے فتاوی رضویہ سے اس عبارت کو پیش کیا جو مسئلہ کفو سے متعلق ہے تاکہ اس حوالے کو دیکھ کر انصاری برادری برافروختہ ہو کر اعلحضرت فاضل بریلوی سے برگشتہ ہوجائے۔ یہ ہیں وہ حضرات جو ایک بنو اور نیک بنو کا جھوٹا اور کھوکھلا نعرہ لگاتے ہیں۔

اتحاد و اتفاق کے نام نہاد علمبردار مولویوں سے پوچھو کیا ملک میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی یہی صورت ہے جو تم نے اختیار کر رکھی ہے؟ تم مسلمانوں کی شیرازہ بندی توڑنے اور ان میں افتراق وانتشار کی آگ بھڑکانے کی نئی نئی راہیں اور نت نئے ہتھیار تلاش کرتے رہتے ہو۔ گویا تم سے مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق ایک آنکھ دیکھا نہیں جاتا۔ دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے والو اپنی آنکھ کا شہتیر کیوں نہیں دیکھتے۔ فتاوی رضویہ میں امام احمد رضا کا فتوی تو تمہیں مل گیا جو ان کی اپنی بات نہیں بلکہ ائمہ احناف کے اقوال کے نقل کی حیثیت ہے یقیناً ہم سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے عصر کا امام و مجدد جانتے ہیں مگر ہم انہیں مجتہد نہیں تسلیم کرتے وہ خود سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد تھے۔

مسائل میں وہ خود اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ جن مسائل میں فقہاء احناف نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اپنے فتاوے میں انھیں اقوال کو نقل فرما دیتے ہیں۔ اگر نقل اقوال کوئی الزام ہے تو یہ الزام سیدنا امام احمد رضا کے سر نہیں بلکہ ان فقہاء کرام کے سر آتا ہے جو سیدنا امام احمد رضا کا مقتدا و پیشوا ہیں۔ "نادانو" رضا دشمنی میں تمہیں اتنا بھی ہوش نہیں رہ گیا کہ تمہارے ترکش کا تیر کس کے سینے پر پیوست ہو رہا ہے۔ تم نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ جو چنگاری تم نے پھینکی ہے اس سے کس کا دامن سُلگ رہا ہے۔ تمہیں تو صرف اس سے کام کہ کوئی ایسا ہتھیار استعمال کرو جس سے مسلمانوں کی یک جہتی پارہ پارہ ہو جائے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہارے پیشوا مولانا اشرف علی تھانوی برٹش گورنمنٹ سے چھ سو روپیہ ماہانہ کا وظیفہ کیوں پاتے۔ برطانیہ گورنمنٹ کی یہ نوازشات و عنایات اسی لئے تھیں کہ روپیہ لے کر مسلمانوں کو لڑاتے رہو مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ تمہارے اسلحہ خانے کا کوئی نیا ہتھیار نہیں ہے مسلمانوں کو آپس سے لڑانے ان میں پھوٹ ڈالنے کا ہتھیار تمہیں اپنے پرکھوں سے ملا ہے! اس طرح تبلیغی جماعت کو بھی ابتداً برٹش گورنمنٹ روپیہ دیتی رہی کیا نماز و کلمہ کے پرچار کے لئے ہرگز نہیں محض اس لئے کہ روپیہ لیتے رہو اور مسلمانوں کو لڑاتے رہو۔ یہ تمہارا آج کا بیتیہ نہیں بلکہ پُرانا اور بہت پُرانا ہے۔

---

[1] حوالہ کے لئے خون کے آنسو، قہر آسمانی اور انکشافات میں ملاحظہ فرمایئے

تمہارے بڑوں نے جو کچھ کیا ہے وہی تم بھی کر رہے ہو۔ مولوی ارشاد وغیرہ کا خیال تھا کہ ہمارا یہ حربہ تیر بہدف کی حیثیت رکھے گا۔ لیکن ناگپور کی غیور، ہوش مند، دور اندیش اور پڑھی لکھی انصاری برادری نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ ہر چند کہ علماء دیوبند نے خلفشار مچانے کی کوشش کی مگر ناگپور کے مسلمان ان کے کالے کرتوتوں سے بہت اچھی طرح واقف ہیں اور ان کے ماضی کا ریکارڈ ابھی تک وہ بھولے نہیں ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ آج سے تقریباً نصف صدی بیشتر اکابر دیوبند نے انصاری برادری پر نارروا حملے کئے تھے اور ان کی عزت و شرافت کو اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنانا چاہا تھا مگر قصبہ مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ کے غیور مسلمانوں نے اکابر دیوبند کے خلاف جب صدائے احتجاج بلند کی تو علماء دیوبند نے ان کے سامنے ہتھیار ڈال دئے اگر اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو مری کتاب، خون کے آنسو جلد دوم، کا صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰ ملاحظہ فرمائیے۔

علماء دیوبند کی فضول بکواس پر مئو ناتھ بھنجن کی جمعیۃ الانصار نے جو کتابچہ شائع کیا تھا اس کے ٹائیٹل پیج کی سرخی یہ تھی۔

"ڈوب مرنے کی جگہ ہے دوستو"

مفتی صاحب دیوبند اور غریب پیشہ ور اقوام۔

مفتی صاحب دیوبند اور حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے علمی تہذیب کا نمونہ اور گرد نوں پیشہ ور مسلمان بھائیوں کی توہین

وتذلیل ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

میں اس حوالے کو اب دُہرانا نہیں چاہتا، خون کے آنسو، میں بھی جو کچھ میں نے لکھا تھا وہ بادلِ ناخواستہ تھا میں ایسے مباحث سے ذہنی الجھن اور قلبی دکھ محسوس کرتا ہوں مگر اس وقت ناگپور کے حالات نے مجبور کیا کہ اس کی اس طرح نشاندہی کردی جائے تاکہ دلوں کا میل دھل جائے اور ذہنوں کا غبار چھٹ جائے میری حیثیت جارح کی نہیں بلکہ مدافع کی ہے۔ چونکہ ملک کی ایک علم دوست برادری کی آڑ لے کر ہمارے امام اور ہمارے مسلک کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے اس لئے ہمارا اخلاقی فریضہ ہے کہ مسئلہ کی اصل نوعیت ہم عوام کے کورٹ میں پیش کردیں۔

حضرات! فقہ کی کتب متداولہ میں باب الکفو کا صراحتہً تذکرہ ہے اور ائمہ احناف نے معاذ اللہ کسی کی تذلیل و تحقیر کی نیت سے اس باب کو قائم نہیں کیا بلکہ نکاح و شادی میں معاشرے کے اس نشیب و فراز کو ملحوظ خاطر رکھا جس سے ازدواجی زندگی کا مستقبل تاریک نہ ہوسکے۔ اور نکاح کے مفہوم میں زندگی گذارنے کے جو اشارے مضمر ہیں ان کے نباہ میں کوئی رکاوٹ نہ حائل ہو بلکہ زندگی کا یہ سفر بغیر کسی الجھن کے طے ہوتا رہے اور یہ ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو نقل سے ہٹ کر خود عقل کا بھی یہی مقتضا ہے ورنہ اسلام بہ حیثیت مسلمان کسی بھی مسلمان پر اس قسم کا کوئی پہرہ نہیں بٹھاتا چنانچہ کتابوں کے حوالے جات سے ہٹ کر خود انسانی رسم و رواج میں تمدن اور

معاشرہ کا خیال رکھا جاتا ہے اگر گہرائی سے محسوس کیا جائے تو گویا کوئی خارجی دباؤ نہیں بلکہ یہ ایک طبعی و فطری تقاضا معلوم ہوتا ہے۔ اور زندگی کے عام تجربات نے بھی انسانی ذہن و فکر کو اسی راہ پر لگایا ہے۔

بہر حال مجھے کہنا یہ ہے کہ سیدنا امام احمد رضا نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے یہ ان کا اپنا کہنا نہیں ہے بلکہ فقہائے احناف نے جو کچھ فرمایا اسی کی ترجمانی ہے لیکن اب مولوی ارشاد سے یہ دریافت کیجئے کہ آپ کے اکابر علماء نے جو اپنی طرف سے ارشاد فرمایا محض انصاری برادری کو دکھ پہنچانے اور ان کی تحقیر و تذلیل کی نیت سے آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ اب اس ذیل میں آپ چند حوالے جات ملاحظہ فرمائیں جس پر انسانیت و شرافت صبح قیامت تک ماتم کرتی رہے گی۔

کانٹوں سے کے انتقام کی شاید خبر نہ تھی
پھولوں پہ ہاتھ ڈالنے والے اچھل پڑے

مجالس الحکمت یعنی ملفوظات مولانا اشرف علی تھانوی کے صفحہ ۲۶ کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

محمود اور مقصود کا فرق بتاتے ہوئے مولانا تھانوی فرماتے ہیں۔

،، اگر عمدہ حالات محسوس ہوں فبہا ورنہ کچھ ملال نہ کرے اور اگر وہ شرائط موجود نہیں ہیں تو خواہ اس کے زعم میں معراج ہی کیوں نہ ہونے لگے مگر اس کو جولاہے والی معراج سمجھے ،، الحاکمت ع

اذا صلی یومین انتظر المعراج"

(مجالس الحکمت مولانا تھانوی ص۴۲)

مولانا تھانوی نے جو کچھ فرمایا ہے یہ فقہائے احناف کا قول نہیں ہے بلکہ خود یہاں کے نفس امارہ کا حکم ہے کہ انصاری برادری پر ایسے حملے کرو جس سے ان کی تذلیل و تضحیک ہو۔ اگر ان کے دل میں اس برادری کی عزت و عظمت کا معمولی بھی احساس ہوتا تو وہ ہرگز ہرگز ایسا نہ کہتے اور تھانوی صاحب نے کہہ بھی دیا تھا تو ان کے اخذ ناب کو اسے چھاپنا نہیں چاہئے تھا یہ کوئی وحی الہی نہیں ہے کہ اگر اسے چھوڑ دیا جائے گا تو قرآن کی ایک آیت چھوٹ جائے گی معاذ اللہ لیکن یہاں تو پوری پارٹی نے کر رکھی ہے کہ ایسی چنگاری چھوڑو جس سے مسلمانوں کا دامن اتحاد بھسم ہو جائے کہاں ہیں مولوی ارشاد راغب بھوپالی مولوی نور محمد ٹانڈوی ناگپور محلہ مومن پورہ ہی کے جلسے میں وہ اس عبارت کی صفائی دیکر مسلمان بھائیوں کو مطمئن کریں۔

مولانا تھانوی کی ایک دوسری عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

"ہاں اتنا ضرور ہے کہ ایک دو کے کہنے سے الگ نہ ہوں گا کیونکہ یہ تو لہو و لعب ہو جاوے گا جب الگ کرنا ہو دس آدمی مجھ سے

عہ جولاہا دو دن نماز پڑھنے کے بعد معراج کا انتظار کرتا ہے۔

کہدیں فوراً الگ ہو جاؤں گا۔ اس میں اس بات کی بھی قید
نہیں کہ وہ کہنے والے سربرآوردہ لوگ ہوں ایک جولاہہ کو بھی
یہ خیال پیدا ہو تو نو آدمیوں کو اور اپنا ہم خیال کرے اور مجھ کو
زبانی یا تحریری اطلاع کردے بس کافی ہے۔"

مجالس الحکمت مولانا تھانوی ص۲۰

یہ کوئی عبرانی یا سریانی عبارت نہیں ہے۔ اردو کی ایک بہت ہی سادہ زبان
ہے اہل زبان بہت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ "سربرآوردہ" کے مقابل جس
لب و لہجہ یا جس تیور میں لفظ "جولاہہ" استعمال کیا گیا ہے اس میں کس حد
تک اس برادری کی تنقیص اور توہین کا جذبہ ہے۔ مجھے ان عبارتوں کے
نقل کرنے میں انتہائی دکھ اور ملال ہے مگر شاتمان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء
نے ہم لوگوں سے برگشتہ کرنے کے لئے جو ہتھیار استعمال کیا ہے اس کی مدافعت
میں ہم انہیں کے اسلحہ خانے کے ہتھیار قوم کے ہاتھوں میں دے رہے ہیں
تاکہ وہ اسی سے مظلوم کی حفاظت اور ظالم کا سر قلم کرسکے!

اسی ضمن میں ارواح ثلٰثہ کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

حکایت نمبر ۲۹۱ "مولوی فاروق صاحب نے فرمایا کہ مولانا احمد حسن صاحب
"دیوبندی" نے ارشاد فرمایا کہ جب میں اول اول مولانا قاسم صاحب
کی خدمت میں حاضر

> ہوا تو مولانا محمد قاسم صاحب کی خدمت میں ایک جولاہا آیا اور دعوت کے لئے عرض کیا مولانا محمد قاسم صاحب . . . نے منظور فرمالیا یہ امر مجھکو بہت ناگوار ہوا اتنا کہ جیسے کسی نے گولی ماردی کہ بھلا جولاہے کی دعوت بھی منظور کرلی الخ۔
>
> (ارواح ثلٰثہ ص۲۷۴)

آدا زدوار شاد کو ارشاد کہاں ہے۔ اپنے مجرمانہ کردار پر پردہ ڈالنے کے لئے فتاویٰ رضویہ کا نام لیتے ہو۔ پہلے اپنے گھر کی خبر لو پھر سیدنا امام احمد رضا کی چوکھٹ پر حاضری دینا۔

سنگ و آہن بے نیاز غم نہیں
دیکھ ہر دیوار و در سے سر نہ مار

لیجئے بہشتی زیور کا ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

> مسئلہ ۹: پیشہ میں برابری یہ ہے کہ جولاہے درزیوں کے میل اور جوڑے کے نہیں اسی طرح نائی دھوبی وغیرہ بھی درزی کے برابر نہیں۔ (بہشتی زیور حصہ چہارم ص۱۷)

اب ٹانڈوی صاحب اور ارشاد صاحب سے دریافت کیجئے کہ مولانا اشرف علی تھانوی پر کیا حکم ہے؟

واضح رہے ہم کسی بیل، چھیڑ چھاڑ دیا۔ آ بیل مجھے مار کے قائل نہیں لیکن ہمارے اکابر نے اتنا ضرور بتایا ہے کہ چھیڑو مت اور چھڑ جائے تو چھوڑو مت پر عمل کرنا چنانچہ مندرجہ بالا حوالے جات اسی اصول کے آئینہ دار ہیں۔ ہمیں علمائے دیوبند سے کل بھی شکایت تھی اور آج بھی ہے کہ ان کے اکابر نے انصاری برادری کی تضحیک و تذلیل میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور اس وقت تک شکایات رہے گی جب تک وہ اپنی ان ناشائستہ حرکات پر نادم و شرمندہ ہو کر معافی کے طلبگار نہ ہوں اور اس کا اعلان کر دیں کہ اب آئندہ یہ عبارات ہماری کتابوں میں ہرگز ہرگز نہ چھپیں گیں۔

اہل سکوں سے کھیل نہ اے موج انبساط
اک دن الجھ کے دیکھ کسی بدنصیب سے

تبلیغی جماعت سے متعلق

ایک سنسنی خیز انکشاف

تو خود کو فرشتہ نہ سمجھ واعظِ ناداں
دُنیا میں تیرے رنگ کے انسان بہت ہیں

ناگپور کے اجلاس میں مولانا ارشاد نے تبلیغی جماعت کا خوب خوب گن گایا ہے اور گانا بھی چاہئے سب ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں تبلیغی جماعت کے امراء کا کہنا ہے کہ ہم کسی سے کچھ نہیں لیتے فی سبیل اللہ ہم گلی گلی کوچہ کوچہ گشت کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنا راشن پانی ساتھ لے کر چلتے ہیں اس کے خلاف کل ہم نے کچھ کہا تو آپ نے ہمیں منہ چڑھایا ہم پر الزام لگایا لیکن اب اس اخبار کی رپورٹ کو کیا کیجئے گا جو آپ کے گلے کا پھندا اور سر پر لٹکی تلوار ہے۔ ملاحظہ فرمائیے

حوالہ ملاحظہ ہو (روزنامہ ہندوستان ۲۷ فروری ١٩٧٦ء بمبئی ۸)

تبلیغی جماعت کو غیر ملکی مالی امداد قبول کرنے پر پابندی ملک بھر میں ۶۰ اجتماعیتوں اور اداروں کی فہرست شائع۔

نئی دہلی ——— ۲۶ ——— فروری

مرکزی حکومت نے ۶۰ تنظیموں اور جماعتوں پر پابندی عائد کردی ہے

کردہ بغیر پیشگی اجازت کے غیر ملکی مالی امداد قبول نہیں کرسکتیں۔ سرکاری
حکم میں جن اداروں پر غیر ملکی امداد قبول کرنے پر پابندی عائد کر
دی گئی ہے سرکاری گزٹ میں ۱۰۶ اداروں اور ان میں ۷ ٹریڈ
یونین، ۲۵۱ نوجوانوں جماعتوں کا ذکر ہے۔ طلبا کی انجمن، چھ خواتین
کی انجمن ۳۸ متفرق طرز کی انجمنیں شامل ہیں جن میں ایسی بھی
انجمنیں شامل ہیں جو کسی سیاسی جماعت کا دم چھلہ ہوں۔ اس
سرکاری فرمان کے خلاف عمل کرنیوالے کو سزائے قید یا جرمانہ دونوں
سزا دی جاسکتی ہے۔ غیر ملکی امداد (ریگولیشن) کے قانون سنہ ۱۹۷۶ء
کی دفعہ ۵ (۱) میں کہا گیا ہے کہ سیاسی نوعیت کا کوئی ادارہ یا کوئی
سیاسی جماعت غیر ملکی امداد قبول نہیں کرسکے گی۔ بجز اس حالت میں
کہ اس کی پیشگی اجازت مرکزی سرکار سے لے لی گئی ہو۔ پابندی
عائد جماعتوں اور اداروں کی فہرست سنٹرل گورنمنٹ ایک سرکاری
گزٹ میں شائع کرے گی۔ سرکاری پریس نوٹ کے مطابق مرکزی
حکومت ہند نے ایک غیر معمولی گزٹ میں ۱۰۶ پابندی عائد
اداروں کا نام شائع کیا ہے۔ چند مخصوص جماعتوں کا یہاں ذکر کیا جارہا ہے

۱۔ مسلم کانفرنس جموں و کشمیر سرینگر
۲۔ اسلامی اسٹیڈی سرکل جموں و کشمیر سرینگر
۳۔ عوامی ایکشن کمیٹی جموں و کشمیر میر واعظ منزل راجوری کدل سرینگر
۴۔ جموں و کشمیر انقلابی فرنٹ سرینگر۔ اور کئی دیگر

کیا اس اخباری رپورٹ کے بعد بھی کسی کے منھ میں زبان ہے جو یہ کہہ
سکے کہ تبلیغی جماعت کہیں سے کچھ نہیں لیتی اگر آپ غیر ملکی مالی امداد قبول نہیں
کرتے تو حکومت ہند نے آپ پر پابندی کیوں لگائی۔؟
آخرش سچ بولنے میں آپ کا کیا بگڑتا ہے آپ بھی انسانوں ہی کی بستی میں
رہتے ہیں ہر شخص ضروریات زندگی سے واقف ہے آپ اپنے کو لاکھ چھپاؤ مگر
نہ تو انسانی ذہن وفکر پر پہرہ بٹھا سکتے ہو اور نہ ہی ہونٹوں پر تالے لگا سکتے ہو
اپنے منھ میاں مٹھو نہ بنو بلکہ یہ سوچو۔

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

ہندوستان ہی کا نہیں بلکہ دنیا کا مسلمان سمجھ چکا کہ آپ کس کے ایجنٹ ودلال
ہیں۔ تبلیغی جماعت کی مثال ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور جیسی
ہے اب دنیا نے آپ کے دونوں دانت دیکھ لئے تبلیغی جماعت کا کہنا ہے ہم تو صرف
کلمہ اور نماز کے لئے نکلے ہیں ہم عقائد سے کوئی بحث نہیں کرتے یہ کھلا ہوا چھل
اور فریب ہے پورے ملک کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے قدم جہاں
بھی جم گئے وہاں سے میلاد رخصت قیام غائب نیاز وفاتحہ پر پہرہ عرس وچادر
پر شرک وبدعت کا الزام، علم غیب رسول کا انکار غرض کہ سنی معتقدات اور
معمولات ومراسم پر تیشہ زنی ان کا شیوہ ہے اس لئے آبادیوں کو اگر ان کے فتنے
سے محفوظ رکھنا ہے تو اپنی مساجد میں سنی تبلیغی جماعت کے زیر اہتمام درس قرآن
کا سلسلہ شروع کردیجئے اگر یہ بھولے بھٹکے آجائیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ جس کام
کے لئے آپ نکلے ہیں وہ کام جہاں نہ ہوتا ہو وہاں جاکر اپنا نصاب سنائیے

یہاں سُنّی تبلیغی جماعت کا نصاب پڑھا جاتا ہے ہمیں آپ کے نصاب کی ضرورت
نہیں اور اگر وہ آنے پر اصرار کریں تو ان سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ اگر
آپ آنا ہی چاہتے ہیں تو آئیے لیکن کل تک آپ نے پڑھا تھا تو ہم نے سُن
لیا تھا مگر اب ہم پڑھیں گے اور آپ کو سننا ہوگا اس جواب پر چہرے کا رنگ
ملاحظہ فرمائیے ایک رنگ آئے گا اور ایک رنگ جائے گا۔

خدا کا شکر ہے راجستھان کے عام حلقوں میں سُنّی تبلیغی جماعت کے "درس
قرآن" کا پروگرام عملاً قبول کر لیا گیا کمرانہ، کُچامن سٹی، بیکانیر، باسنی
کھاری، پھلواڑہ، پالی، جودھپور وغیرہ میں درس قرآن کا سلسلہ شروع
ہو گیا ہے ابرِ سنیت حضرت مولانا اشفاق حسین صاحب نعیمی مفتی راجستھان نے
سُنّی تبلیغی جماعت کو بطیب خاطر قبول کر لیا ہے نیز قائد ملّت حضرت مولانا
سید اسرار الحق صاحب صدر آل انڈیا مسلم متحدہ محاذ حضرت مولانا مفتی اختر حسین
صاحب دار العلوم رضویہ کیتھون حضرت مولانا داؤد خاں صاحب پرنسپل مدرسہ
رضویہ اندے پور اور دیگر علماء نے اس دینی تحریک کو نہ صرف قبول کر لیا بلکہ عملاً
ان کی ہمدردیاں شریک حال ہو گئیں۔ اور پورے راجستھان میں جماعتی کام تیزی
سے بڑھ رہا ہے اس وقت بھی راجستھان میں مقرر گرامی جناب مولانا عبد الرزاق
جبلپوری آرگنائزر سُنّی تبلیغی جماعت فاضل گرامی جناب مولانا جلیل احمد صاحب
مصباحی مبلغ سُنّی تبلیغی جماعت سرگرم عمل ہیں۔ یہ تنہا کسی ایک کا کام نہیں ہے
پوری سُنّی برادری کا مشترکہ مسئلہ ہے اس لئے اس دینی تحریک کو عام سے
عام تر کرنے کے لئے ہر ایک کو حصہ گیر و شریک کار ہونا چاہئے۔

میں شکر گذار ہوں جناب الحاج بڈّن صاحب قادری رضوی صدر مدرسہ دستگیریہ منڈگور و جناب الحاج محمد سعید صاحب قادری رضوی و جناب حاجی محمد علی صاحب و حاجی محمد علی جناح صاحب کہ یہ حضرات عملاً مرے قوت بازو بن چکے ہیں ان کی حیثیت تماشائیوں جیسی نہیں ہے۔ بہت سے حضرات کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہیں کہ اس تحریک کا انجام کار کیا ہوگا خدا لاقدیر اخلاص نیت سے اس دینی تحریک کو آگے بڑھانے کے اسباب و ذرائع فراہم فرمائے آمین۔

کانٹوں سے گذر جاتا ہوں دامن کو بچا کر
پھولوں کی سیاست سے میں بیگانہ نہیں ہوں

ایک غلط فہمی کا ازالہ

تِل کے اُوٹ پہاڑ

دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آئے

ناگپور کے حالیہ اجلاس میں علماء دیوبند نے جو دھاچوکڑی کی ہے اس کا ایک گوشہ یہ بھی ہے کہ مولوی ارشاد احمد وغیرہ نے "تجانب اہل السنۃ" سے عوام کو غلط ذہن دینے کی بھی ناکام کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء اہلسنت اپنے سوا کسی کو مسلمان سمجھتے ہی نہیں اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ چند ایسے حقائق و شواہد آپ کے سامنے پیش کئے جائیں جس آئینے میں آپ علماء دیوبند کو اچھی طرح دیکھ سکیں!

اب تفصیل کا موقع نہیں کتاب پریس جارہی ہے اس لئے صرف چند شواہد پر اکتفاء کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ حسب ضرورت اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی جائے گی تاکہ دیوبندیت کا اصل روپ آپ کے سامنے آسکے!

جماعت اسلامی دیوبند کی نظر میں

فرمایا (مولانا حسین احمد سابق صدر دیوبند) اسلام کے نام پر

بہت سی جماعتیں وجود میں آئیں لیکن یہ جماعت جو جماعت اسلامی کے نام سے ہے ان تمام جماعتوں سے بہت زیادہ خطرناک ہے آج مولانا صبغۃ اللہ مولانا امین احسن صاحب اصلاحی جو اس جماعت کے سرگرم رکن تھے اس جماعت سے الگ ہو کر حضرت کے اس ارشاد کی عملاً تصدیق کر رہے ہیں۔
(شیخ الاسلام نمبر ص ۱۵۹)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کی نظر میں تمام فرقہ ہائے باطلہ میں سب سے زیادہ خطرناک جماعت اسلامی ہے

دوسرا حوالہ

روافض۔ علماء دیوبند کی نظر میں

"رافضی نے تو صرف چند صحابیوں کی توہین کی اور اس "جماعت اسلامی" نے تو تمام اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تنقیص و توہین کر دی یہ کہتے ہیں صحابہ معیار حق نہیں ہیں الخ"
شیخ الاسلام نمبر ص ۱۵۹

نوٹ:۔ گویا روافض اور جماعت اسلامی توہین صحابہ میں یکساں و برابر ہیں۔ لہذا علماء دیوبند کی طرف سے دونوں پر ایک ہی حکم جاری کیا جائے گا۔ چونکہ دونوں

توہینِ صحابہ کے مجرم ہیں!

تیسرا حوالہ

علماء دیوبند کی نظر میں جماعت اسلامی غیر ناجی "جہنمی" ہے۔

> "فرمایا" مولانا حسین احمد" جو حدیث میں جماعت کے بہتر فرقوں کی خبر آئی ہے اور صرف ایک فرقہ کو ناجی اور دوسرے تمام فرقوں کو غیر ناجی فرمایا گیا ہے میں دلائل و براہین کی روشنی میں پورے شرح صدر سے کہتا ہوں کہ یہ جماعت اسلامی بھی ان ہی غیر ناجی فرقوں میں سے ہے۔" (شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۵۹)

نوٹ:۔ علماء دیوبند کی نظر میں اہل تشیع توہینِ صحابہ کے مجرم ہیں اور جماعت اسلامی جہنمی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔

غیر مقلدین

علماء دیوبند کی نظر میں

"ایک مرتبہ" مولانا رشید احمد گنگوہی" نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ علماء دین کی توہین اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں قبر کے اندر ان کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جس کا جی چاہے دیکھ لے غیر مقلدین چونکہ ائمہ دین کو برا کہتے ہیں اس لئے ان کے پیچھے بھی نماز

پڑھنی مکروہ فرمائی "۔ (تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۲۸۲)

نوٹ:۔ یہ عبارت اس قدر واضح اور غیر مبہم ہے کہ کسی تبصرے کی محتاج نہیں "بس اتنی زحمت کیجئے کہ اگر غیر مقلدین نے اس حوالے کو نہ دیکھا ہو تو انھیں اس کی زیارت کرا دیجئے۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ ————

"ان "غیر مقلدین" کی نیکی میں شک نہیں لیکن نیکی بدرجہ محبوبیت نہیں کیونکہ ان "غیر مقلدین" حضرات میں عموماً ادب کی کمی ہوتی ہے بیباک ہوتے ہیں اور تقویٰ کا اہتمام بھی بہت کم کرتے ہیں جس سے اک گونہ انقباض ہوتا ہے"

(اشرف السوانح جلد اول ص ۱۲۴)

نوٹ:۔ مولانا تھانوی کی نظر میں غیر مقلدین کی جو حیثیت ہے آپ نے ناظرین نے ملاحظہ فرمایا

اب ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے۔ ————

"مولوی عبدالمجید صاحب ہزاروی فرماتے تھے کہ جب میں نے مولوی نذیر حسین دہلوی "غیر مقلد" کے پاس حدیث شریف پڑھنی شروع

کی تو دل اندر سے گھبراتا تھا اور خواب میں اکثر خنزیر کے بچے نظر آیا کرتے کہ مرے چاروں طرف پھرتے ہیں۔"

(تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۳)

محمد بن عبد الوہاب نجدی
مولانا حسین احمد کی نظر میں

"الحاصل وہ "محمد بن عبد الوہاب نجدی" ایک ظالم و باغی، خونخوار، فاسق شخص تھا۔ (الشہاب الثاقب مولانا حسین احمد صفحہ ۵)

نوٹ :۔ ایک ہی سانس میں مولانا ٹانڈوی نے نجدی پیشوا کو ظالم، باغی خونخوار فاسق سب کچھ کہہ ڈالا

سیدنا امام احمد رضا
علماء دیوبند کی نظر میں

"اس کے لئے صرف مولانا حسین احمد کی کتاب الشہاب الثاقب کا مطالعہ کافی ہوگا جس میں عاشق رسول مجدد مأتہ حاضرہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھ سو چالیس گالیاں دی گئی ہیں جس کو فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی اجمل شاہ صاحب علیہ الرحمہ والرضوان نے ردّ شہاب ثاقب میں شمار فرمایا ہے ایک اور دلخراش حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ شامی

علماء دیوبند کی نظر میں

"شامی کی اس عبارت کو رضاخانی بڑے فخر سے اپنے رسالوں میں نقل کرتے ہیں" چند سطر بعد۔ "مگر ان کو کیا معلوم کہ ابن عابد شامی نے حکومت کے اثر سے ان غریبوں کو بدنام کیا اور ان (نجدیوں) کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کرکے اپنی دنیا سنبھالی بُرا ہے اس دُنیا پرستی اور سنہری سکوں کا جس کے عوض شامی نے نجدیوں کو دل کھول کر بدنام کیا ہے" (آئینہ صداقت ص۱۴۳)

نوٹ:۔ علامہ شامی جیسی عظیم المرتبت شخصیت پر ایسا ناروا اور رکیک حملہ یہ صرف دیوبندی مُلّاؤں سے ہو سکتا ہے جن کے ضمیر و خمیر اور فطرت و سرشت میں تبرّا اور گالی و گلوچ کا عنصر شامل ہے مرزا غلام احمد قادیانی سے متعلق ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

مرزا غلام احمد قادیانی

علماء دیوبند کی نظر میں

"اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے لکھا تو خانصاحب "سیدنا امام احمد رضا" پر ان علماء دیوبند

کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے
جیسے علماء دیوبند نے جب مرزا صاحب (غلام احمد قادیانی) کے
عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام
پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا اگر وہ
مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں تو وہ خود کافر ہو جائیں گے
جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔''

اشد العذاب صفحہ ۱۳

نوٹ:۔ باوجودیکہ قادیانی کلمہ گو اور اہل قبلہ ہیں لیکن جب علماء دیوبند مرزا
غلام احمد قادیانی کی کفریات پر مطلع ہو گئے تو ان پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا۔ قربان
جائیے آپ کسی کلمہ گو اور اہل قبلہ کی کفریات پر مطلع ہو جائیں تو آپ پر فرض ہے
کہ آپ اُسے کافر کہیں لیکن اگر آپ پر توہین نبوت کا جرم ثابت ہو جائے اور آپ
کی تکفیر کی جائے تو قیامت صغریٰ بپا کی جائے واضح رہے آپ کی تکفیر میں آپ ہی
کا اصول و ضابطہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ آپ کا حال تو یہ ہے کہ

ع ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

جماعت اسلامی

مولانا تھانوی کی نظر میں

"میرا دل اس تحریک کو قبول نہیں کرتا" (اشرف السوانح صفحہ ۱۳ جلد آخر)

جماعت اسلامی ——— ——
قاری طیب کی نظر میں

"جماعت اسلامی کے جدید تفقہیات اور تفقہ کی فرعیات جو جناب نے قلم بند فرما کر ارسال فرمائیں انھیں پڑھ کر افسوس ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نیا فقہ تیار ہو رہا ہے اور پرانے فقہ کا لباس اتار کر پھینکا جا رہا ہے۔ انا للہ الخ"

مولانا شبیر احمد عثمانی ———
مولانا حسین احمد کی نظر میں

"دار العلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چھپائے ہیں جن میں ہمیں ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا آپ "دیوبندی مولوی صاحبان" حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دار العلوم کے تمام مدرسین مہتمم اور مفتی سمیت باستثناء ایک دو کے بلا واسطہ مجھ "مولوی شبیر احمد عثمانی" سے نسبت تلمذ رکھتے تھے"

مکالمۃ الصدرین ص ۳۱

نوٹ:۔ گویا مولانا حسین احمد اور ان کے رفقاء کار کی نظر میں مولانا شبیر احمد عثمانی کی

حیثیت ابوجہل جیسی ہے!

جس طرح بچھو ڈنک مارنے میں اپنا پرایا اور دوست دشمن نہیں دیکھتا اُسے تو ڈنگ مارنے سے کام جب زہر کلبلاتا ہے تو ڈنک مارنے پر مجبور ہوتا ہے پس ایسے ہی علماء دیوبند فضول بکواس اور گالی بکنے پر مجبور ہیں اب مولانا حسین احمد کو مولانا شبیر احمد کے کٹہرے میں دیکھئے

مولانا حسین احمد مولانا شبیر احمد عثمانی کی نظر میں ——

> "مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائداعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔
> (خطبہ صدارت شبیر احمد عثمانی ص ۴۸)

تو مولوی شبیر احمد عثمانی نے مولوی حسین احمد کے متعلق کہا

> "یہ پرلے درجے کی شقاوت و حماقت ہے کہ قائداعظم کو کافر اعظم کہا جائے"۔ (مکالمۃ الصدرین ص ۳۲)

نوٹ :۔ گویا مولانا شبیر احمد عثمانی کی نظر میں مولانا حسین احمد شقی اور بیوقوف ہیں۔

مولانا ابوالکلام علماء دیوبند کی نظر میں ——

> "وہ ابوالکلام آزاد اپنی نفسانی خواہشات کا متبع ہے اور اسلام کے

سیدھے سادھے راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور اکابرینِ ملت کا سخت بے ادب ہے۔ (البیان مقدمہ مشکلات القرآن مصنفہ مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی صفحہ ۳۴)

نوٹ :۔ مولانا ابوالکلام آزاد سے متعلق مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی کی جو رائے تھی اُسے انھوں نے کھلے بندوں ظاہر کر دیا کہ ابوالکلام آزاد نفسانی خواہشات کا متبع ہے اور سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔

سر سید احمد خاں علماء دیوبند کی نظر میں

وہ سر سید بے دین ملحد یا جاہل گمراہ ہے وہ خود گمراہ ہوا اور اُس نے لوگوں کو بھی گمراہ کیا ہے اور اگر اس کا کفر والحاد زیادہ نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ لوگ اس پر مکمل ایمان لے آتے لیکن دیکھ کر اس ملحد بے دقوف کی بیوقوفی کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ (البیان مقدمہ مشکلات القرآن صفحہ ۳۲)

نوٹ :۔ سر سید احمد خاں سے متعلق مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی کو جو کہنا تھا انھوں نے غیر مبہم اور واضح طور پر کہہ دیا۔ اب ضرورت اس کی ہے کہ یہ عبارت مسلم یونیورسٹی علی گڑھ تک پہنچا دی جائے تاکہ یونیورسٹی میں جب کبھی قاری طیب صاحب کا پروگرام ہو تو اس عبارت پر ان سے استفسار کیا جا سکے!

مولانا شبلی نعمانی علماء دیوبند کی نظر میں

"بیشک وہ شبلی سر سید کے بارے میں از حد خوش اعتقادی رکھتا ہے۔"

پس یا تو یہ مداہنت فی الدین ہے اور ان دونوں سرسید و شبلی کی روحیں علم و مقاصد میں یکجا ہیں اور ہم نے لوگوں کے سامنے شبلی کا یہ پول اس لئے ظاہر کیا ہے کہ دین اسلام میں کسی کافر کے کفر سے چشم پوشی کرنا ہرگز جائز نہیں" (البیان مشکلات القرآن محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی ص ۳۲)

نوٹ :۔ مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی نے مولانا شبلی نعمانی کے بارے میں جو کچھ کہا اسے ناظرین نے پڑھ لیا لیکن حوالے کی آخری سطر بہت ہی قابل توجہ ہے یعنی

"دین اسلام میں کسی کافر کے کفر سے چشم پوشی کرنا ہرگز جائز نہیں"

بغیر سوچے سمجھے کبھی یہ لوگ بھی سچ بول جاتے ہیں لمحہ میں چھپا دا ہی کیوں نہ ہو اب مجھ کہہ لینے دیجئے اگر مولانا شبلی نعمانی کا کفر چھپایا نہیں جا سکتا۔ تو توہین نبوت کے مجرمین کا جرم کیونکر چھپایا جا سکتا ہے حفظ الایمان و براہین قاطعہ وغیرہ کی کفری عبارات پر جب علماء دیوبند کی تکفیر کی جاتی ہے تو ملک میں شور و ہنگامہ کیوں برپا کیا جاتا ہے؟ ہم آپ ہی کا اصول آپ پر استعمال کرتے ہیں کہ اسلام میں کسی کافر کے کفر سے چشم پوشی کرنا ہرگز جائز نہیں! آپ کو تو ہمیں داد دینی چاہیئے کہ اصول کے استعمال میں ہم نے انصاف و دیانت کا خون نہیں ہونے دیا مگر اس کو کیا کہئے آپ مولانا ابوالکلام آزاد، سر سید احمد خان" مولانا شبلی نعمانی، مولانا مودودی، مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، علامہ ابن عابد شامی روافض و خوارج، غلام احمد قادیانی سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی محمد بن عبدالوہاب نجدی وغیرہ وغیرہ کو جو بھی من میں آئے کہہ جائیے کافر، بدین، ملحد، ظالم، خونخوار، فاسق راہ سے بھٹکا ہوا، جہنمی، ابوجہل، مداہن، جاہل غرضیکہ علماء

دیوبند کے سوا خدا کی زمین پر جو لوگ بھی بسے ٹکے ہیں وہ سب کے سب بے دین، کافر گمراہ جہنمی وغیرہ ہیں یہ ہیں علماء دیوبند کے وہ کالے کرتوت جس کو انھوں نے نمائشی اتحاد و اتفاق، اور ایک ہنو، نیک بنو کے کھوکھلے نعروں میں چھپا رکھا ہے اب قوم بہت ہوشیار ہو چکی ہے اس نے آپ کے نمائشی جلدوں اور بے وزن نعروں کی حیثیت سمجھ لی ہے وہ اس بات کا آسانی سے فیصلہ کر سکتی ہے کہ اگر آپ کسی کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کلمات کفریہ کی بنا پر کافر مرتد بے دین کہہ سکتے ہیں تو آپ جیسے توہین نبوت کے مجرمین کو کیونکر معاف کیا جا سکتا ہے؟ جو اصول و ضابطہ آپ نے تعاد یا نیوں وغیرہ پر استعمال کیا ہے بس ضابطے کی وہی تلوار آپ کا بھی سر قلم کر رہی ہے اگر ایسا ہے تو واویلا کیوں؟

لمحہ فکریہ! چھوڑے جاتا ہوں میں سرمایۂ غم اے منظر
جانے اب کس کے مقدر میں یہ دولت ہوگی

حضرات یہ کوئی مقام حیرت و استعجاب نہیں جس قوم کی سرکشی و بغاوت اس حد تک پہنچ گئی ہو کہ وہ خدا وحدہ لاشریک کو مسئلہ امکان کذب کے بارے میں جھوٹا کہے اور اس کے پیارے محبوب سرور کونین سید عالم روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا بھائی. گاؤں کا زمیندار، چودھری مر کر مٹی میں ملنے والا کہے۔

اگر اس نے مولانا ابوالکلام آزاد مولانا مودودی مولانا شبلی نعمانی، سر سید احمد خان علامہ شامی مرزا غلام احمد قادیانی حتی کہ صرف ایک کتاب میں سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھ سو چالیس گالیاں دی ہوں تو یہ کوئی حیرت کا مقام نہیں اس تحریر کا مقصد کسی کی تقدیس و صفائی نہیں ہے بلکہ کہنا یہ ہے

کہ آپ نے جسے جیسا سمجھا ویسا کہہ دیا بس ایسے ہی اگر علماء اہلسنت کی نظر میں آپ توہین نبوت کے مجرم ہیں اور ایسے مجرم کا جو حکم ہے اگر اس کا اعلان کر دیا گیا تو کافر کو بھی کافر نہ کہو کا نعرہ کیوں بلند کیا جا رہا ہے یہ اسلام کی غاصبانہ ٹھیکیداری آپ کو کہاں سے مل گئی جو حق آپ نے دوسروں پر استعمال کیا ہے وہی ہمارے امام سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ پر استعمال کیا ہے جہاں تک علامہ شامی اور سیدنا امام احمد رضا اور ان کے اشیاں کا تعلق ہے ان کا دامن اُن تمام آلائشوں سے پاک وصاف ہے جس کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے آسمان کا تھوکا خود منہ پر آتا ہے رہ گئے دوسرے افراد اُنکے اذناب واخلاف آپ سے نبٹتے رہیں گے۔

کتاب پریس جارہی ہے یہ چند سطریں قلم برداشتہ تحریر کی گئی ہیں ہم پُرامید ہیں کہ یہ شواہد ونظائر ذہن وفکر کی تطہیر اور حصول اعتماد کے لئے کافی ہوں گی آئندہ جب کہیں یا جہاں کہیں بھی آقایم ثلثہ[5] پہنچیں اور اس نوعیت کا فتنہ اٹھانا چاہیں تو انھیں شواہد کی روشنی میں ان سے استفسار کیا جائے۔ میں نے ان صفحات کا اضافہ اس لئے کر دیا ہے کہ یہ ناگپور ہی کا فتنہ نہیں ہے بلکہ یہ حضرات جہاں کہیں پہنچتے ہیں دیوبندیوں میں اپنا رعب جمانے سستی شہرت کمانے اور تقریر کا مارکیٹ بنانے کے لئے یہی ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔

---

۵ مولوی ارشاد احمد مولوی نور محمد ٹانڈوی، راغب بھوپالی

ع بدنام ہوئے ہیں تو کیا نام نہ ہوگا

اسی پر ان حضرات کا عمل ہے۔

آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جو قوم خدائے وحدہ لاشریک اور آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو گالیاں دے اگر اس نے اس ملک کی ایک دیندار انصاری برادری کو منھ بھر کر گالیاں دی ہوں اور ان کی تذلیل وتفضیح میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا ہو اس سے ہم امید وفا کیوں کر سکتے ہیں۔ جب دیوبندی ملاؤں نے اس فتنے کو بھڑکایا ہے تو اب اس کا جواب یہی ہے کہ ان سے معافی اور ان دل آزار کتابوں کے نذر آتش کا مطالبہ کیا جائے۔

سیدنا امام احمد رضا کی حیثیت اقوال فقہاء کے ناقل کی ہے گویا حکایت ہے انشاء نہیں ہے انھوں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں فرمایا لیکن علماء دیوبند نے اپنے طول خراش ودل آزار جملوں سے عمداً انہائی رکیک وناروا حملے کئے ہیں جو یقیناً علماء دیوبند کی پیشانی پر کلنگ کے ٹیکہ ہیں۔

خدائے قدیر ہم میں اتحاد واتفاق کی ایسی اسپرٹ اور مردم شناسی کا وہ جوہر عطا فرمائے کہ آئندہ گندم نما جو فروش بیوپاری برسر بازار ہمارے عزو وقار کے نیلام کی ہمت نہ کر سکیں!

اپنی تو اب تمام ہوئی کائنات غم
دو اشک تھے سو دیدۂ تر سے گذر گئے

مشتاق احمد نظامی خادم سنی تبلیغی جماعت ومہتمم

دار العلوم غریب نواز الہ آباد

۱۵ ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۹۷۱ء

جلد اول ختم ہوئی